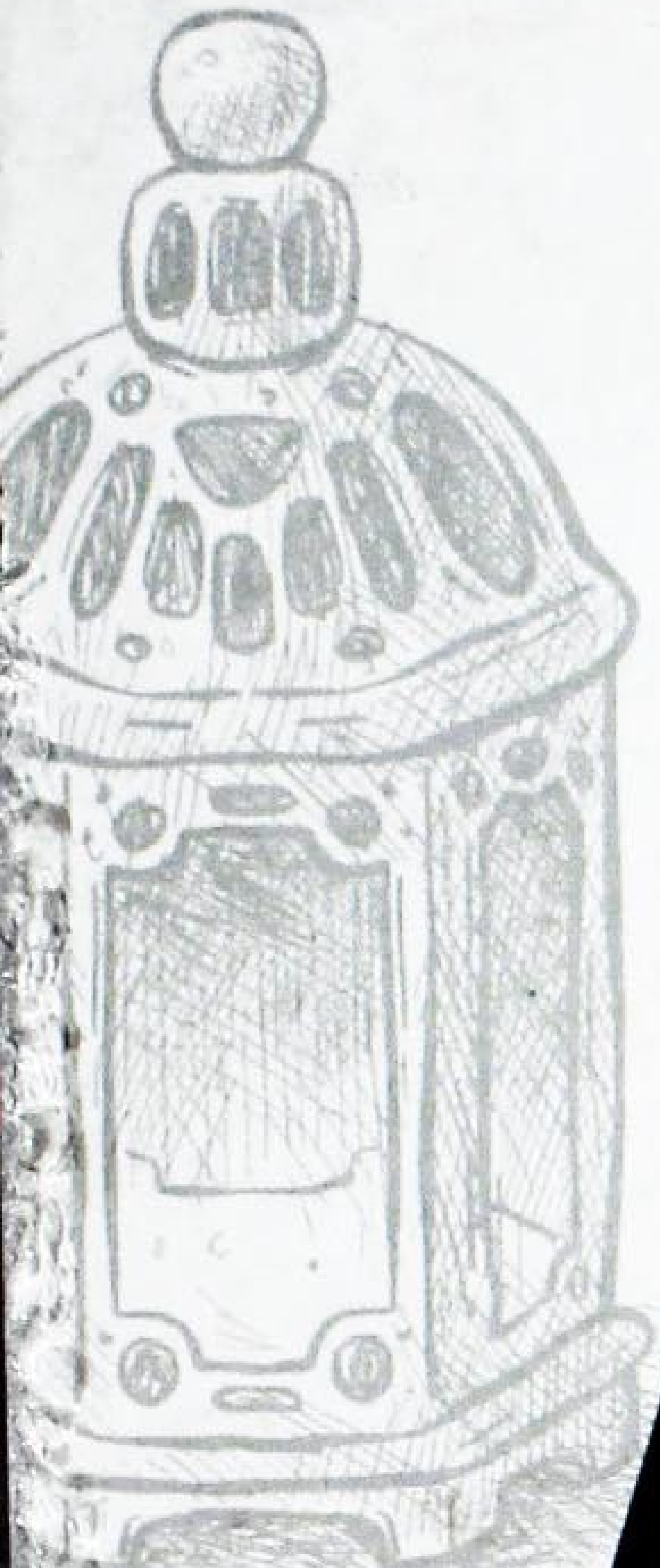

قرآنِ مجید

بحیثیت ماخذ سیرت

مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی

مکتبہ قاسم العلوم

Marfat.com

Marfat.com

قرآن مجید

بحیثیت ماخذ سیرت

مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی

DATA ENTERED
M-2864/2

مکتبہ قاسم العلوم

Marfat.com

125479

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	قرآن مجید بحیثیت ماخذ سیرت
نام مؤلف	مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی
اہتمام	ملک اسد علی قاسمی
مطبع	گنج شکر پریس
ناشر	مکتبہ قاسم العلوم

ڈسٹری بیوٹر

ملک اینڈ کمپنی

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

042-37248209

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ

عرض ناشر ۶

پیش لفظ ۷

مقدمہ: مولانا ابوالکلام آزادؒ ۱۲

تمہید ۲۰

باب اول ....

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف ۲۴

آپ کی بعثت ۳۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حامل وحی ہیں ۵۳

مزاج رسالت محمدیؐ ۷۱

رسالت محمدیؐ کی تائید ۸۱

رسول رحمتؐ کے اقتدا کا حکم ۹۹

اہل کتاب کو بھی آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل تھی ۱۰۱

Marfat.com

تورات و انجیل میں درج صفات محمدیؐ کا حوالہ ۱۰۳
آپؐ کے اخلاق و اوصاف ۱۰۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا خصوصی فضل و کرم ۱۲۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی من جانب اللہ حفاظت و صیانت کی ضمانت .. ۱۲۹
اہل ایمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و مہربانی ۱۳۵
امتیازات و خصائص ختم الرسلؐ ۱۳۷
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والوں کا انجام ۱۵۸
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام ایمان کا لازمی تقاضا ہے ۱۶۲
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر کافروں اور
منافقوں کے اعتراضات اور اللہ کا جواب ۱۶۶
من جانب اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تثبیت و تسلی ۱۸۸
اللہ کا اپنے رسول سے وعدہ ۲۰۵
اللہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ۲۰۸
اللہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عتاب ۲۱۳
معراج نبویؐ ۲۲۱
آپ کی ہجرت اور رفقائے ہجرت کا مرتبہ و مقام ۲۲۳
ازواج نبیؐ ۲۳۰
فریضۂ شہادت حق ۲۳۴

باب دوم ....

دعوت ۲۴۰

Marfat.com

ارکان دعوت ۲۵۱
توحید ۲۵۱
الوہیت ۲۵۲
ربوبیت ۲۶۶
شریعت الٰہی کی پابندی ۲۷۹
اقامت دین ۲۹۲
تین اوامر ۲۹۳
عدل ۲۹۳
احسان ۲۹۴
ایتائے ذی القربیٰ ۲۹۶
تین منہیات ۲۹۷
فحشاء ۲۹۷
منکر ۲۹۸
بغی ۲۹۹
ملی اتحاد ۳۰۲
اطاعت رسولؐ ۳۱۱
دعوت کے تدریجی مراحل ۳۱۷
پہلا مرحلہ ۳۱۷
دوسرا مرحلہ ۳۲۱
تیسرا مرحلہ ۳۳۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

قرآن مجید کی مانند صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زندگی بھی اتھاہ سمندر کی طرح ہے اور کیوں نہ ہو کہ قرآن مجید میں غور و تدبر کرنے اور اس سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے لازم ہے کہ اُس ذات بابرکات سے بخوبی متعارف ہوا جائے، جس پر قرآن نازل ہوا ہے، آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے بہت سے ایسے گوشے ہیں جن پر تاقیامت غور و فکر کا سلسلہ جاری رہے گا اس لیے کہ آپ کا اسوۂ حسنہ قیامت تک کے لیے ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر غالباً خالق کائنات نے قرآن مجید میں آپ کی پوری زندگی اور اس کے تمام پہلوؤں کو محفوظ کر دیا تاکہ قرآن میں غور و فکر کرنے والے اہلِ علم اس سمندر میں غوطہ زن ہوتے رہیں اور اپنے وقت اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق اس سے موتی چنتے رہیں۔

منکرین حدیث بالخصوص مستشرقین کی جان توڑ کوشش رہی ہے کہ کسی طرح صاحب قرآن کو قرآن سے علیحدہ کر دیا جائے، انہیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ اس عمل سے یہ کتاب، کتاب چیستاں بن کر رہ جائے گی اور حیات رسولؐ کے بغیر اس کو سمجھنا ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن انہیں یہ نہیں معلوم کہ خود قرآن نے حیات رسول کو کس طرح اپنے اندر سمولیا ہے کہ تاقیامت اُن کی اس خواہش کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

ضرورت ہے کہ اہل علم حضرات قرآن واحادیث کی روشنی میں غور وتدبر کرتے رہیں، فکر وعمل کے مختلف گوشوں پر دادِ تحقیق دیتے رہیں اور اس طرح ہر زمانے میں نئے نئے علوم اور فکری ونظری چیلنجز کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔ نئی نسل تعلیم یافتہ ہے، جدید ذرائع ابلاغ اور ٹکنالوجی سے بخوبی واقف ہے البتہ اس کی اکثریت مغربی افکار سے متاثر ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اس کی پوری تعلیم وتربیت اسی مغربی تعلیم کے نظام میں ہوئی ہے۔ اس لیے علماء امت کا یہ اہم ترین فریضہ ہے کہ قدیم طریق کار سے استفادہ کرتے ہوئے، جدید اسلوب ولہجے میں آئندہ نسل کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کریں، وہ اس پر غور کریں کہ ہمارے یہ باصلاحیت نوجوان کس طرح جدید ٹکنالوجی کے استعمال کے ذریعہ تعمیر معاشرہ میں اپنا رول ادا کرنے کے اہل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح عصری تعلیم گاہوں سے وابستہ اساتذہ اور طلبہ وطالبات کو اس پہلو پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اپنی علمی وعملی صلاحیتوں کے ذریعہ کس طرح قدیم سرمایے سے استفادہ کر سکتے ہیں اور اسلامی فکر کو عصر حاضر کے جدید اسلوب میں نئی نسل تک پہنچا سکتے ہیں۔ یہ دنیائے انسانیت کی یقیناً بڑی خدمت ہوگی بشرطیکہ آپ میدانِ کارزار میں ہر قدم پر قرآن وصاحبِ قرآن سے مضبوطی سے وابستہ رہیں۔

مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی صاحب استاذ قرآن مجید وعربی ادب مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، اعظم گڈھ، مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے خالص قرآن کی آیات کی روشنی میں سیرت رسول کو یکجا کر دیا اور اس طرح علامہ شبلی اور مولانا ابوالکلام آزادؒ کی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل کا سامان فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر سے نوازے، ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی آپ اپنی کوششیں جاری رکھیں گے اور قرآن مجید کے دیگر بہت سے پہلوؤں پر بھرپور توجہ دیں گے۔

اس موقع پر ہم اس حقیقت کا اظہار کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ ہمارے محققین

Marfat.com

مصنفین محض اپنے ذاتی شوق و دلچسپی کی بناء پر تحقیق و تصنیف کے دشوار گذار مراحل طے کرتے ہیں اور نامعلوم کس طرح کے حالات سے گذرتے ہیں، اس کے عوض میں اگر بہت ہوتا ہے تو یہ کہ اُن کی کتاب ہزار دو ہزار کی تعداد میں شائع ہو جاتی ہے، اشاعت کے سلسلے میں بھی بڑے کٹھن مرحلوں سے گذرنا پڑتا ہے اور اس کے بعد پھر یہ ہوتا ہے کہ یا تو کتابیں بطور ہدیہ اہل علم حضرات کی خدمت میں پیش کی جائیں اور اگر اُسے فروخت کرنا ہو تو ایک ہزار نسخے فروخت کرنے کے لیے پانچ دس سال انتظار کیا جائے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قیمتی سے قیمتی کتاب کا دوسرا ایڈیشن آ ہی نہیں پاتا یا اگر اس کا موقع آیا بھی تو اس دوران ایک مدت کا فاصلہ ہوتا ہے، غالباً اس کی بنیادی وجہ ہمارے معاشرے میں عمومی طور پر ذوقِ مطالعہ کی کمی ہے۔ اس کی تلافی کے لیے ملت کے علم دوست اور اصحابِ ثروت حضرات کو اپنا گراں قدر تعاون پیش کرنا چاہیے، ممکن ہے اُن کے تعاون سے اس بحران پر قابو پایا جا سکے۔

مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی صاحب کی اس اہم تصنیف ''قرآن مجید بحیثیت ماخذ سیرت'' کی اشاعت کو ہم قابلِ فخر محسوس کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اسے قبولِ عام حاصل ہو۔

ڈاکٹر سکندر علی اصلاحی

☆☆☆

Marfat.com

پیش لفظ

دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ نے ۹،۱۰ ستمبر ۲۰۱۰ء کو ''مصادر سیرت'' کے مرکزی موضوع پر ایک اہم اور وقیع سمینار کیا تھا جس میں مجھے بھی بحیثیت مقالہ نگار شرکت کی دعوت دی تھی۔ قرآن مجید کا ایک طالب علم ہونے کی وجہ سے میں نے اپنے لئے موضوع ''سیرت رسول ﷺ کا اہم ترین ماخذ قرآن مجید'' منتخب کیا تھا۔ اس موضوع کے انتخاب پر ہمارے بزرگ پروفیسر اشتیاق احمد ظلّی اور برادر مکرم مولانا عمیر الصدیق ندوی نے بڑی مسرّت کا اظہار فرمایا تھا۔ موضوع کے انتخاب کے وقت یہ خوش فہمی تھی کہ سیرت کی کتابوں میں اس پر خاصا مواد مل جائے گا لیکن جب کتب سیرت کا اس حیثیت سے مطالعہ شروع کیا تو نہ صرف یہ کہ بڑی مایوسی ہوئی بلکہ میری الجھن میں بھی اضافہ ہو گیا کہ مواد کہاں سے لاؤں گا۔ پھر جب مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وہ تحریر نظر سے گزری جس میں انہوں نے علامہ شبلی نعمانیؒ سے گزارش کی تھی کہ وہ اپنی سیرت کی کتاب میں ایک ایسا باب ضرور باندھیں جس میں سیرت نبوی ﷺ کا ماخذ اور مصدر قرآن مجید کو قرار دیا گیا ہو، اور انہوں نے جواب میں یہ فرمایا کہ اتنا مواد قرآن سے کہاں نکل سکتا ہے تو پریشانی اور بڑھ گئی کہ جس کام میں شمس العلماء کو تامل ہو رہا تھا وہ کام مجھ جیسے معمولی طالب علم سے کیوں کر ہو سکے گا لیکن جب میں نے دیکھا کہ علامہ شبلی نعمانی نے اس جانب توجہ

Marfat.com

مبذول فرمائی کی تو بڑا ذخیرہ اکٹھا کر رہا تو مجھے بھی حوصلہ ملا اور میں نے خود قرآن مجید کا مطالعہ بحیثیت ماخذ سیرت شروع کیا تو اتنے گوشے سامنے آئے کہ مجھے مولانا آزاد کی وہ بات بالکل درست معلوم ہونے لگی کہ قرآن مجید سیرت نبوی کا بہت بڑا اور مکمل ماخذ ہے۔ اس کے باوجود پتہ نہیں کیوں عام طور پر سیرت نگاروں نے اس طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ پھر میں نے اپنی استعداد اور بساط کے مطابق کوشش شروع کر دی۔ سمینار کا مقالہ تو چھوٹا اور مختصر ہی لکھا تھا کہ سمیناروں میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہوتی لیکن میں نے اپنا مطالعہ جاری رکھا اور حاصل مطالعہ نوٹ کرتا رہا جب اتنا مواد اکٹھا ہو گیا کہ اسے باقاعدہ تحریری شکل دی جا سکتی تھی تو اسے مرتب کرنا شروع کر دیا اور جو کچھ لکھتا جاتا تھا اسے مدرسۃ الاصلاح کے ترجمان سہ ماہی ''رسالہ نظام القرآن'' میں قسط وار اشاعت کے لئے دیتا جاتا تھا۔ ارادہ یہ تھا کہ اس پر اہل علم کے جو نقد و استدراک آتے رہیں گے۔ ان کی روشنی میں اپنا مضمون درست اور مزید بہتر کرتا جاؤں گا۔ نقد و استدراک تو سامنے نہیں آئے لیکن بعض احباب اور علم دوست حضرات نے بڑے حوصلہ افزا کلمات سے نوازا۔ برادر محترم ملک زبیر احمد فلاحی نے تو اسکی اہمیت کے پیش نظر سارا کام چھوڑ کر اسے مکمل کر ڈالنے پر زور دیا اور برادر عزیز ڈاکٹر سکندر علی اصلاحی نے اس کی اشاعت کے لئے ادارہ دعوت القران کی خدمات ہی پیش کر دیں، تو اس سے بڑا حوصلہ ملا اور کام کا تسلسل ٹوٹنے نہیں پایا اور اب بحمد اللہ یہ مواد آپ کے سامنے ہے۔

بعض احباب کی خواہش تھی کہ اس کتاب کے مقدمہ کے طور پر مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وہ تحریر شامل کتاب کر لی جائے جس میں انہوں نے قرآن مجید کو بحیثیت ماخذ سیرت پیش کرنے کی خواہش کی تھی اور جس میں سیرت نگاروں کی اس طرف سے بے اعتنائی پر درد کا اظہار کیا تھا۔ خصوصاً برادر مکرم مولانا عبدالحلیم فلاحی نے تو اس پر اتنا اصرار کیا کہ وہی میری فکر بن گیا۔ چنانچہ میں نے مولانا آزاد کی وہ تحریر جو ان کی کتاب ''تذکرہ'' میں

Marfat.com

تذکرہ نمبر۲۲ کے تحت تھی، اس کتاب کے مقدمہ کے طور پر شامل کر لینے کی جرأت کر ڈالی۔

میں نے اپنی حد تک پوری کوشش کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے زیادہ سے زیادہ گوشے سامنے آجائیں، لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میں اپنی کم علمی اور بے مائیگی کی وجہ سے اس میں بہت زیادہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ تاہم جو کچھ سامنے آ گیا ہے وہ بھی کسی ایک کتاب میں شاید سب سے زیادہ ہو۔

قرآن مجید میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کے جن تابناک پہلوؤں کی نشاندہی کی گئی ہے وہ بھی ایک مستقل عنوان ہے، اس پر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے اور وہ بھی سیرت نبوی ﷺ ہی کے حصے ہیں، کیوں کہ ان کی زندگیوں کے سارے تابناک پہلو اسی آفتاب عالم تاب کی کرنیں ہیں۔

اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی ذات، شخصیت اور رسالت و نبوت سے بھی بحث کی گئی ہے اور آپ کی دعوت و کردار سے بھی۔ اگر یہ حقیر کوشش سیرت طیبہ کے حوالے سے قرآن مجید کی مصدریت اور ماخذیت کو نمایاں کرنے میں کچھ بھی کامیاب ہوتی ہے تو میں اسے اپنے لئے ایک بڑی کامیابی تصور کروں گا۔ اللہ تعالی اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے۔

محمد عمر اسلم اصلاحی
مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر اعظم گڑھ

☆☆☆

Marfat.com

مقدمہ

مولانا ابوالکلام آزادؒ

لوگوں نے حیات وسیرتِ طیبۂ ختم المرسلینؐ پر اس حیثیت سے بہت کم نظر ڈالی ہے کہ اگر روایات ودفاترِ تاریخی سے قطع نظر کرلیا جائے اور صرف قرآن حکیم ہی کو سامنے رکھا جائے، تو آپ کی سیرت وحیات پر کیسی روشنی پڑتی ہے! اور جس طرح قرآن اپنی کسی بات میں اپنے غیر کا محتاج نہیں، اسی طرح اپنے حامل ومبلّغ کے وجود حیات کے بیان میں بھی خارج کا محتاج نہیں! اصحابِ سیر ومحدّثینِ کرام نے فضائل ومدائح منصوصۂ قرآنیہ کے تو باب باندھے ہیں، مثلاً قاضی عیاض نے ''شفا'' کے متعدد ابواب میں قرآن حکیم کی آیات سے متعلقِ فضائل ومدائح جمع کی ہیں، لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے، آج تک کبھی اس کی کوشش نہیں کی گئی کہ صرف قرآن حکیم میں دائرۂ استناد واخذ، محدود رکھ کر ایک کتاب سیرت میں مرتب کی جائے۔ جس زمانہ میں مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سیرتِ نبویہ کے بارے میں تذکرے رہتے تھے، تو ایک مرتبہ مجھے اس کا خیال ہوا تھا، میں نے کہا آپ سیرت میں ایک خاص باب یا سیرت کا ایک خاص حصہ اس عنوان سے قرار دیجیے: ''قرآن اور سیرت محمدیہ'' اور اس میں صرف آیاتِ قرآنیہ کو بہ ربط وترتیب جمع

Marfat.com

کر کے دکھلایئے کہ خود قرآن سے کہاں تک آپ کی شخصیت اور آپ کے وقائع و ایام معلوم ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اعلیٰ علّیین میں جگہ دے، ان کی طبیعت میں ایک خاص بات یہ تھی کہ کوئی معاملہ ہو وہ اسکی ابتدا ہمیشہ شک اور تردّد سے کیا کرتے تھے، اور جب تک یقین کرنے کے لیے مجبور نہ ہو جائیں، یقین نہیں کرنا چاہتے تھے، اِس چیز نے اُن کی عملی زندگی کو بھی (یعنی کاروبار و انتظامات کی زندگی کو) بہت نقصان پہنچایا اور وہ کوئی عملی کام جم کر نہ کر سکے، ندوہ کے معاملے میں جو الجھاؤ لوگوں نے ڈالے، وہ اُن کے اسی ضعفِ یقین و عدمِ جزم و صلابتِ ارادہ کا نتیجہ تھا، ورنہ اُن سے مخالفت کرنے والوں میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اُن کو جگہ سے ہٹا سکتا۔ بہر حال انہوں نے اس خیال پر بہت ہی پسندیدگی ظاہر کی، مگر وہی اپنی عادت کے مطابق اظہارِ شک و ناامیدی کہ اتنا مواد صرف قرآن سے کہاں نکل سکتا ہے کہ سیرت کا ایک باب مرتب ہو سکے! لیکن جب میں نے بہت اصرار کیا تو کہا اچھا تم اگر یہ ٹکڑا مرتب کر دو، تو سیرت کے ساتھ شامل کر دیا جائے، آخری یکجائی دہلی میں ہوئی تھی، اُس وقت انہوں نے کہا: اب مجھ کو بھی خیال ہوتا ہے کہ یہ ممکن ہے اور بہت ہی اہم چیز ہوگی۔ چنانچہ دہلی سے آ کر میں نے کچھ وقت اس میں صرف کیا اور ایک مستقل سیرتِ نبویہ مجردّ قرآن حکیم سے ماخوذ و مستنبط شروع کر دی۔ جوں جوں قدم آگے بڑھتا گیا، نئے نئے دروازے کھلتے گئے، اور امید و توقع سے کہیں زیادہ وہ کامیابی ہوئی، گو یہ حقیقت پہلے سے پیشِ نظر تھی، حتیٰ کہ اس بارے میں بڑا ذخیرہ آیات کا ذہن میں مستحضر تھا، لیکن یہ بات تو کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں گزری تھی کہ جس کتاب کو بظاہر جا بجا ذکرِ احکام و مسائل و قصصِ گزشتگان سے مملو پاتے ہیں، اس میں اس قدر وافر ذخیرہ خاص شخصِ رسالت کے حالات و وقائع کا بھی موجود ہوگا۔ کتاب کے مرتّب ہو جانے کے بعد جو دیکھا، تو ایک عجیب عالم نظر آیا، حیات و سیرت کا کوئی ضروری ٹکڑا ایسا نہیں ہے، جس کے لیے قرآن میں ایک سے زیادہ آیات نہ ہوں، اور پھر نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سیرت بلکہ صحابہؓ کرام کے حالات

Marfat.com

وخصائص کا بھی کافی ذخیرہ موجود ملا۔ صحابہ کی جماعت درسگاہِ تزکیہ و تعلیمِ نبوت سے نکلی ہوئی مومنون الاولون کی اولین جماعت تھی وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ اس لیے اُن کے سوانح وایام بھی سیرت نبویہ ہی کے مختلف اجزا ہیں، بلکہ ہدایتِ قرآنی وحکمتِ نبوی کے عملی ومجسم ثمرات ہونے کے لحاظ سے دلائل وآیاتِ نبوت کے حکم میں داخل، پس یقیناً آپ کی سیرت مکمل نہ ہوتی، اگر اُن کے حالات بھی قرآن میں پوری شرح وتفصیل سے نہ ملتے اس ٹکڑے کو دیکھ کر مجھ کو آخری مرتبہ یقین اس بارے میں حاصل ہوگیا کہ اگر دنیا سے تاریخِ اسلام کی ساری کتابیں معدوم ہوجائیں، اور دنیا نے جو کچھ چھٹی صدی عیسوی کے ایک ظہورِ دعوت کی نسبت سنا ہے وہ سب کچھ بھلادے، اور صرف قرآن ہی دنیا میں باقی رہے، جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیتِ مقدسہ اور آپ کی سیرت وحیات کے براہین وشواہد مٹ نہیں سکتے، صرف ایک قرآن ہی اس کے لیے بس کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا کو بتلادے کہ اس کا لانے والا کون تھا؟ کیسے زمانے میں آیا؟ کس ملک میں پیدا ہوا؟ اس کے خویش و بیگانہ کیسے تھے؟ قوم ومرزبوم کا کیا حال تھا؟ اس نے کیسی زندگی بسر کی؟ اس نے دنیا کے ساتھ کیا کیا اور دنیا نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ اس کی باہر کی زندگی کیسی تھی اور گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا؟ اس کے دن کیسے بسر ہوتے تھے اور راتیں کن کاموں میں کٹتی تھیں؟ اس نے کتنی عمر پائی؟ کون کون سے اہم واقعات وحوادث پیش آئے؟ پھر جب دنیا سے جانے کا وقت آیا تو دنیا اور دنیا والوں کو کس حال میں چھوڑ گیا؟ اس نے جب دنیا پر پہلی نظر ڈالی تھی، تو دنیا کا کیا حال تھا؟ اور جب واپسیں نظرِ وداع ڈالی، تو وہ کہاں سے کہاں تک پہنچ چکی تھی؟ غرض کہ ایک وجود ومقاصدِ وجود اور اعلامِ صداقت وعظمت کے لیے اس کے وقائع و مایتعلق بھا و ما یناسب ذلک میں سے جن جن باتوں کی ضرورت ہوسکتی ہے، وہ سب کچھ صرف قرآن ہی کی زبانی دنیا معلوم کرلے سکتی ہے، اور اس بارے میں بھی قرآن اپنے سے باہر کا ابد محتاج نہیں، اور پھر یہ سب کچھ ازقبیلِ اشارات ومرموزات

Marfat.com

نہیں ہے جیسا کہ اربابِ نکات ودقایق کا طریقِ استنباط ہے، بلکہ صاف صاف اور کھلا کھلا بیان جو فقہاء کے طریقِ استنباطِ اشارۃ النّص سے کہیں زیادہ واضح وظاہر ہے، اور اگر رموز واشارات وتلمیحات کا طریق اختیار کیا جائے، تو پھر خاص خاص آیتوں کو چھانٹنے کی کیا ضرورت؟ پورے قرآن میں بجز اس ایک ذکر کے اور کوئی ذکر ہی نہیں ہے! وکل الی ذلک الجمال یشیر اگر غور کیا جائے تو فی الحقیقت یہ معاملہ بھی منجملہ مہمات خصائص واعجازِ قرآن کے ہے۔ کسی پیغام کی صداقت جانچی نہیں جاسکتی، جب تک پیغام لانے والے کی صداقت وامانت نہ جانچی جاسکے، اور وہ ممکن نہیں، جب تک اس کی پوری زندگی اور زندگی کے وقائع واعمال دنیا کے سامنے نہ ہوں، پس اس اعتبار سے آج تمام عالم میں اگر کوئی صحیفۂ آسمانی ایسا ہے جو اپنے لانے والے کی زندگی کے وقائع وسوانح ہر زمانے اور ہر عہد میں خود اپنی زبانی سنا دے سکتا ہے، تو وہ بحکم هٰذا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۔ بجز قرآنِ حکیم ومحفوظ کے اور کوئی نہیں، اس کے علاوہ جس قدر کتبِ سماویہ (فی اعتقادنا او فی زعمهم) موجود ہیں، وہ یا تو اپنی صداقت کی اور ساری باتوں کی طرح اس بارے میں بھی بالکل خاموش ومظلم ہیں، حتی کہ اپنے لانے والوں کے وجود کے اثبات سے بھی عاجز، اور اگر اس کی شخصیت کا ذکر کرتی بھی ہیں، تو ایسے مجہول و سراپا شکوک وارتیاب کی شکل میں جس سے اثبات کی جگہ اور زیادہ سلب ونفی کا یقین پیدا ہو جاتا ہے، اور پھر جب اس لحاظ سے دیکھا جائے کہ آج دنیا میں شہرت وتواتر، نقل وحفظ وروایت، اور تو راثِ اسناد وقرأت، وتعاملِ کروڑہا نفوسِ عالم نسلاً بعد نسل وحین بعد حینٍ، وتلاوتِ اوقات خمسۂ لیل ونہار (فضلاً عن تلاوته وتدبره فی کل حین وآن) کے اعتبار سے صرف یہی ایک کتاب قطعی ویقینی اور محفوظ وغیر مبدل ہے۔

بحیث لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ (حم السجدہ : ۴۲) و اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ و انا له لحافظونَ (الحجر: ۹) و بل هو قرآنٌ

Marfat.com

مَّجِیْدٌ فی لوحٍ مَّحْفُوظٍ (البروج: ۲۲) و فی صدورِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (العنکبوت: ۴۹) وغیر ذلک من قواطع الحفظ و الصیانۃ ،اور اسی لیے علی وجہ الارض اسم وعلَم ''الکتاب'' کا مستحق اور کوئی نہیں، تو پھر ظاہر ہے کہ جس وجود و شخصیت اور اس کی حیات وسیرت کا اثبات واعلام اس کتاب کے اندر ہوگا، اس کے وجود وسیرت سے بڑھ کر سماء دنیا کے نیچے اور کونسی انسانی ہستی قیامت تک کے لیے اثبت واقوم ہوسکتی ہے؟ اور دنیا اپنی ہدایت کے لیے اگر کسی انسان کے آگے جھک سکتی ہے، تو اس انسانیت کبریٰ وعبدیتِ اعلیٰ وبشریتِ واحدہ کے سوا اور کون انسان ہے، جس پر آنکھوں سے دیکھنے والوں کی طرح ہمیشہ یقین کیا جاسکتا ہے؟ اور جس پر ایمان لانے کے لیے پچھلی امتیں اور نسلیں بھی پہلوں کی طرح قطعی ویقینی روشنی رکھتی ہیں؟ اور پھر جس وجود کی سیرت وحیات قیامت تک کے لیے اس طرح محفوظ وثبت کردی گئی ہو، علاوہ اُن نقوشِ غیر فانی کے جو صفحۂ عالم پر ثبت ہیں، اور جس کی زندگی کے وقائعِ طیّبہ کو اس طرح سورج کی دائمی روشنی اور ستاروں کی یکساں سیر وحرکت کے دامن سے باندھ دیا ہو، کیوں نہ اس خاکدانِ جسم وزمان میں اُس کی موت وحیات یکساں ہو؟ اور کیوں اس کی دائمی حیات وقیام کے عقیدہ سے انسان کے تاریک دلوں کو انکار اور غافل روحوں کو گریز ہو؟

فی الحقیقت یہی معنی ہیں دیگر صدہا معانی وحقائق ثابتہ کے اس رفعِ ذکر کے کہ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۔اور یہی وہ مقام ہے کہ جب اصحابِ کشف ومشاہدات کے سامنے کُھلا تو انہوں نے ''حقیقتِ محمدیہ'' کے احاطہ وحیات اور عدمِ زوال وبقاء استمرار کو تمام انبیائے کرام کے حقائقِ تعیّنات سے مافوق، اور بوجہ دائرۃ الدوائر اور مرکزِ ادوارِ تعینات مابعد اور نقطۃ الحیات فی الاصل والحقیقت ہونے کے تمام انوارِ تعیّنات و وجود کو اس کی نورانیت کے سامنے بے فروغ و ماند پایا، اور اسی لیے شیخ اکبر نے اس کو تعینِ اوّل اور موردِ صحیح ''اصطلاح'' ''عقلِ اوّل'' کا قرار دیا۔ اور پھر ''انسانِ کامل'' اور ''روحِ اعظم'' اور ''نفس واحدہ'' اور قلم

Marfat.com

الاعلیٰ'' اور ''نورالانوار'' اور ''نفس الکائنہ'' سے بھی اس کو تعبیر کیا گیا کہ بلحاظِ بقاء ذکر و دوامِ فیضان وحیات وہی ایک انسان الکامل، روح الاعظم، اور النفس الواحدہ والکائنہ ہے اور حیاتِ معنویہ مستمرہ نوع وارض کی مرکزیت صرف اُسی کو پہنچتی ہے، اور اسی لیے قرآن حکیم نے صرف اسی وجود کو ''العبد'' سے تعبیر کیا کہ ساری عبودیتیں آنی ووقتی ہیں مگر صرف یہی وہ عبودیتِ کاملہ وواحدہ ہے جو ہمیشہ عبّاد و معبود میں واسطۂ ہدایت اور ہمیشہ عبد کو معبود سے واصل کر دینے کے لیے حیّ وقائم ہے، قال العارف البوصیری:

منزہ عن شریک فی محاسنہ

فجوھرالحسن فیہ غیر منقسم!

اور چونکہ نوعِ انسانی کی سعادت وتنویر کا مرکز و مبدء وجودِ انبیائے کرام ہے، اور حقیقتِ محمدیہ بحکم وَجِئۡنَابِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیۡدًا ان سب سے مافوق اور شمس وکواکب اور صباح و مصباح کے معاملہ کا حکم رکھتی ہے، اس لیے حیاتِ قائمہ و دائمہ کا نورالانوار اور مصباح المصابیح صرف وہی دائرہ ٹھہرا، اور اسی لیے شیخ اکبر وجیلی نے اس کو ''حقیقت الاسمائیہ'' اور ''لوحِ محفوظ'' سے بھی تعبیر کیا، سبحان اللہ! یہ آخری تسمیہ وتعبیر کس درجہ ترجمانِ حقیقت واو فق بالشرع و العقل ہے دنیا میں جس قدر بھی ہدایت وتعلیم کی لوحیں تھیں، سب کے لیے تغیر وتبدل ہوا، حتیٰ کہ آج کوئی بھی محفوظ نہیں، لیکن اللہ اکبر مقامِ محمدی کی محفوظیت و مصئونیت کہ اس کی سیرت طیبہ اور حیاتِ حیہ وقائمہ کی لوحِ محفوظ کا ایک نقطہ بھی محو نہ ہو سکا، اور قرآن محفوظ وَ کِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ فِیۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ اور فی صُدُوۡرِ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ میں اس کا ایک ایک حرف، ایک ایک لفظ اسی طرح نقش وثبت ہے اور ہمیشہ رہے گا جس طرح قلمِ ازل نے اول صبحِ تعین کی کرنوں سے لکھ دیا تھا پس قرآن کے بعد اگر کوئی اور ہستی لوحِ محفوظ'' ہو سکتی ہے، تو وہ صرف وہی روحِ اعظم وخالد ہے جس کے ذکر کو خود قرآن نے اپنی آغوشِ حفظ وصیانت میں ہمیشہ کے لیے لے

Marfat.com

لیا ہے، حضرت سیّد العارفین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اِسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے، اگرچہ بعض کم فہموں نے اس کی ضمیرِ متکلم کو نہ سمجھا اور ایک دوسری ہی وادی میں لے گئے، اور یہ آفت عام واعم ہے۔

افلت شموس الاولین، وشمسنا
ابداً علی افق البقا لا تغرب!

حضرت والدِ مرحوم نے اس ملفوظِ مبارک پر ایک دوسرا پیش مصرع لگا کر مطلب واضح کر دیا ہے، یہ ان کے طول طویل قصیدۂ بائیہ میں سے ہے:

شمس تقادم قبل آدم طلعها
ابداً علیٰ افق البقا لاتغرب!

اور یہ جو بعض اکابرِ نقشبندیہ علی الخصوص حضرت مجددِ سرہندی رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے علوم کشفیہ میں ظاہر کیا کہ دائرۂ حقیقتِ محمدیہ سیر قدمی کی آخری حد ہے، اس کے بعد صرف سیر نظری کی گنجائش ہے۔ وھو من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز تمام اصحابِ احوال وکشوف بھی اس پر متفق ہوئے، تو حقیقت اُس کی بھی یہی ہے کہ چونکہ حقیقتِ محمدیہ روح وحیات کا آخری نقطہ اور سرچشمہ قرار پائی، تو لاجرم سیر واقدام کی آخری منزل بھی وہی ٹھہری، اس کے بعد جو کچھ ہے، مافوق اور وراء الورا سے تعیّنات ہے، اس لیے نہ سیر کی وہاں گنجایش، نہ قافلۂ طلب اور محملِ شوق کا وہاں گزر، بلکہ طائرِ فکر و مرغِ خیال بھی اس کی فضائے لاتعیّن میں درماندہ وپروبال سوختہ:

اے بروں از وہم وقال وقیلِ منؔ خاک بر فرقِ من وتمثیلِ من

والکلام فی ھذا یطول ولہ موضع غیر ھذا الموضع الذی نحن فیہ، اور یہ جملۂ معترضہ بھی جو بحدِ فصل وخللِ ربطِ مطالب پہنچ گیا، تو اس لیے کہ مذکور کی جاذبیت و محبوبیت سے ذکر وذاکر کی بیخودی ومحویت ناگزیر ہے، اور اشارات کا طول وقصر مشارٌ الیہ کے

Marfat.com

جذب و کشش پر موقوف، پھر جس مذکور و مقصود کا یہ حال ہو کہ بقول صاحب ''فتوحات مکّیہ'':

یا من ھو للقلوب مقناطیس!

اور اس دنیا میں ذکر صرف اُسی کا ذکر اور بات صرف اُسی کی بات ہو، اس کے سوا جو کچھ ہو، یا اسی کی طرف مصروف و محمول ہو، اور یہ نہ ہو تو پھر بیخودی و بے حاصلی، اتلافِ صرف ضیاعِ بحت:

اوقات ہماں بود کہ بایار بسر رفت ۔ باقی ہمہ بے حاصلی و بے خردی بود

تو کیوں کر ممکن ہے کہ عنانِ قلم از دست رفتہ نہ ہو، اور سر رشتۂ فکر و شغل دامنِ صبر و شکیب کی طرح ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے؟

ویدر کنی فی ذکرہ قشعریر ۔ لھا بین جلدی و العظام دبیب!

ذکر سیرتِ نبویہ ماخوذ و مستنبط از قرآن کی نسبت تھا، سو الحمد للہ وہ امید و گمان سے بھی دہ چند اوسع و اکمل مرتب ہوگئی ورأیت فیہ مالا عین رأت و مالا اذن سمعت، انسانوں کی ترتیب دی ہوئی ساری سیرتیں اور تاریخیں ایک طرف، اور خود لسانِ الٰہی کا ایک کلمۂ منطوقہ و محفوظہ ایک طرف۔ تعجب ہے کہ اصحابِ سیر نے باوجود کمالِ سعی و نظر اور مشغولیت بجمیع طرق و ترتیباتِ سیرت اس طرف کیوں توجہ نہ کی؟ جب تک یہ چیز مرتب نہیں ہوئی تھی، خود اپنا حال بھی دوسرا تھا، اور اب جو دیکھا تو کارخانہ ہی دوسرا نظر آیا:

تمام بود بہ یک حرف گرم و ما غافل ۔ حکایتے کہ ہمہ ناتمام می گفتند!

معھذا:

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی!

☆☆☆

Marfat.com

تمہید

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا نزول بطورِ کتاب ہدایت کیا ہے اور اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو اس لئے مبعوث فرمایا کہ وہ اس کتابِ ہدایت کو سارے انسانوں تک پہنچا دیں اور اس کے جملہ احکام کو روبہ عمل لا کر یہ دکھا دیں کہ یہ نہ صرف یہ کہ انتہائی مفید اور ضروری ہیں بلکہ ممکن العمل بھی ہیں، قرآن اور رسول کے درمیان کا رشتہ لازم اور ملزوم کا ہے کیوں کہ حیات رسولِ رحمت کو سامنے رکھے بغیر احکامِ قرآن کی عملی تطبیق ممکن نہیں، ٹھیک اسی طرح قرآن سے بے نیاز ہو کر رسولِ رحمت سے الفت، محبت اور تعلق کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اگر قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہدایت نامہ ہے تو رحمت للعالمین ﷺ اللہ کی طرف سے مبعوث اسی کا پیکر عمل، اس لحاظ سے دیکھا جائے تو سیرتِ رسول ﷺ کا سب سے اہم، بنیادی، معتبر اور مستند ماخذ قرآن ہی قرار پاتا ہے۔

قرآن کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا ہر پہلو موجود ہے اگر آپ ﷺ کی سیرت کی موٹی تقسیم کی جائے تو اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ آپ کی ذات، شخصیت اور رسالت و نبوت۔

۲۔ انوارِ نبوت اور دعوت و کردار۔

Marfat.com

پہلے حصہ میں جن گوشوں سے بحث کی جارہی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت محمد ﷺ کا تعارف

☆ آپ ﷺ کی بعثت

☆ آنحضرت ﷺ حاملِ وحی ہیں

☆ مزاجِ رسالت محمدی ﷺ

☆ رسالتِ محمدی ﷺ کی تائید

☆ رسولِ رحمت ﷺ کی اقتداء کا حکم

☆ اہلِ کتاب کو بھی آخری رسول ﷺ کی معرفت حاصل تھی

☆ تورات وانجیل میں درج صفاتِ محمدی ﷺ کا حوالہ

☆ آپ ﷺ کے اخلاق واوصاف

☆ رسول ﷺ پر اللہ کا خصوصی فضل وکرم

☆ رسول اللہ ﷺ کی من جانب اللہ حفاظت وصیانت کی ضمانت

☆ اہلِ ایمان پر رسول ﷺ کی شفقت ومہربانی

☆ امتیازات وخصائص ختم الرسل ﷺ

☆ رسول ﷺ کو اذیت دینے والوں کا انجام

☆ رسول ﷺ کا احترام ایمان کا لازمی تقاضا ہے

☆ سید المرسلین ﷺ پر کافروں اور منافقوں کے اعتراضات اور اللہ کا جواب

☆ من جانب اللہ رسول ﷺ کی تثبیت وتسلی

☆ اللہ کا اپنے رسول ﷺ سے وعدہ

☆ اللہ کا رسول ﷺ سے خطاب

☆ اللہ کا رسول ﷺ پر عتاب

Marfat.com

☆ معراجِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور رفقائے ہجرت کا مرتبہ و مقام

☆ ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ فریضۂ شہادتِ حق

۱۲۵۴۷۹

Marfat.com

باب اول

Marfat.com

حضرت محمد ﷺ کا تعارف

حضرت محمد ﷺ حضرت اسماعیلؑ کی نسل کی سب سے محترم شخصیت ہیں۔ بنی اسماعیل میں آپ ﷺ کی ولادت کی آرزو خود حضرت اسماعیلؑ اور ان کے والدِ بزرگوار حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی، جس وقت یہ دونوں باپ اور بیٹے مکہ میں بیت اللہ الحرام کی تعمیر کر رہے تھے، یہ دعا بھی کرتے جا رہے تھے:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

(البقرۃ:۱۲۸، ۱۲۹)

اے ہمارے رب! ہم دونوں کو تو اپنا تابع فرمان بنا اور ہماری ذریت میں سے اپنی ایک تابع فرمان امت اٹھا اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے بتا اور ہماری دعا قبول فرما، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا، رحم فرمانے والا ہے اور اے ہمارے رب! تو ان میں انہیں کے اندر سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان کو تیری آیتیں سنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔ بے شک تو غلبے والا، حکمت والا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور بنی اسماعیلؑ میں اس رسول کی بعثت فرمائی جسے امت کو کتابِ الٰہی کی تعلیم دینی تھی، انہیں حکمت سکھانی تھی اور ان کا تزکیہ کرنا تھا؛ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیلؑ میں حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمانے کے بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی دعا کے الفاظ کے حوالے کے ساتھ یہ خوش خبری سنائی کہ:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ.
(الجمعة: ۲)

وہی ہے جس نے امیوں میں انہیں کے اندر سے ایک رسول کی بعثت فرمائی جو ان پر اللہ کی کتاب تلاوت کرتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

اوپر سورۂ بقرہ آیت: ۱۲۹ میں جس امت کے اٹھائے جانے اور ان کے درمیان ایک رسول کے مبعوث کئے جانے کی التجا ہے۔ سورۃ الجمعۃ آیت: ۲ میں اسی رسول کی بعثت کی بشارت ہے اور وہ رسول حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کون ہو سکتا ہے؟

دوسرے مقامات پر یہ صراحت بھی ہے کہ یہی محمد رسول اللہ ﷺ سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں اب انہی پر دینِ اسلام کی تکمیل ہوگئی۔ ان کے بعد نہ کوئی نبی اور رسول آئے گا اور نہ اس کے آنے کی ضرورت ہی ہے، فرمایا:

وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ. (الأحزاب: ۴۰)

بلکہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

ان آیات میں قرآن نے حضرت محمد ﷺ کا تعارف آخری رسول کی حیثیت سے کرایا ہے۔

قرآن مجید آپ ﷺ کا دوسرا تعارف اس حیثیت سے کراتا ہے کہ آپ ﷺ کوئی مافوق البشر ہستی نہیں ہیں بلکہ عام انسانوں کی طرح کے ایک انسان ہیں۔ عام انسانوں

Marfat.com

اوران میں فرق صرف یہ ہے کہ عام انسانوں پر وحی نہیں آتی اوران پر وحی آتی ہے اور آپ ﷺ پر یہ وحی اس لئے آتی ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں ۔ نبی کریم ﷺ کا یہ تعارف اللہ تعالیٰ نے خود زبانِ نبویؐ سے کرایا ہے، فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحىٰ اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ. (حم السجدة: ٦)

کہہ دو کہ میں بھی تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں البتہ میرے پاس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

آپ ﷺ کا تیسرا تعارف قرآن اس حیثیت سے کراتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نہ تو کسی نفع وضرر کے مالک ہیں اور نہ غیب داں ہیں ۔اس لئے ان کو خدائی کے منصب پر فائز کرنا درست نہیں ہے ۔ان کا مقام بس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو پیغام ان تک پہنچایا ہے وہ بے کم وکاست اس پیغام کو عام انسانوں تک پہنچا دیتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں تا کہ دنیا جان لے کہ اولاً وہ صرف کہتے نہیں بلکہ کر. تے بھی ہیں، اور ثانیاً یہ کہ کوئی حکم خداوندی نا قابلِ عمل نہیں ہے ۔ساتھ ہی یہ بھی بتاتے جاتے ہیں کہ جو ان خدائی احکام پر عمل پیرا ہوگا اس کو آخرت میں کامیابی ملے گی اور جو ان کو نظر انداز کرے گا اس کی گرفت اور سزا ہوگی ۔قرآن کہتا ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ. (الأعراف: ١٨٨)

کہہ دو میں اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع وضرر کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر کا بڑا خزانہ جمع کر لیتا اور مجھے کوئی گزند نہ پہنچ پاتا میں تو بس ایک ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان لائیں۔

آپ ﷺ کی حیثیت کا چوتھا تعارف قرآن یہ کراتا ہے کہ آپ ﷺ محض مذکر ہیں

Marfat.com

مسیطر نہیں ہیں یعنی آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے پیغام کو پہنچا دیں اگر کوئی نہیں مانتا تو زبردستی اس سے منوانے اور لازماً اس کو اس پر کاربند کردینے کی ذمہ داری آپ ﷺ پر نہیں ہے۔ اس لئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر لوگوں نے رسول کی دعوت کا انکار کر دیا تو اس کا مشن ہی فیل ہو جائے گا اور یہ خاسر و نامراد ہو کر رہ جائیں گے۔ یاد رہے کہ اللہ کے رسول نے کوئی نئی پارٹی نہیں بنائی ہے کہ اگر لوگ اس میں شامل ہوں گے تو پارٹی کامیاب ہوگی اور اگر لوگوں نے خاطر خواہ اس کی طرف اعتناء نہ کیا تو پارٹی ٹوٹ جائے گی اور پارٹی لیڈر کا خواب سیادت و قیادت چکنا چور ہو جائے گا۔ قرآن کہتا ہے:

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ. (الغاشية: ۲۱.۲۲)

پس یاد دہانی کراؤ تمہاری ذمہ داری صرف یاد دہانی کرانے کی ہے۔ تم ان پر کوئی داروغہ نہیں ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے مزاج میں داروغہ کی درشتی نہیں رکھی بلکہ ایک داعی کی لچک رکھی ہے اور دعوت و تبلیغ نرم خوئی، خوش مزاجی اور عفو و درگزر کی متقاضی ہوتی ہے، درشتی اور خشونت کی نہیں۔ لیکن اس سے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ رسول بزدل اور بے اثر ہوتا ہے۔ نرم خوئی، خوش مزاجی، عفو، درگزر اور بزدلی، بے اثری، بے وزنی دو الگ الگ چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو طبیعت کا نرم یقیناً بنایا تھا لیکن وہ عزم کا پہاڑ تھے، قرآن کی یہ آیت ان دونوں اوصاف کا پتہ دیتی ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ.

(آل عمران: ۱۵۹)

یہ تو اللہ ہی کا فضل ہے کہ تم ان کے لئے نرم خو ہو اگر تم درشت خو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے منتشر ہو جاتے سو ان سے درگزر کرو ان کے لئے مغفرت چاہو اور معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہو پس جب تم فیصلہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک اللہ اپنے اوپر بھروسہ کرنے والوں کو عزیز رکھتا ہے۔

Marfat.com

البتہ جب مرحلہ وہ آ جائے کہ سختی ہی علاج رہ جائے تو ایسے موقع پر آپ ﷺ انتہائی سخت بھی ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کے مزاج کا یہی حسین امتزاج تھا جس کی ستائش خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے، فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ. (الفتح: ۲۹)

محمد رسول اللہ اور آپ ﷺ کے رفقاء کافروں پر سخت اور باہم دگر انتہائی رحم دل ہیں۔

آپ ﷺ کا پانچواں تعارف قرآن نے یہ کرایا ہے کہ آپ ﷺ امت کے انتہائی ہمدرد اور غمگسار ہیں اور ہمیشہ امت کی ہدایت کے لئے فکرمند رہتے ہیں۔ اسی لئے آپ ﷺ کو یہ بات بہت گراں گزرتی تھی کہ لوگ آپ ﷺ کے حکم سے سرتابی کر کے اپنی عاقبت تباہ کر لیں۔ قرآن کا بیان ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. (التوبة: ۱۲۸)

تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آ چکا ہے جس پر یہ چیز بہت گراں گزرتی ہے کہ تم ہلاکت کی راہ پر گامزن ہو۔ وہ تمہارے ایمان کا حریص اور اہلِ ایمان کے لئے سراپا شفقت و رحمت ہے۔

آپ ﷺ کا چھٹا تعارف قرآن نے یوں کرایا ہے کہ آپ ﷺ انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں نیکی کا حکم دیتے، برائیوں سے روکتے، پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھہراتے، خبیث چیزوں کو حرام کرتے اور لوگوں کے اوپر سے اس بوجھ کو اتارتے ہیں جسے لوگوں نے اپنے جی سے لاد لیا تھا پھر بعد میں زحمت محسوس کرنے لگے تھے۔ اسی طرح وہ ان پابندیوں کو ہٹاتے ہیں جو لوگوں پر ان کی شامتِ اعمال کی وجہ سے عائد کر دی گئی تھیں، قرآن کہتا ہے:

Marfat.com

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ. (الأعراف:۱۵۷)

وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے برائی سے روکتا ہے۔ ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے، خبیث چیزوں کو حرام ٹھہراتا ہے اور ان کے اوپر سے وہ بوجھ اور پابندیاں ہٹاتا ہے جو ان پر اب تک رہی ہیں۔

آپ ﷺ کا ساتواں تعارف قرآن اس حیثیت سے کراتا ہے کہ آپ ﷺ خود بھی موحد تھے اور سب کو توحید کی تعلیم دیتے تھے اور بہت واضح لفظوں میں لوگوں کو اس بات سے آگاہ کرتے تھے کہ ہر شخص کا عمل ہی اس کی کامیابی یا ناکامی کی بنیاد بنے گا، نسبتیں کام نہیں دیں گی اس لئے کسی کو اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ عمل جیسا بھی ہو محض نبی ﷺ سے نسبت ہی محاسبہ اور مواخذہ سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ جب رسول خود اپنی ذات کو کوئی نفع پہنچانے کی پوزیشن میں نہیں ہے تو وہ دوسروں کو بغیر عمل کے کیسے جنت میں لے جا سکے گا! قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا أَدْعُوْ رَبِّىْ وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا قُلْ اِنِّىْ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا قُلْ اِنِّىْ لَنْ يُّجِيْرَنِىْ مِنَ اللّٰهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا اِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِسَالَاتِهٖ.

(الجن:۲۰۔۲۳)

کہہ دو کہ میں تو صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا، کہہ دو کہ میں تمہارے لئے نہ کسی ضرر اور نہ کسی نفع پر کوئی اختیار رکھتا ہوں۔ کہہ دو کہ خود مجھے اللہ سے کوئی پناہ دینے والا نہیں بنے گا اور نہ میں اس کے سوا کوئی ملجا پا سکوں گا (تو کسی اور کے کام کیسے آ سکوں گا

Marfat.com

کہہ دو کہ مجھے تو اللہ کی طرف
سے محض ابلاغ ورسالت کی ذمہ
داری تفویض ہوئی ہے۔

آپ ﷺ کا آٹھواں تعارف قرآن ایک داعی کی حیثیت سے کراتا ہے۔ داعی کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ:

اولاً: وہ جس دعوت کو لے کر اٹھا ہے اسے مدعو قوم کے ایک ایک فرد تک بتمام وکمال پہنچائے۔

ثانیاً: وہ اس پر استقامت کا مظاہرہ کرے خواہ اس کی خاطر کتنی ہی مصیبتیں کیوں نہ اٹھانی پڑیں۔

ثالثاً: وہ اپنی دعوت کو لوگوں کی خواہشات اور بدعات سے پاک رکھے، اس میں کسی قسم کی بھی مداہنت کو راہ نہ دے۔

رابعاً: وہ جس فکر کا داعی ہے اس کا عملی نمونہ ہو، اپنے کو اس کی پابندیوں سے آزاد نہ سمجھے۔

خامسا: وہ حق و باطل کو ملتبس نہ ہونے دے بلکہ حق کو حق اور باطل کو باطل ہی قرار دے۔

قرآن مجید آنحضرت ﷺ کی اس حیثیت کا تعارف یوں کراتا ہے:

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ	پس تم اسی دین کی دعوت دو اور
كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَ	اس پر جمے رہو جیسا کہ تم کو حکم ہوا ہے
قُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ	اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور
كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ	اعلان کر دو کہ اللہ نے جو کتاب
اللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا	اتاری ہے میں اس پر ایمان لایا ہوں
وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ	اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں تمہارے
بَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَ إِلَيْهِ	درمیان فیصلہ کروں اللہ ہی ہمارا بھی
	رب ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے اعمال

Marfat.com

الْمَصِيْرُ. (الشوریٰ: ١٥) ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ ہمارے درمیان کسی بحث کی ضرورت نہیں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔

قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف ان تمام حیثیتوں سے کرایا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

آپ ﷺ کی بعثت

حضرت محمد ﷺ نے جو دعوت دی یا آپ ﷺ جس مشن کو لے کر اٹھے وہ نہ آپ ﷺ کی ذہنی اپج کا نتیجہ تھا اور نہ آپ ﷺ کے شوقِ قیادت کا کرشمہ، بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کو منصبِ نبوت و رسالت پر مامور فرمایا تھا چنانچہ آپ ﷺ کو جو کتاب عطا کی اس میں یہ وضاحت فرمادی کہ:

تِلْکَ آیَاتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ (البقرۃ: ۲۵۲)

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں ایک خاص مقصد سے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تم رسولوں میں سے ہو۔

اس کتاب کے اندر جو مقصدیت اور انسانی زندگی کے تمام گوشوں سے متعلق جو رہنمائی ہے وہ نہ کوئی از خود جان سکتا تھا اور نہ اس کی تفصیلات فراہم کر سکتا تھا اس لئے اس میں شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں کہ قرآن ایک الہامی کتاب ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

آپ ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء و رسل آئے وہ ایک خاص قوم یا بعض مخصوص قوموں کے لئے ہی آئے لیکن آنحضرت ﷺ کی بعثت تمام عالم کے لئے ہوئی اس لئے آپ ﷺ کی بعثت کے بعد سے قیامت تک کے سارے انسانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ آپ ﷺ کو نبی اور رسول تسلیم کریں اور آپ ﷺ کی لائی

Marfat.com

ہوئی تعلیمات پر عمل کریں، اب ہدایت پانے کا اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ اعلان کرایا ہے کہ:

يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيْتُ فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهِ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ.
(الأعراف:۱۵۸)

اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں اس اللہ کا جس کے لئے ہی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ وہی جلاتا اور مارتا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے نبی امی رسول پر جو ایمان رکھتا ہے اللہ اور اس کے کلمات پر اور اس کی پیروی کرو تا کہ تم راہ یاب ہو۔

آنحضرت ﷺ کی انسانوں کے درمیان بعثت، نبوت ورسالت کا کوئی انوکھا اور نیا تجربہ نہیں ہے کہ ان پر ایمان لانے کے لئے ذہن آمادہ نہ ہو سکے اور خواہ مخواہ کے خدشات وتحفظات ہوں بلکہ یہ اسی سنتِ الٰہی کا حصہ ہے جس کا تجربہ لوگوں کو بار بار ہو چکا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر بعثتِ محمدی ﷺ تک کی تمام قوموں اور امتوں کے درمیان انبیاء ورسل آئے ہیں۔ آخر حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کون تھے؟ جن کو تمام سلسلوں کے لوگ نبی مانتے ہیں۔ تمام ہی انبیاء ورسل دین کی وہی تعلیم دیتے رہے جو آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور انہیں ان کے فریضۂ انذار وتبشیر سے آگاہ فرمایا تو ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کر دی کہ تم کوئی نئے نبی اور رسول نہیں ہو کہ تمہاری نبوت و رسالت لوگوں کے حلق سے نیچے نہیں اتر رہی ہے۔ ہم نے ہر امت میں تمہاری ہی طرح کوئی نہ کوئی بشیر ونذیر بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

اِنَّـا أَرْسَـلْـنَـاکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَـذِیْـرًا وَاِنْ مِنْ أُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَـا نَذِیْرٌ . (الفاطر : ۲۴)	بے شک ہم نے تم کو مقصد کے ساتھ بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں گزری ہے جس کے اندر کوئی نذیر نہ آیا ہو۔

لیکن جس طرح ہر قوم کے ناعاقبت اندیشوں نے اپنے نبی اور رسول کی قدر نہیں کی اور اس کی لائی ہوئی تعلیمات کو کوئی اہمیت نہیں دی اسی طرح اس آخری نبیؐ کے مخاطب نے بھی اس کے انذار وتبشیر کو نظر انداز کیا اور جہنم کی راہ پر چل پڑے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر کے فریضۂ انذار وتبشیر کی یاد دہانی کراتے ہوئے اس بات کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ اگر لوگ تمہاری دعوت نہیں قبول کر رہے ہیں اور شیطان کی اتباع میں جہنم کی راہ پر چل پڑے ہیں تو جانے دو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور نہ ان کی بے راہ روی کے سلسلہ میں تم سے کوئی باز پرس ہی ہوگی، فرمایا:

اِنَّـا أَرْسَلْنٰکَ بِـالْحَقِّ بَشِیْـرًا وَّ نَـذِیْـرًا وَلَا تُسْـئَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِیْمِ. (البقرة: ۱۱۹)	ہم نے تمہیں مقصد کے ساتھ بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے اور تم سے دوزخ میں جانے والوں کے بارے میں کوئی پرسش نہیں ہوگی۔

آنحضرت ﷺ سے پہلے حضرت عیسیٰؑ کی بعثت ہوئی اور حضرت عیسیٰؑ نے جہاں اس بات کی وضاحت فرمائی کہ میں تورات کی ان تعلیمات کو زندہ کرنے آیا ہوں جن کو لوگ فراموش کر بیٹھے تھے وہیں اس حقیقت کی بھی وضاحت فرمائی کہ میں آخری پیغمبر کی آمد کی بشارت بھی دینے آیا ہوں، حضرت عیسیٰؑ نے آخری نبی کی بشارت زمانہ اور نام کی تعیین کے ساتھ دی۔

بایں صورت ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہود آخری رسول پر اس لئے ایمان لے آتے کہ

Marfat.com

جس شخصیت نے ان کی تعلیمات کو زندہ کیا اسی نے اس آخری رسول کی بشارت بھی دی۔ اور نصاریٰ کو اس پر اس لئے ایمان لے آنا چاہئے تھا کہ خود ان کے اپنے پیغمبر نے اس کی مکمل پہچان کرا دی تھی چنانچہ دونوں گروہوں کے صالحین نے اس پر ایمان لا کر یہ ثابت کر دیا کہ صالحیت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو آخری رسول مان کر اس کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل کیا جائے لیکن حیف! کہ ان دونوں مذاہب کی اکثریت نے حضرت محمد ﷺ کو نبی اور رسول ماننے سے انکار کر دیا لیکن چونکہ وہ ان کی لائی ہوئی تعلیمات کی تاثیر کو یکسر زائل نہیں کر سکتے تھے اس لئے ایک کمزور سہارا یہ ڈھونڈا کہ یہ تو جادو ہے، قرآن نے اس کا ذکر یوں کیا ہے:

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ. (الصف:٦)

اور یاد کرو جب کہ عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تورات کی ان پیشین گوئیوں کی تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے سے موجود ہیں اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہوگا تو جب وہ ان کے پاس کھلی نشانیوں کے ساتھ آیا تو انہوں نے یہ کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

اسی طرح یہود و نصاریٰ کے ستائے ہوئے عرب تورات و انجیل کی انہیں پیشین گوئیوں کی وجہ سے اس آخری رسول کے شدت سے منتظر تھے اور انہوں نے اپنے پختہ عزم کا اظہار کیا تھا کہ اگر وہ رسول آیا تو سب سے پہلے ہم اس پر ایمان لائیں گے اور

Marfat.com

ان اہلِ کتاب کی ایک ایک زیادتی کا انتقام لیں گے، ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے ایمان کی کیفیت وہ نہیں ہوگی جو یہود و نصاریٰ کے ایمان کی ہے بلکہ ہمارا ایمان قابلِ رشک ہوگا، لیکن افسوس کہ جب وہ رسول آ گیا تو نہ صرف یہ کہ انہوں نے بھی دوسروں کی طرح اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیا بلکہ اس کی مخالفت اور ایذا رسانی میں اپنے دشمنوں اور ظالموں ہی کے معاون اور آلۂ کار بن گئے، قرآن نے اس پوری کیفیت کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے:

وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّءِ. (الفاطر ۴۲:۳۵-۴۳)

اور انہوں نے پکی پکی قسمیں کھا رکھی تھیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نذیر آیا تو وہ ہر امت سے زیادہ ہدایت اختیار کرنے والے بنیں گے لیکن جب ان کے پاس وہ نذیر آیا تو زمین میں ان کے تکبر کے باعث اس کی آمد نے ان کی بیزاری اور ان کی بری چالوں ہی میں اضافہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس آخری رسول کی بعثت کے کئی مقاصد قرآن میں بیان کیے ہیں۔

ایک بڑا مقصد تو یہ بیان کیا ہے کہ وہ اللہ کے پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچا دے اور اس میں کوئی کوتاہی نہ کرے، فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ. (المائدۃ:۶۷)

اے رسول! تم اس چیز کو اچھی طرح پہنچا دو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔

لیکن ظاہر ہے کہ اچھی طرح اللہ کے پیغام کو پہنچا دینا، اس سلسلہ میں کسی لومۃ لائم

Marfat.com

کی پروانہ کرنا اور کسی کی خواہش کی رعایت نہ رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے، اس سے ایوانِ باطل میں زلزلہ آ جائے گا، اور صرف جبینوں پر شکنیں ہی نہیں پڑیں گی بلکہ آستینیں چڑھ جائیں گی اور رسول کو سنگِ گراں سمجھ کر راستے سے ہٹانے کی انتہائی کوشش بھی کی جائے گی، ایسے میں دشواری یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ رسول دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دے یا اپنی حفاظت کی تدبیر کرے، اس لئے اس مشن کی کامیابی کی خاطر ناگزیر تھا کہ حیات رسول کے بقا کی ضمانت فراہم کی جائے اور اسے اغیار کی یلغار سے محفوظ رکھا جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ضمانت بھی لی اور یہ بشارت بھی دی کہ اس ژاژ خائی اور غوغا آرائی کا تمہارے مشن پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، بلکہ اس سے انہی کی رسائی منزل کا امکان ناپید ہوگا، قرآن کہتا ہے:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ. (المائدة:٦٧)	اور اللہ لوگوں سے تمہاری حفاظت فرمائے گا، اللہ کافروں کو ہرگز راہ یاب نہیں کرے گا۔

بعثتِ نبوی کا قرآن نے دوسرا اہم مقصد یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو پیغام رسول کے پاس بھیجا ہے وہ اسے نہ صرف یہ کہ لوگوں تک بے کم و کاست اور دل کی پوری دردمندی کے ساتھ پہنچا دے بلکہ اس پیغام میں جو احکام و قوانین ہیں ان کو نہایت شفقت، ہمدردی اور توجہ کے ساتھ ہر استعداد کے لوگوں کی صلاحیت کے مطابق ان کے دل و دماغ میں اتار دینے کی کوشش کرے، اس کی مشکلات کی وضاحت کر دے، اس کے اجمالات کی تفصیل بیان کر دے، اس کے مقدرات کو کھول دے اور اس کے مضمرات کی توضیح کر دے، لوگوں کے ذہنوں میں جو سوالات ابھریں ان کے جواب بھی دے اور ان کی ذہنی تربیت کے لئے خود ان کے سامنے سوالات رکھے اور ان کے جواب تلاش کرنے کا داعیہ ان کے اندر پیدا کرے بالفاظ دیگر انہیں اس کی تعلیم دے۔ ان کی عقلوں کی

Marfat.com

تہذیب کرے جس سے مثبت غور وفکر کا مادہ پیدا ہو اور حق تک رسائی آسان ہو جائے یعنی انہیں حکمت کی تعلیم دے۔ اس کے ساتھ ساتھ نفس کو غلط میلانات ورجحانات سے موڑ کر نیکی اور خدا ترسی کے راستے پر ڈالنے کی سعی کرے جسے تزکیہ کہا جاتا ہے۔

یہ وہ عظیم مقصد ہے جس کے حصول کے لئے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ سے بنی اسماعیل کے درمیان ایک رسول کی بعثت کی التجا بھی کی تھی، فرمایا تھا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ. (البقرة: ۱۲۹)

اے ہمارے رب! تو ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان کو تیری آیتیں سنائے، ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ان برگزیدہ بندوں کی دعا قبول فرماتے ہوئے اس رسول کو مبعوث فرمایا اور اس کی بعثت کو اپنی ایک عظیم نعمت سے تعبیر فرمایا۔ سورۂ بقرہ میں جہاں اس رسول کی بعثت کا ذکر ہے وہاں پہلے تحویلِ قبلہ کا حکم ہے اس کے بعد خانۂ کعبہ کو مستقل قبلہ قرار دئے جانے کا ذکر ہے اس کے بعد ان دونوں احکام کی تین حکمتیں بیان کی گئی ہیں:

۱۔ قطعِ حجت، ۲۔ اتمامِ نعمت، ۳۔ راہ یابی انسان۔ اور اس کے معاً بعد فرمایا:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ

(جس طرح ہم نے تم کو ایک عظیم نعمت خانۂ کعبہ دیا) اسی طرح ہم نے تم میں ایک رسول تمہارے اندر ہی سے بھیجا جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا، تمہیں

Marfat.com

تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ. (البقرۃ: ۱۵۱)

پاک کرتا، تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ سب کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے بہرہ ور کرنے کے بعد لوگوں سے اس پر شکر گزاری کا مطالبہ بھی کیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر شکر گزاری کرو گے تو میں تمہارے لئے مزید نعمتوں کی راہ کھول دوں گا، فرمایا:

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنَ. (البقرۃ: ۱۵۲)

پس تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور دیکھو میری ناشکری مت کرنا۔

قرآن مجید نے آخری رسول کی بعثت کا تیسرا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ وہ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دے۔ کیوں کہ ہر مذہب کے ماننے اور ہر طریقۂ زندگی کو اختیار کرنے والوں کا دعویٰ یہی ہے کہ حق ان کے ساتھ ہے اس لئے ناگزیر تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسی ہدایات بھیجے جن سے حق، باطل سے ممیز ہو جائے چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن بھیجا تو حاملِ قرآن رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ یہ قرآن لو اور اس کی روشنی میں اب حق و باطل کا فیصلہ کرو، فرمایا:

اِنَّـآ اَنْزَلْنَـآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِـالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰکَ اللّٰہُ. (النساء: ۱۰۵)

یقیناً ہم نے یہ کتاب تم پر حق کے ساتھ اتاری ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے تمہیں سُجھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس حکم کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے ساتھ بدعہدی اور خیانت کر رہے ہیں ان کی تم ہرگز حمایت نہ کرو خواہ ان کا تعلق کسی دوسری قوم اور قبیلہ سے ہو یا تمہاری اپنی قوم اور قبیلہ سے ہو۔ حق بہر حال حق ہے اس کی حمایت ہونی چاہئے

Marfat.com

خواہ وہ کسی کے ساتھ ہو اور باطل بہر حال باطل ہے اس کی حمایت ہرگز نہیں ہونی چاہئے خواہ اس سے تمہارے اپنے ہی لوگوں کا تعلق کیوں نہ ہو۔ چنانچہ فرمایا:

وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا . اور تم بدعہدوں کے حمایتی نہ بنو۔

(النساء: ۱۰۵)

قرآن مجید نے آپ ﷺ کی بعثت کا چوتھا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ تا نہ شاہی اور ڈکٹیٹر شپ ختم کریں اور شورائی نظام کا قیام عمل میں لائیں تا کہ ہر ایک کی عزت نفس کی ضمانت فراہم ہو اور احترام آراء کا چلن عام ہو اور کسی شخص کو بھی عام لوگوں کی آراء و دلائل کے علی الرغم اپنی غلط اور نا صواب رائے تھوپنے کا موقع نہ ملے اور نہ لوگ اپنے ضمیر کا سودا کرنے پر مجبور ہوں۔

شورائی نظام کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ ہر اہم معاملہ میں لوگوں کو آزادانہ غور وفکر کرنے اور دلائل کے ساتھ اپنی باتیں سامنے رکھنے کا موقع ملتا ہے جس میں قبولِ حق کا امکان زیادہ رہتا ہے بشرطیکہ دل کی آواز دبائی نہ جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا:

وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ . اور (اجتماعی) معاملہ میں باہم مشورہ کرلیا کرو۔

(آل عمران: ۱۵۹)

چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی سب سے بڑی کوشش غلبۂ حق کے لئے جد جہد ہی رہی ہے۔

یہ حقیقت کبھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی طرف اپنا رسول بھیجتا ہے تو وہ رسول اس قوم کے لئے خدا کی آخری اور کامل حجت ہوتا ہے جس کے بعد مزید کسی حجت و برہان کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی اس کے بعد بھی اگر قوم راہِ راست پر نہیں آتی بلکہ تکذیبِ رسول اور عداوتِ حق پر اڑی رہ جاتی ہے تو وہ فنا کردی جاتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کو یہ ذمہ داری سونپی کہ جو لوگ تکذیبِ رسول اور

Marfat.com

عداوتِ حق پر اڑے ہوئے ہیں ان کو بتا دو کہ حق آجانے کے بعد باطل کے باقی رہ جانے کی گنجائش ختم ہوگئی۔ لیکن ظاہر ہے کہ غلبۂ حق محض اعلان سے نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے انتہائی جدو جہد درکار ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کو یہ ذمہ داری سونپی کہ حق کو غالب کرنے کی کوشش کرو اور یاد رکھو کہ بغیر محنت وکاوش کے کامیابی نہیں ملا کرتی۔ جب تم محنت کرو گے تو ہم محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے، ہم نے تو تم کو بھیجا ہی اسی لئے ہے کہ حق کا غلبہ ہو اور باطل نابود ہو۔ قرآن کہتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ.
(التوبة: ۳۳)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ وہ اس کو سارے ادیان پر غالب کردے خواہ مشرکوں کو یہ چیز ناگوارِ خاطر ہی کیوں نہ ہو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا.
(الفتح: ۲۸)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ وہ اس کو سارے ادیان پر غالب کردے (اور ایسا ہوگا) اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اوپر والی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غلبۂ حق کے لئے انتہائی جدوجہد رسول کی ذمہ داری ہے، اسے اپنی یہ ذمہ داری ادا کرنی ہے خواہ یہ اقدام کسی کو پسند آئے یا نہ آئے اور نیچے والی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غلبۂ حق کے لئے رسول جدوجہد کرتا ہے۔ ہر چند کہ غلبۂ حق کا امکان فی الحال بظاہر نظر نہیں آتا لیکن اگر کوشش جاری رہی تو اللہ تعالیٰ اس کوشش کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔ امکان پیدا کرنا اللہ ہی کا کام ہے اور وہ شہادت

Marfat.com

دے رہا ہے کہ اگر کوشش جاری رہی تو حق غالب آ کر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کو یہ بھی معلوم ہے کہ رسول کی دعوت اور مشن کو دو طرح سے نقصان پہنچ سکتا ہے، ایک طرف کچھ ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو اس کے پر شوق ناقد اور مخالف ہوں ایسے لوگوں کو کامیابی اس لئے نہیں مل پاتی کہ اللہ تعالیٰ بے جا تنقید و نیز رسول اور اس کے مشن کی تحقیر و تذلیل کو برداشت نہیں کرتا دوسری طرف کچھ ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو اس کے ایسے پر جوش حامی ہوں جن کی حمایت بسا اوقات حدِ اعتدال سے تجاوز کر جائے اور وہ رسول کو اس کی بے پناہ کامیابیوں کی وجہ سے منصبِ رسالت سے اٹھا کر خدائی کے منصب پر فائز کر دیں، رسول کی زندگی میں تو ایسے لوگوں کو بھی کامیابی نہیں مل پاتی۔ کیوں کہ رسول فوراً اس پر گرفت کرتا ہے اور اس فکر کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا لیکن بعد میں اس فتنہ کے پیدا ہو جانے کا امکان رہتا ہے۔ اب بھی بعض مسلم حلقوں میں یہ کیفیت دیکھی جا سکتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ صراحت فرما دی ہے کہ رسول اللہ کا محض ایک برگزیدہ بندہ ہوتا ہے، خدا نہیں ہوتا، نہ وہ خود اس بات کی تعلیم دیتا ہے اور نہ کسی اور کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ رسول کو خدا کا مقام دے کر اس کی عبادت شروع کر دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ. (آل عمران: ۷۹)

کسی بشر کی شان نہیں کہ اللہ اسے کتاب، قوت فیصلہ اور منصبِ نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ لوگو! اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو لوگوں کو یہی دعوت دیتا ہے کہ لوگو! اللہ والے بنو کیوں کہ تم دوسروں کو کتابِ الٰہی کی تعلیم دیتے ہو اور خود بھی اس کو پڑھتے ہو۔

Marfat.com

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت بھی فرمادی کہ رسول چونکہ ایک انسان ہوتا ہے خدا نہیں ہوتا اس لئے وہ انسانی امتحانات اودیگر مراحلِ انسانی سے گزرتا بھی ہے ،پھر کس بنیاد پر لوگ اسے خدائی کے منصب پر بٹھادیتے ہیں؟ قرآن کہتا ہے:

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَاِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰىٓ أَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ. (آل عمران: ۱۴۴)	اور محمد تو بس ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر وہ وفات پا گئے یا قتل کردیے گئے تو تم پیٹھ پیچھے پھر جاؤ گے؟ جو پیٹھ پیچھے پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا اور اللہ شکر گزاروں کو صلہ عطا فرمائے گا

یہ حقیقت بھی واضح رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو رسول بناتا ہے تو اسے کتاب، حکمت اور نبوت سے سرفراز کرتا ہے یہ کتاب، حکمت اور نبوت اسے عطا ہی اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو تمام غلامیوں سے نکال کر خدا کی غلامی میں لے آئے پھر یہ کیوں کر ممکن ہوسکتا ہے کہ رسول خود لوگوں سے کہے یا انہیں اس بات کی اجازت دے کہ وہ اس کی عبادت کریں۔ ویسے بھی رسول حق کا علمبردار ہوتا ہے اور حق کا بدیہی تقاضا ہے کہ جس کا جو مقام ہے اسے وہی مقام دیا جائے، نہ اسے اس سے اوپر اٹھایا جائے، نہ اس سے نیچے گرایا جائے جیسا کہ نصاریٰ کو متنبہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کے منصب پر فائز کردیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ	اے لوگو! رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق لے کر آ گیا ہے پس تم ایمان لاؤ اسی میں تمہاری بھلائی ہے اور اگر تم کفر پر جمے رہو گے تو یاد

Marfat.com

كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا . (النساء: ١٧٠)

رکھو کہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔

رسول اپنی امت کو توحید کی تعلیم دیتا ہے اور جو لوگ توحید کے منکر ہوتے ہیں انہیں اس بات سے آگاہ کرتا ہے کہ اس انکار و تکذیب کے نتیجہ میں اللہ کا عذاب دنیا میں بھی آ سکتا ہے اور اگر دنیا میں نہ آیا تو آخرت کا عذاب بالکل قطعی اور یقینی ہے لیکن جب مخاطب پر اس انذار کا کوئی اثر نہیں پڑتا تو وہ ان کے عملِ شرک سے اظہارِ نفرت کرتے ہوئے ان سے برأت کا اعلان کر دیتا ہے اور معاملہ اللہ کے حوالہ کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ أُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَ مَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ أَنَّ مَعَ اللّٰهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ وَ إِنَّنِيْ بَرِيْءٌ مِمَّا تُشْرِكُوْنَ.

(الأنعام: ١٩)

اے نبی! پوچھو کہ سب سے بڑی شہادت کس کی ہوتی ہے؟ کہو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے کہ میں بھی اس کے ذریعہ تم کو ڈراؤں اور وہ بھی جن کو یہ پہنچے، کیا تم اس بات کے گواہ بنتے ہو کہ خدا کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں؟ کہہ دو کہ میں تو اس کی گواہی نہیں دیتا۔ بتا دو کہ معبود تو بس ایک ہی ہے اور میں ان سے بری ہوتا ہوں جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔

رسول کی ذمہ داری اصلاً حق کے پیغام کو بندگانِ خدا تک پہنچا دینے کی ہے، منوا لینا اور لازماً اس پر کاربند کر دینا اس کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔ اس لئے اگر ایک فرد بھی

Marfat.com

اس کی دعوت کو قبول نہ کرے اور اس کا ساتھ دینے کو تیار نہ ہو تب بھی رسول پر ادائیگی فرض میں کوتاہی کا الزام نہیں لگایا جا سکتا اور نہ اسے اپنے مشن میں ناکام ہی قرار دیا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت صاف لفظوں میں فرمایا ہے:

مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ. — رسول کا کام صرف پہنچا دینا ہے۔

(المائدة: ۹۹)

البتہ رسول چونکہ ایک تحریک کا علمبردار ہوتا ہے اس لئے اس کے اصولوں اور ضابطوں کی پابندی سب سے پہلے خود اسے ہی کرنی پڑتی ہے تاکہ اس کی دعوت و تبلیغ کا اچھا اثر قوم پر پڑے اور قوم یہ کہہ کر اس کو مسترد نہ کر دے کہ اگر اس دعوت کو قبول کرنا فلاحِ انسانیت کے لئے ناگزیر ہے تو خود رہنما کی زندگی اس کے مطابق کیوں نہیں ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے خود رسول کو اسے تسلیم کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے، اس کے بعد یہ تلقین کرتا ہے کہ لوگوں کو بتا دو کہ ہم جس دعوت کو لے کر اٹھے ہیں اسے سب سے پہلے قولاً و عملاً ہم نے تسلیم کیا ہے اس کے بعد ہم تم سے اسے تسلیم کرنے کے لئے کہتے ہیں، قرآن کا بیان ہے:

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.

(الأنعام: ۱۴)

اے نبی! کہہ دو کہ کیا میں آسمانوں اور زمین کے خالق اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا کارساز بناؤں، جب کہ وہ کھلاتا ہے کھاتا نہیں، کہہ دو کہ مجھے تو حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا بنوں اور تم مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہو جاؤ۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

Marfat.com

اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ. (النمل: ۹۱-۹۲)	مجھے تو بس یہی حکم ملا ہے کہ اس شہر کے رب کی بندگی کروں جس نے اس کو محترم ٹھہرایا ہے اور جس کے اختیار ہی میں سب کچھ ہے اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں فرمانبرداری کرنے والوں میں بنوں اور قرآن سناؤں تو جو ہدایت کی راہ اختیار کرے گا وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کرے گا اور جو گمرہی اختیار کرے گا اس سے کہہ دو کہ میں تو بس آگاہ کردینے والوں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول کی لائی ہوئی تعلیمات اور اسلام کی دعوت کو قبول نہ کرنے اور اس سے بدکنے والوں سے کچھ تیکھے سوالات بھی کئے ہیں لیکن یہ سوالات اظہارِ نفرت و بیزاری کے طور پر بالواسطہ کئے ہیں مثلاً یہ کہ رسول جس قرآن کو ان لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے کیا اس کی تعلیمات ہی ایسی ہیں جو قابل قبول نہیں؟ یا یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے؟ آخر جو قرآن ان کے سامنے پیش کیا جارہا ہے اس کی تعلیم پر انہوں نے کبھی غور بھی کیا ہے؟

یا وہ اسے اس لئے قبول نہیں کررہے ہیں کہ وہ اسے اپنے آباء و اجداد کی روایات کے خلاف پا رہے ہیں؟ اور کیا ان کے اجداد میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نہیں ہیں جو انہی تعلیمات کے حامل اور داعی تھے؟

یا یہ بات ہے کہ وہ اپنے رسول کو پہچان ہی نہیں پا رہے ہیں؟ کیا آخری رسول سے متعلق جو پیشین گوئیاں سابق صحیفوں میں گزری ہیں یہ رسول ان کا مصداق نظر نہیں آرہا

Marfat.com

ہے؟ کیا اس رسول کی شفاف زندگی ان کے سامنے نہیں ہے؟ کیا کسی رسول کی زندگی اس کے برعکس بھی ہوتی ہے؟

یا پھر ایسا ہے کہ رسول واقعی کوئی خبطی اور دیوانہ ہے اس لئے اس کی دعوت کو سنجیدگی کے ساتھ لینا دانائی کے خلاف ہے؟

یا پھر یہ بات ہے کہ رسول اپنی کارکردگی کا کوئی معاوضہ ان سے طلب کر رہا ہے اس لئے ان کو اس کا پیغام قبول کرنے میں تأمل ہو رہا ہے؟

ان سوالات کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرما دیا ہے کہ رسول جو کچھ لے کر آیا ہے اس کے حق ہونے میں کسی پہلو سے بھی کلام نہیں لیکن اگر کسی کو حق ہی سے چڑ ہو تو اس کا کیا علاج؟ فرمایا:

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ.
(المومنون: ۶۸۔۷۰)

کیا ان لوگوں نے کلامِ الٰہی پر غور نہیں کیا یا ان کے پاس وہ چیز آئی ہے جو ان کے اگلے آباء واجداد کے پاس نہیں آئی تھی یا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا نہیں اس لئے اس کے منکر بنے ہوئے ہیں۔ یا یہ بات ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس پر جنون سوار ہے۔

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا.
(المومنون: ۷۲)

یا یہ بات ہے کہ تم ان سے کوئی معاوضہ طلب کر رہے ہو؟

بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ.
(المومنون: ۷۰)

بلکہ وہ تو ان کے پاس حق لے کر آیا ہے لیکن ان کی اکثریت حق سے بیزار ہے۔

Marfat.com

پھر اللہ تعالیٰ نے ان مکذبین کو ان کے انجامِ بد سے آگاہ کیا ہے اور متعدد مثالیں دے کر بتایا ہے کہ ماضی میں جن لوگوں کا کردار منفی رہا ہے اور جنہوں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی ہے ان کا انجام بہت برا ہوا ہے، مثلاً ایک جگہ فرمایا:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ. (یس:۱۳)	اور ان کو بستی والوں (اہلِ مصر) کی مثال سنا دو جب کہ ان کے پاس رسول آئے۔

پھر ان کا انجامِ بد یہ بتایا ہے کہ انہیں تباہ و برباد کرنے کے لئے کسی بڑی فوجی تیاری کی ضرورت نہیں پڑی بلکہ محض رعد و برق اور اس کے ساتھ زلزلہ کے عذاب نے ان کے سارے باغ و چمن تاراج کر کے رکھ دیئے، فرمایا:

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ. (یس:۲۸۔۲۹)	اور اس کے بعد اس کی قوم پر ہم نے آسمان سے کوئی فوج نہیں اتاری اور نہ ہم اتارنے والے ہی تھے۔ بس ایک ڈانٹ تھی کہ دفعۃً وہ پامال ہو کر رہ گئے۔

سورۂ اعراف میں اس کا ذکر یوں کیا ہے:

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ. (الأعراف:۱۳۷)	اور ہم نے تاراج کر دیئے وہ سب کچھ جو فرعون اور اس کی قوم کے لوگ بناتے رہے اور ان کے انگوروں کے وہ باغ بھی جن کو وہ ٹٹیوں پر چڑھاتے تھے۔

اس کے بعد اس طرح کے بدبختوں پر تأسف کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ.	افسوس ہے بندوں کے حال پر کہ جو رسول بھی ان کے پاس آیا وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔

(یٰس: ۳۰)

اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی جانب کوئی رسول نہ آیا ہوتا اور اس نے زندگی گزارنے کے طریقے نہ بتائے ہوتے اس وجہ سے لوگ بے راہ روی کا شکار ہو جاتے تو صورت حال شاید زیادہ حیرت ناک نہ ہوتی، لیکن تعجب انگیز بات تو یہی ہے کہ رسول کے آجانے اور جملہ شعبہ ہائے حیات سے متعلق واضح اور مبنی بر عقل ہدایات پالینے کے باوجود ان کی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں اور ان کی زندگی میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آرہی ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"۔

چنانچہ اب وہ بات ٹالنے کے لئے یہ مطالبہ کرنے لگے ہیں کہ آسمان سے کوئی ایسا فرستادہ آجائے جو ہمارے جیسا نہ ہو بلکہ ہم سے یکسر مختلف ہو اور وہ جو احکام و ہدایات دے انہیں لوگ اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھیں کہ ایک مافوق البشر ہستی پیغامِ الٰہی پیش کر رہی ہے، قرآن نے اس کی تصویر کشی یوں کی ہے:

لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ أَھْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْ صُحُفًا مُّطَھَّرَۃً فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ اِلَّا	اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے قرآن کا انکار کیا وہ اپنی ضد اور ہٹ سے باز آنے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ (ان کی طلب کے مطابق) ان کے پاس کھلی ہوئی نشانی آ جائے یعنی اللہ کی طرف سے ایک

Marfat.com

مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ ۔ فرستادہ پاکیزہ اوراق پڑھتا ہوا جن میں صاف احکام لکھے ہوئے ہوں حالانکہ اہلِ کتاب اختلاف میں نہیں پڑے مگر اس وقت جب ان کے پاس کھلی ہوئی نشانی آ گئی۔

(البینۃ: ۱۔۴)

رسول جب اپنی دعوت لے کر قوم کے پاس آتا ہے تو وہ اس کی کامیابی کی ضمانت بھی لے کر آتا ہے، اور اگر معاملہ آخری رسول کا ہو تب تو اس کی کامیابی میں ایک عام آدمی کو بھی شبہ نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ اگر آخری رسول ہی ناکام ہو جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اب روئے زمین پر نفاذِ دین کے لئے کوئی گنجائش ہی باقی نہیں بچی ہے لیکن ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس حقیقت سے واقف ہے کہ گنجائش کتنی ہے اور کتنی نہیں۔ اگر واقعی اب اس کی گنجائش نہ ہوتی تو وہ رسول نہ بھیجتا بلکہ قیامت لاتا اسی لئے اس نے اپنے آخری رسول کو دلاسا دیتے ہوئے فرمایا کہ گھبراؤ مت ابھی حالات ہر چند کہ نا مساعد ہیں لیکن وہ وقت دور نہیں جب حالات بالکل سازگار ہو جائیں گے اور دین کو غلبہ حاصل ہوگا۔ ماضی میں نامعلوم کتنے حالات ناسازگار آئے لیکن کیا تم نے دیکھا نہیں کہ ان میں خاطر خواہ تبدیلی آئی؟ ٹھیک اسی طرح یہ حالات بھی بدلیں گے اور ظلمتِ شب کے بعد سویرا ہوگا فرمایا:

أَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ وَوَضَعۡنَا عَنكَ وِزۡرَكَ الَّذِيٓ أَنقَضَ ظَهۡرَكَ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ فَإِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا إِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا۔

(الشرح: ۱۔۶)

کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا اور جو بوجھ تمہاری کمر توڑے دے رہا تھا اس کو تمہارے اوپر سے اتارا نہیں اور کیا تمہارا آوازہ بلند نہیں کیا؟ تو بس ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

Marfat.com

ان آیات میں اس امر کی طرف واضح اشارہ ہے کہ رسول کا لایا ہوا دین غالب ہو کر رہے گا چنانچہ دنیا نے دیکھا بھی کہ کل تیئیس برس کی قلیل مدت میں ایسا انقلاب آیا کہ اسلام کا ہلالِ نو بدرِ کامل بن گیا۔

☆☆☆

Marfat.com

آنحضرت ﷺ حامل وحی ہیں

حضرت محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے، نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے امت کو جن باتوں کی تعلیم و تلقین کی ہے وہ سب آپ ﷺ پر اللہ کی طرف سے وحی کی جاتی تھیں۔ آپ کی کوئی تعلیم یا ہدایت خود ساختہ نہیں ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ (النجم: ۳) وہ اپنے جی سے کچھ نہیں بولتا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحیٰ. (النجم: ۴) یہ تو وہ وحی ہے جو اسے کی جاتی ہے۔

اس وحی کو آنحضرت ﷺ تک پہنچانے کی ذمہ داری اس فرشتہ کی ہے جو نہ تو خود کوئی خرد برد کرتا ہے اور نہ دوسرا کوئی اسے مرعوب اور متاثر کر سکتا ہے:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ. (النجم: ۱۱) یہ اس کے دل کی کوئی خیال آرائی نہیں۔

عَلَّمَهُ شَدِیْدُ الْقُوىٰ ذُوْ مِرَّةٍ. (النجم: ۵.۶) اس کو مضبوط قوتوں والے اور عقل و کردار کے توانا نے تعلیم دی ہے۔

اس طرح جو وحی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعہ حضرت محمد ﷺ کے پاس آتی اسے جب آپ ﷺ اہل عرب کے سامنے پیش کرتے تو وہ اس کا شدت سے انکار کر دیتے؛ کیوں کہ انہیں توحید سے چڑھ تھی اور قرآن مجید کی سب سے اہم تعلیم توحید ہے۔

Marfat.com

وہ آنحضرت ﷺ سے بار بار یہ مطالبہ کرتے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی لائی ہوئی تعلیمات کو ہم بھی درخور اعتناء سمجھیں تو آپ کو دو میں سے ایک کام کرنا ہوگا یا تو کوئی ایسا قرآن لائیے جس میں آپ کے خدا کے ساتھ ہمارے دیوتاؤں کی پوجا کی بھی گنجائش نکلتی ہو یا پھر اتنے حصہ میں ترمیم کر دیجئے جس میں توحید کی تعلیم ہے، اس کی جگہ پر کوئی اور تعلیم رکھ دیجئے تو ہم آپ کی دعوت پر غور کر سکتے ہیں۔ قرآن اس کا ذکر یوں کرتا ہے:

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ. (یونس: ۱۵)

اور جب ہماری واضح آیات ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں ترمیم کردو۔

ان کے اس مطالبہ کے جواب میں نبی کریم ﷺ سے یہ کہلوایا گیا کہ قرآن میری تصنیف تو ہے نہیں کہ اس کے بدلے میں کوئی اور کتاب تصنیف کر دوں یا اس میں کسی قسم کی ترمیم کر دوں۔ یہ تو وحی الٰہی ہے۔ اس میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار اسی کو ہے جس کا یہ کلام ہے اور اگر میں تمہاری خواہش کے مطابق اس میں ترمیم کر دوں تو اندیشہ ہے کہ جس عذاب سے میں تم کو ڈرا رہا ہوں وہ خود مجھ پر آ دھمکے، اس لئے وحی الٰہی میں ترمیم و تنسیخ کی مجھ میں ہمت نہیں ہے، فرمایا:

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ. (یونس: ۱۵)

کہہ دو کہ مجھے کیا حق ہے کہ میں اس میں اپنے جی سے کوئی ترمیم کر دوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر آتی ہے اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو مجھے ایک ہولناک دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

Marfat.com

آنحضرت ﷺ سے مزید یہ بھی کہلوایا گیا کہ مجھے نہ تو کوئی کتاب سنانے کا شوق تھا اور نہ قیادت وسیادت کی تمنا تھی۔ یہ تو محض حکم الٰہی کی تعمیل ہے جو میں کر رہا ہوں۔ ویسے بھی اگر تم عقل سے کام لیتے تو مجھ پر شوق قیادت کا الزام نہ لگاتے۔ میں نے اپنی عمر کا ایک لمبا عرصہ تمہارے درمیان گزارا ہے۔ تمہارے ہی درمیان پیدا اور جوان ہوا۔ کیا اس پورے عرصے میں کبھی تم نے میرے اندر یہ شوق محسوس کیا؟ اور اگر نہیں تو تمہیں خود سمجھنا چاہئے کہ اچانک یہ شوق کہاں سے آ گیا؟ قرآن کہتا ہے:

قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ. (یونس: ۱۶)

کہہ دو کہ اگر اللہ کی مشیت نہ ہوتی تو میں تمہیں یہ نہ سناتا اور (اگر اس میں تمہاری کوئی بھلائی نہ ہوتی تو) وہ (اللہ) بھی تمہیں اس سے باخبر نہ کرتا، اس سے پہلے میں تمہارے درمیان ایک عمر بسر کر چکا ہوں تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

اس کے بعد آپ ﷺ ہی کی زبان سے یہ بھی کہلوا دیا گیا کہ میں کوئی افتراء پرداز نہیں ہوں کہ جھوٹا مدعی نبوت بن بیٹھا ہوں۔ اگر میں جھوٹا دعوائے نبوت کرتا تو افتراء علی اللہ کا مرتکب ہوتا اور عند اللہ مجرم گردانا جاتا اور جو عند اللہ مجرم ہو وہ کبھی اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب کہ تم دیکھ رہے ہو کہ مجھے اس دعوت میں حیرت انگیز طور سے کامیابی مل رہی ہے۔ اعلیٰ دماغوں اور صالح طبیعتوں کا میلان بڑی تیزی سے اس کی طرف ہو رہا ہے۔ اب اگر افتراء کر کے میں جرم کا ارتکاب نہیں کر رہا ہوں اور یقیناً نہیں کر رہا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حق کی تکذیب کر کے تم جرم کا ارتکاب کر رہے ہو اور مفتری میں نہیں بلکہ تم ہو۔ اب تم سوچو کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گے یا نہیں؟ قرآن

Marfat.com

تو کہتا ہے کہ تم کامیاب نہیں ہوسکتے:

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرىٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ. (یونس:۱۷)	اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر افتراء کرے یا اس کی آیات کو جھٹلائے بے شک مجرم کامیاب نہیں ہوسکتے۔

قرآن نے مزید یہ وضاحت بھی فرما دی کہ افتراء علی اللہ یا تو وہ کرسکتا ہے جو صاحب وحی ہونے کا جھوٹا مدعی ہو۔ اگر تم قرآن کو میری تصنیف سمجھ رہے ہو اور یہ الزام عائد کرتے ہو کہ میں اسے غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر رہا ہوں تو قرآن تمہارے سامنے موجود ہے تم خود اسے پڑھ کر دیکھ لو کہ آیا یہ کوئی انسانی تصنیف ہے یا خدائی الہام ہے۔ یا پھر افتراء علی اللہ وہ کرسکتا ہے جو خود قرآن جیسا کلام لا دینے پر قادر ہونے کا دعویدار ہو اور تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میں اس کا دعویدار ہرگز نہیں ہوں۔ پھر کس بنیاد پر تم مجھے مفتری قرار دے رہے ہو؟

ان باتوں کی صفائی نبی کریم ﷺ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے خود دے دی ہے۔ فرمایا:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرىٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوْحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ. (الأنعام:۹۴)	اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر افتراء کرے یا یہ دعویٰ کرے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس پر وحی نہ آتی ہو اور اس سے جو دعویٰ کرے کہ جیسا کلام خدا نے اتارا ہے میں بھی اتار دوں گا۔

اس آئینہ میں دیکھا جائے تو مفتری رسول نہیں بلکہ یہ خود نظر آتے ہیں۔ یہ کلام الٰہی کو اگلوں کا فسانہ قرار دیتے ہیں اور قرآن جیسا کلام پیش کر دینے کے دعویدار ہیں:

Marfat.com

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ آیَاتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا اِنْ هٰذَا اِلَّا أَسَاطِیْرُ الْأَوَّلِیْنَ. (الأنفال: ۳۱)

اور جب ان کو ہماری آتیں پڑھ کرسنائی جاتی ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ بس کرو ہم نے سن لیا اگر ہم چاہتے تو ہم بھی اسی طرح کا کلام پیش کر دیتے یہ ہے کیا! یہ تو بس اگلوں کے فسانے ہیں۔

نبی کریم ﷺ پر آنے والی وحی پر اعتراض کرنے والوں کے اعتراض کا جائزہ

قرآن مجید اس پہلو سے بھی لیتا ہے کہ آپ ﷺ جس وحی کے آنے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ کوئی نئی چیز تو ہے نہیں کہ لوگوں کے لئے قابل قبول نہیں ہو پا رہی ہے۔ یہ سلسلہ تو بہت پرانا ہے۔ تمام نبیوں اور رسولوں پر اسی طرح کی وحی آتی رہی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّا أَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کَمَا أَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَ أَوْحَیْنَا اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ وَ اِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَ عِیْسٰی وَأَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَ هَارُوْنَ وَ سُلَیْمَانَ وَآتَیْنَا دَاوُدَ زَبُوْرًا وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْکَ وَ کَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا رُسُلًا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ

بے شک ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی کی ہے جس طرح نوح اور اس کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف کی تھی اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اولاد یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان پر وحی بھیجی اور ہم نے داود کو زبور عطا کی اور دوسرے بھی بہت سے رسولوں پر وحی بھیجی جن کا حال پہلے ہم تم کو سنا چکے ہیں اور بہت سے رسولوں کا حال نہیں سنایا اور موسیٰ نے تو اللہ

Marfat.com

لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا.
(النساء: ۱۶۳۔۱۶۵)

سے کلام کیا۔ اللہ نے رسولوں کو خوش خبری دینے والا اور انذار کرنے والا بنا کر بھیجا تا کہ ان رسولوں کے بعد لوگوں کے لئے اللہ کے سامنے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے، اللہ غلبے والا حکمت والا ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

كَذٰلِكَ یُوْحِیْ اِلَیْكَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ.
(الشوریٰ: ۳)

اسی طرح خدائے عزیز و حکیم تمہاری طرف وحی کرتا ہے اور اسی طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر بھی وحی کرتا رہا ہے۔

بعض لوگوں کو یہ اعتراض بھی تھا کہ اگر اللہ کو کوئی پیغام بھیجنا ہی تھا تو اسے بذریعہ وحی بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ براہ راست ہم کلام ہوتا تا کہ ہم بھی براہ راست اسی سے سن لیتے۔ قرآن اس کا ذکر یوں کرتا ہے:

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْلَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ.
(البقرہ: ۱۱۸)

اور جنھیں علم نہیں وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں اللہ براہ راست ہم سے بات کرتا۔

اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ معترضین نبیوں اور رسولوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کیا ہم کبھی سیدھے سیدھے انسانوں کے سامنے آئے ہیں اور ہم نے ان سے کلام کیا ہے؟ ہم نے یا تو وحی کے ذریعے اپنا پیغام بھیجا ہے یا پردے کے پیچھے سے بات کی ہے۔ کیوں کہ انسانوں کی نگاہوں میں ہماری دید کی تاب نہیں۔ اور جہاں تک ہر کسی سے

Marfat.com

بات کرنے کا معاملہ ہے تو یہ ہماری سنت اور حکمت دین دونوں کے خلاف ہے۔ فرمایا:

مَا کَانَ لِبَشَرٍ أَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَاءُ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ۔ (الشوریٰ: ۵۱)

کسی بشر کا بھی یہ مقام نہیں کہ اللہ اس کے سامنے آ کر اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردہ کی اوٹ سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے پس وہ اس وحی کو پہنچائے اس کے اذن سے جو وہ چاہے وہ بڑا ہی عالی مقام اور حکیم ہے۔

ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرمادی کہ اس طرح کا بے تکا اعتراض کوئی نئی بات نہیں، ان کے ہم مشرب اسی طرح کی بات ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ فرمایا:

کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ (البقرہ: ۱۱۸)

اسی طرح ان کے پیش رو بھی انھی جیسی بات کہہ چکے ہیں ان سب کے دل ایک ہی جیسے ہیں۔

رہی یہ بات کہ معترضین اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ان کے یہ مطالبات پورے نہیں کر دئے جاتے تو یہ ان کی بے توفیقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو نور ہدایت بھیج دیا ہے، اب اگر کوئی اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا تو وہ سمجھے۔ رسول نے اپنا فریضۂ ابلاغ پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ کَذٰلِکَ أَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَ اِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰی

اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف بھی وحی کی ایک روح اپنے امر میں سے، نہ تم یہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اس کو ایک نور بنایا

Marfat.com

صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اَلَآ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ.
(الشوریٰ: ۵۲۔۵۳)

جس سے ہم ہدایت دیتے ہیں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اور بے شک تم ایک سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کر رہے ہو، اس اللہ کی طرف جس کا وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، سنو! سارے معاملے اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو وحی بھیجنی ہی تھی اور کسی کو نبوت ورسالت عطا کرنی ہی تھی تو جس طرح جبرئیل کے ذریعہ اس نے آنجناب ﷺ کے پاس اپنا پیغام بھجوایا خود اسی کو منصب رسالت عطا کر کے اس کام پر مامور کر دیا ہوتا جس پر آنجناب کو مامور کیا ہے، آخر کسی انسان کے انتخاب کی ضرورت کیا تھی؟

ان کے اس اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ اولاً ہم نے اب تک جتنے رسول بھیجے سب انسان ہی تھے کوئی فرشتہ نہیں تھا۔ معترضین کا حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کو رسول تسلیم کرنا خود ان کے اعتراض کا مسکت جواب ہے۔

ثانیاً جو لوگ اعتراض کر رہے ہیں یہ پیغمبر انہیں کے درمیان کا آدمی ہے اور اب تک جتنے انبیاء و رسل آئے، جن قوموں کے لئے آئے، انہیں کے اندر سے آئے پھر اس پہلو سے اعتراض کی گنجائش کہاں سے پیدا ہو گئی؟

اس کے بعد فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ انھیں اس آخری رسول کی دعوت قبول نہیں کرنی ہے اس لئے طرح طرح کے بہانے تلاش کر رہے ہیں۔ حالانکہ انھیں معلوم ہونا

Marfat.com

چاہئے کہ یہ جس راہ پر چل رہے ہیں اس پر چلنے والوں کا انجام ماضی میں بڑا بھیانک ہوا، اس لئے ان کو اس طرح کے انجام سے ڈرنا چاہئے۔ فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُونَ. (یوسف: ۱۰۹)	اور ہم نے تم سے پہلے بھی رسول آدمی ہی بھیجے انھیں بستیوں والوں میں سے۔ ہم ان کی طرف وحی کرتے تھے۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں حالانکہ دار آخرت ان کے لئے بہتر ہے جنھوں نے تقوی اختیار کیا تو کیا تم سمجھتے نہیں!

اور پھر جو اہل کتاب مکہ والوں کو اعتراضات پر اکسا رہے تھے ان کی کتابوں کی پیشین گوئیوں کا حوالہ دے کر اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم پر جو وحی کی جارہی ہے یہی حق ہے اور اس کی حقانیت کی دلیل وہ پیشین گوئیاں ہیں جو سابق آسمانی کتابوں میں موجود ہیں۔ فرمایا:

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ. (فاطر: ۳۱)	اور ہم نے تمہاری طرف جو کتاب وحی کی ہے وہی حق ہے ان پیشین گوئیوں کی مصداق جو اس کے پہلے سے موجود ہیں۔

قرآن مجید نے متعدد مقامات پر اس کا بھی ذکر کیا ہے کہ قرآن کی صورت میں جو وحی کی جارہی ہے اس کے نزول کی غایت کیا ہے؟ اس کی بنیادی غایت یہ بتائی ہے کہ جو لوگ سیدھی راہ پر نہیں ہیں ان کو سیدھی راہ مل جائے۔ اللہ تعالی نے پیغمبر آخر الزماں سے فرمایا:

Marfat.com

هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتَاهُمْ مِنْ نَّذِيْرٍ مِنْ قَبْلِکَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ. (السجدة:۳)

یہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے تاکہ تم ڈراؤ ان کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا، شاید وہ ہدایت پا جائیں۔

اس کے بعد جو لوگ اس راہ کو اختیار نہیں کرتے انہیں دنیا و آخرت کے رسوا کن عذاب سے آگاہ کر دو۔

وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ. (الأنعام:۱۹)

اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ سے تم کو ڈراؤں اور وہ بھی ڈرائے جس کو یہ پہنچے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا. (الأنعام:۹۳)

اور یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے بابرکت اور مصداق اپنے سے پہلے کی کتاب کی تاکہ تم خوشخبری دو اور ڈراؤ ام القریٰ اور اس کے اردگرد کے لوگوں کو۔

ایک جگہ اور فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ. (الأنبياء:۴۵)

کہہ دو میں تو تم کو وحی کے ذریعہ صرف ڈرا رہا ہوں لیکن ڈرانے والی پکار کو بہرے تو سنتے نہیں جب انھیں ڈرایا جاتا ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

اِنْ يُّوْحٰى اِلَيَّ اِلَّا اَنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ. (ص:۷۰)

میری طرف صرف اس لئے وحی کی جاتی ہے کہ میں کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں۔

پھر اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے نبی! اگر یہ لوگ انذار کے باجود اپنی زندگی میں تبدیلی

Marfat.com

لانے کے لئے تیار نہیں ہیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور وحی الٰہی کی اتباع کرو اور ان کے سلسلہ میں فیصلۂ الٰہی کا انتظار کرو:

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ. (یونس: ۱۰۹)

اور جو وحی تمہاری طرف کی جارہی ہے اس کی پیروی کرو اور اپنے موقف پر ڈٹے رہو یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کردے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا. (الأحزاب: ۲)

اور جو وحی تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے کی جارہی ہے اس کی پیروی کرو، بے شک وہ باخبر ہے ان چیزوں سے جو تم کررہے ہو۔

یہود کی شرانگیزیوں سے کون واقف نہیں؟ جب انہوں نے دیکھا کہ عرب وحی الٰہی کی ناقدری کررہے ہیں اور اس کی طرف سے کمال بے اعتنائی کا مظاہرہ کررہے ہیں، اس کے باوجود رسول کے رویہ میں نہ صرف یہ کہ کوئی تبدیلی نہیں آرہی ہے بلکہ اس کی سعی وجہد میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے، تو وہ بھی کھل کر سامنے آگئے اور ایک ایسی حقیقت کا انکار کردیا جسے وہ اب تک تسلیم کرتے رہے ہیں، چنانچہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ:

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ. (الأنعام: ۹۲)

اللہ نے کسی انسان پر کچھ نازل نہیں کیا ہے۔

جوں ہی یہود نے یہ شغلا چھوڑا کفار و مشرکین مکہ اسے لے اڑے اور جگہ جگہ یہ کہنا شروع کردیا کہ جب اہل مذہب و شریعت اس بات کا اقرار نہیں کررہے ہیں کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی کتاب نازل کی ہے تو آنجناب کے دعوائے نبوت کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے؟ اس پروپیگنڈا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِيْ جَاءَ بِهِ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهُ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ. (الأنعام: ۹۲)	اے نبی! ان سے پوچھو کہ وہ کتاب جسے موسیٰ لے کر آئے تھے جو تمام انسانوں کے لئے روشنی اور ہدایت تھی جسے تم پارہ پارہ کر کے رکھتے ہو جس کا کچھ حصہ تو تم ظاہر کرتے ہو اور ایک بڑا حصہ چھپاتے ہو اور جس کے ذریعہ سے تم کو علم دیا گیا جو نہ تمہیں حاصل تھا اور نہ تمہارے باپ دادا کو، آخر اس کو کس نے نازل کیا!

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی زبان سے یہ اعلان بھی کرایا کہ: اللہ ہی نے اسے بھی نازل کیا تھا۔ فرمایا:

قُلِ اللّٰهُ. (الأنعام: ۹۲)	اسے اللہ ہی نے نازل کیا ہے۔

اس کے بعد رسول برحق کو یہ ہدایت فرمائی کہ:

ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ. (الأنعام: ۹۲)	پھر انہیں چھوڑ دو کہ وہ اپنی دلیل بازیوں سے کھیلیں۔

چونکہ انکار رسالت محمدی ﷺ اور تکذیب قرآن میں بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل دونوں متحد تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سلسلوں کے مصدر حضرت ابراہیمؑ کی توحید پسندی کا حوالہ دے کر نبی کریم ﷺ کو توحید پر قائم رہنے کی ہدایت فرمائی۔ فرمایا:

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ	بے شک ابراہیم اپنی ذات میں ایک پوری امت تھا، اللہ کا مطیع فرمان اور اس کے لئے بالکل یکسو، وہ مشرکوں

Marfat.com

اِجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَاِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ثُمَّ أَوْحَيْنَا اِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.

(النحل: ۱۲۰۔۱۲۳)

میں سے نہ تھا۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر گزار تھا، اللہ نے اس کا انتخاب کیا اور اسے سیدھی راہ دکھائی۔ ہم نے دنیا میں بھی اس کو بھلائی دی اور آخرت میں بھی۔ وہ نیکو کاروں میں سے تھا۔ پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ابراہیم کے طریقہ پر چلو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

توحید کی تعلیم تمام تعلیمات قرآنی میں سب سے اہم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اس بات کی تاکید فرمائی کہ لوگوں سے کہہ دو کہ میں توحید کا جو اعلان کر رہا ہوں اس کے ذریعہ میں اپنے آپ کو کوئی بڑی اہم ہستی قرار دینا نہیں چاہتا بلکہ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کی فی الواقع اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا معبود حقیقی ہے ہی نہیں اور جو لوگ اس کے ساتھ کسی کو شریک کریں گے ان کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَيَّ أَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ.

(حٰم السجدہ: ۶۔۷)

اے نبی! ان سے کہو. میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا، مجھے وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے کہ تمہارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے، اس لئے تم سیدھے اسی کا رخ اختیار کرو اور اس سے مغفرت چاہو اور تباہی ہے ان مشرکوں کے لئے جو زکوۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

Marfat.com

ایک دوسری جگہ فرمایا کہ اے نبی! تم لوگوں سے کہہ دو کہ میں تو تمہیں توحید کی تعلیم دے کر اپنی ذمہ داری پوری کرر ہا ہوں اب تم بتاؤ اسلام لانے کو تیار ہو یا نہیں؟ فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا یُوْحیٰ اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. (الأنبیاء:۱۰۸)	اے نبی! بتا دو کہ میرے پاس وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا تو بس ایک خدا ہے تو کیا تم اس کے آگے سرِ اطاعت خم کرتے ہو؟

قرآن مجید کی صورت میں جو وحی نبی کریم علیہ پر آتی ہے وہ انسانوں کو ان کا حقیقی مقام عطا کرتی اور زندگی کے نشیب وفراز سے آگاہ کرتی ہے اس لئے حق تو یہ تھا کہ لوگ اس کا انکار نہ کرتے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

ذٰلِکَ مِمَّا اَوْحیٰ اِلَیْکَ رَبُّکَ مِنَ الْحِکْمَۃِ. (بنی اسرائیل: ۳۹)	یہ وہ حکمت کی باتیں ہیں جو تیرے رب نے تجھ پر وحی کی ہیں۔

حکمت کی ان باتوں میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار بھی ہے اور شرک سے اجتناب بھی، والدین کے حقوق کی پاسداری بھی ہے اور ان کی فرمابرداری بھی، قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کے حقوق کا خیال بھی ہے اور اعتدال وکفایت شعاری بھی، رزق کی تنگی وکشادگی کا مشیت الٰہی پر انحصار بھی ہے اور قتل اولاد کی ممانعت بھی، زنا اور محرکات زنا سے احتراز بھی ہے اور مال یتیم کی حفاظت بھی، ایفائے عہد کی ہدایت بھی ہے اور ایفائے کیل ووزن کی تاکید بھی، قذف وتہمت سے گریز کی تعلیم بھی ہے اور غرور وتکبر سے اعراض کا حکم بھی اور عجز وانکسار کی تلقین بھی۔ اللہ تعالی نے وحی قرآنی کے ذریعہ سے ان ساری حکیمانہ باتوں کی تعلیم دی ہے۔

قرآن مجید وہ صحیفۂ ہدایت ہے جو ماضی کے حقائق سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ ایک جگہ

Marfat.com

Marfat.com

کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذٰلِکَ مِنۡ اَنۡبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہِ اِلَیۡکَ وَمَا کُنۡتَ لَدَیۡہِمۡ اِذۡ اَجۡمَعُوۡۤا اَمۡرَہُمۡ وَہُمۡ یَمۡکُرُوۡنَ. (یوسف: ۱۰۲)

یہ پورا قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تم کو بذریعہ وحی سنا رہے ہیں ورنہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب برادران یوسف نے باہم اتفاق کیا تھا اور وہ سازش کر رہے تھے۔

اس وحی قرآنی نے نبی کریم ﷺ کو اس وقت تسلی بھی دی جب مخالفتوں کا طوفان اپنے شباب پر تھا۔ فرمایا:

وَلَقَدِ اسۡتُہۡزِیٴَ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَاَمۡلَیۡتُ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ثُمَّ اَخَذۡتُہُمۡ فَکَیۡفَ کَانَ عِقَابِ. (الرعد: ۳۲)

تم سے پہلے کے بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے اور ہم نے کافروں کو ڈھیل دی پھر بعد میں ان کو پکڑا تو ذرا دیکھو کہ میری سزا کیسی تھی!

مخالفین قرآن نے قرآن پر ایمان نہ لانے کے ہزار بہانے تلاش کئے۔ کبھی کچھ کہا اور کبھی کچھ۔ اور دوسروں کو ایمان لانے سے روکنے کی بھی بڑی کوشش کی لیکن جب یہ ایمان لانے والوں کو ایمان لانے سے نہیں روک سکے اور ان کی مخالفت کا کوئی حربہ کارگر نہیں ہوا تو یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر یہ حضرت واقعی اللہ کے رسول ہیں اور ان کے دعویٰ کے مطابق قرآن وحی الٰہی ہے تو یہ اپنے دعویٰ کی صداقت کے لئے کوئی ایسی نشانی دکھائیں جس سے دل مطمئن ہو جائے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ اٰیَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ. (یونس: ۲۰)

ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری جاتی۔

اسی طرح کبھی یہ کہتے کہ یہ جناب سیدھے سیدھے آسمان سے پوری کتاب سماوی

Marfat.com

قرطاس و سیاہی کے ساتھ کیوں نہیں پیش کرتے؟ ان کے اس اعتراض کا ایک جواب قرآن نے یہ دیا کہ:

فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ. (یونس: ۲۰)

تو ان سے کہو کہ غیب کا مالک تو اللہ ہے اس لئے اس کے فیصلہ کا انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ جس نشانی کا تم مطالبہ کر رہے ہو اس کا لا دینا میرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہ ضرورت سمجھے گا تو نازل فرمائے گا۔ اب اگر تم اپنی طلب کے مطابق نشانی نہ پانے کی صورت میں ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہو تو نشانی کا انتظار کرو، میں بھی فیصلۂ خداوندی کا انتظار کرتا ہوں۔

دوسرا جواب یہ دیا کہ:

قُلْ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ. (الأنعام: ۵۰)

اے نبی! کہہ دو کہ میں تم سے یہ تو کہتا نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب ہی کی خبر رکھتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔

یعنی نہ تو میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں کہ تم جو مانگو میں حاضر کر دوں اور نہ میں غیب کی خبر رکھتا ہوں کہ تم کو یہ بتا دوں کہ تمہارا مطالبہ پورا ہو گا یا نہیں۔ اور اگر پورا ہو گا تو

Marfat.com

کب اور کس شکل میں؟ اور نہ میں انسانیت سے ماوراء کوئی فرشتہ ہونے کا ہی دعویدار ہوں کہ تم میرے عجز پر محوِ حیرت ہو۔

اور تیسرا جواب یہ دیا کہ:

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ.
(الأنعام:٧۔٩)

اور اے نبی اگر ہم تمہارے اوپر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب بھی اتار دیتے اور لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر دیکھ بھی لیتے تب بھی جنہوں نے حق کا انکار کیا ہے وہ یہی کہتے کہ یہ تو صریح جادو ہے، یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ اور اگر ہم نے فرشتہ اتار دیا ہوتا تو کب کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، پھر انہیں کوئی مہلت نہیں ملتی اور اگر ہم فرشتہ اتارتے بھی تب بھی انسانی شکل ہی میں اتارتے اور اس طرح انہیں اسی شبہ میں مبتلا کر دیتے جس میں اس وقت مبتلا ہیں۔

اگر یہ معترضین قرآن پڑھتے اور اس پر غور وخوض کرتے تو انہیں اس کے انسانی زندگی کے لئے ایک رہنما کتاب ہونے میں کوئی شبہ نہ ہوتا۔ یہ زندگی کے جن حقائق پر مشتمل ہے وہ صالح طبیعت کے دل کی آواز ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا اور

Marfat.com

دل پر مہر لگی ہوئی ہو انہیں کون سمجھا سکتا ہے؟ یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ قرآن کا یہ پیغام حیات آفریں جنّاتوں کی ایک جماعت کے کانوں میں راستہ چلتے پڑ گیا تو وہ اسے اپنا دل دے بیٹھے اور اس کی صداقت وحقانیت کے آگے سجدہ ریز ہو گئے، حیرت ہے کہ یہ انسان جس کے لئے اللہ کے رسول نے اتنی پتّہ ماری کی کہ اللہ کو کہنا پڑا کہ اے نبی! ایسا لگتا ہے کہ تم اپنے آپ کو ان کے پیچھے تباہ کر ڈالو گے اگر یہ ایمان نہ لائے، اس کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰی آثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ أَسَفًا. (الکہف: ۶)

تو لگتا ہے تم اپنے آپ کو ان کے پیچھے ہلاک کر ڈالو گے، اگر یہ اس حدیث پر ایمان نہ لائے۔

جناتوں کی اس اثر پذیری کا ذکر قرآن نے یوں کیا ہے:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا یَهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ. (الجن: ۱-۲)

اے نبی! کہہ دو کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جناتوں کی ایک جماعت نے اسے سنا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے۔

یہ ہیں وہ الہامی بیانات جو قرآن مجید کے وحی الٰہی اور حضرت محمد ﷺ کے حامل وحی ہونے کی واضح دلیل ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

مزاج رسالت محمدیؐ

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا مزاج بھی وہی ہے جو تمام انبیاء و رسل کی نبوت و رسالت کا رہا ہے، اس لئے آپ ﷺ کی آمد سے نہ صرف یہ کہ کسی کو وحشت نہیں ہونی چاہئے تھی بلکہ سب کو آگے بڑھ کر آپؐ کی دعوت قبول کر لینی چاہئے تھی۔ اور اہل کتاب کو تو بطور خاص اس سلسلہ میں پہل کرنی چاہئے تھی۔ کیوں کہ وہ سب سے زیادہ نبوت و رسالت کے مزاج آشنا ہیں۔ قرآن نے بار بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نہ کوئی انوکھے رسول ہیں اور نہ قرآن کوئی انوکھی کتاب، بلکہ یہ نبوت و رسالت کی وہی آخری کڑی ہیں جس کا ذکر آسمانی کتابوں میں بار بار کیا گیا ہے۔ چنانچہ جب اہل کفر و شرک نے قرآن کو آنحضرت ﷺ کی اپنی گھڑی ہوئی چیز اور اس کی اثر آفرینی کو سحر قرار دینا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے فرمایا کہ تم لوگوں سے کہہ دو کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں کہ میری لائی ہوئی تعلیمات میں تمہیں اجنبیت محسوس ہو رہی ہے۔ میں تو تمہارے سامنے وہی کچھ پیش کر رہا ہوں جو میرے رب کی طرف سے مجھے مل رہا ہے اور ہر رسول نے یہی کیا ہے۔ فرمایا:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ — ان سے کہو کہ میں کوئی انوکھا رسول تو

Marfat.com

وَ مَا أَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ اِنْ أَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحیٰ اِلَیَّ وَمَا أَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ. (الأحقاف: ۹)	ہوں نہیں مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کل میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے میں ایک کھلے ہوئے ڈرانے والے کے سوا اور کچھ نہیں۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّا أَرْسَلْنَاکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَ اِنْ مِّنْ أُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ. (الفاطر: ۲۴)	اور بے شک ہم نے تم کو ٹھیک بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں گزری جس میں کوئی نذیر نہ آیا ہو۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست عام انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ. (آل عمران: ۱۴۴)	اور محمد رسول کے سوا کچھ نہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ. (الأحزاب: ۴۰)	محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اور یہ بھی واضح فرمادیا کہ:

وَ کَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی الْأَوَّلِیْنَ. (الزخرف: ٦)	اور اگلوں میں بھی ہم نے کتنے ہی نبی بھیجے ہیں۔

اور ایک جگہ اپنے رسول کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

تِلْکَ آیَاتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ وَاِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ. (البقرۃ: ۲۵۲)

یہ اللہ کی آیات ہیں جو ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک سنا رہے ہیں تم بلا شبہ رسولوں میں سے ہو۔

مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ تم کو رسول ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم خود شہادت دے رہے ہیں کہ تم رسول ہو۔ اور ہماری شہادت تمہارے لئے کافی ہے۔ ہماری شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی احتیاج نہیں۔

اسی طرح یہ وضاحت بھی فرمادی کہ:

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ. (الأنعام: ۴۸)

اور ہم نے جن رسولوں کو بھی بھیجا مبشر اور منذر ہی بنا کر بھیجا۔

اور اپنی اسی سنت کے مطابق ہم نے تم کو بھی مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا. (الفرقان: ۵٦)

اور ہم نے تم کو بھی مبشر اور نذیر ہی بنا کر بھیجا ہے۔

اِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ. (الرعد: ۷)

تم تو بس ڈرانے والے ہو اور ہر قوم میں ہادی آیا ہے۔

اس لئے اے نبی تم اپنی اس حیثیت کا لوگوں میں برملا اعلان کردو:

قُلْ یٰأَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا أَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ. (الحج: ۴۹)

اے نبی! تم لوگوں سے کہہ دو کہ اے لوگو! میں صرف تمہیں واضح طور سے آگاہ کردینے والا ہوں۔

Marfat.com

اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَ بَشِیْرٌ. (ھود: ۲)

بے شک میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نذیر اور بشیر کی حیثیت سے آیا ہوں۔

قرآن مجید نے جگہ جگہ نبی کریم ﷺ کی اس حیثیت کی وضاحت کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّا أَرْسَلْنَاکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا. (البقرۃ: ۱۱۹)

بے شک ہم نے تم کو ٹھیک بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔

یٰأَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ أَرْسَلْنَاکَ شَاھِدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِیْرًا وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا. (الأحزاب: ۴۵۔۴۶)

اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، بشارت دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف اس کے اذن سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کسی خاص قوم اور خطے کے لئے نہیں ہے بلکہ سارے عالم انسانیت کے لئے ہے فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَ نَذِیْرًا. (سبا: ۲۸)

اور ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ. (الأنبیاء: ۱۰۷)

اور ہم نے تم کو سارے ہی عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قُلْ یٰأَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا. (الأعراف: ۱۵۸)

اے نبی! اعلان کر دو کہ اے لوگو! میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بحیثیت شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجنے کا ذکر کرنے کے ساتھ لوگوں کو یہ حکم بھی دیا کہ تم اس کو بحیثیت رسول تسلیم کرو اور اس کی

Marfat.com

تعظیم وتوقیر کرو، نہ اس کے ساتھ گستاخی کرو اور نہ اس کی ناقدری کرو اور وہ جس خدائے واحد کی طرف تمہیں دعوت دے رہا ہے ہر آن اس کی عظمت و کبریائی کا اعلان واظہار کرو ۔فرمایا:

اِنَّا أَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَ تُعَزِّرُوهُ وَ تُوَقِّرُوهُ وَ تُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّ أَصِيلًا.

(الفتح: ۸. ۹)

بے شک ہم نے تم کو شہادت دینے والا، بشارت دینے اور خبر دار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اس کا ساتھ دو اور اس کی توقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی عظمت و کبریائی کا اعلان واظہار کرو۔

اور بعض مقامات پر رسول سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگوں کے درمیان اپنی اس حیثیت کا اعلان کردو اور اپنا فریضہ منصبی ان پر اچھی طرح واضح کردو، مثلاً فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ مَابَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِذْ يَخْتَصِمُونَ اِنْ يُوحٰى اِلَيَّ اِلَّا اَنَّمَا اَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ.

(ص: ۶۵. ۷۰)

اے نبی! کہہ دو کہ میں تو بس خبردار کرنے والا ہوں اور خدائے واحد و قہار کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان کا رب ہے، غلبہ والا اور بڑا درگزر کرنے والا ہے، اور ان سے یہ بھی بتا دو کہ یہ ایک بڑی خبر ہے جس سے تم اعراض کر رہے ہو مجھے بالکل اس کی خبر نہیں تھی جب ملأ اعلیٰ میں یہ (فرشتے اللہ

Marfat.com

سے) مباحثہ کر رہے تھے مجھ کو بذریعۂ
وحی یہ باتیں اس لئے بتائی جاتی ہیں
کہ میں کھلا ہوا خبردار کرنے والا
ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ حقیقت بھی واضح کر دی کہ ہم نے تم کو یہ کتاب اس لئے دی ہے کہ تم اسے لوگوں کے سامنے پیش کر دو بس تمہاری ذمہ داری ختم، ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے۔ جو لوگ جواب دہی کا احساس رکھتے ہوں گے وہ اسے ضرور قبول کریں گے۔ رہے وہ جن کا احساس ہی مردہ ہو چکا ہے ان سے قبول حق کی بہت زیادہ امید نہ رکھو۔ فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ
یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ
فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّہٖ
فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَّلَا
یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا۔
(الکھف: ۱۱۰)

اے نبی! کہہ دو کہ میں تو ایک
انسان ہوں تمہارے جیسا۔ میری
طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس
ایک ہی خدا ہے پس جو کوئی اپنے رب
کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے نیک عمل
کرنا چاہئے اور اسے اپنے رب کے
ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ
الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی
اخْتَلَفُوْا فِیْہِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃً
لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔ (النحل: ۶۴)

اور ہم نے یہ کتاب تم پر اس لئے
نازل کی ہے کہ ان کے سامنے اس کی
حقیقت واضح کر دو جس میں یہ
اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں یہ

Marfat.com

کتاب روشنی، ہدایت اور رحمت ہے
ان کے لئے جو ایمان لائیں۔

اس طرح دیکھا جائے تو رسول خاتم کا کام اور مزاج وہی نظر آتا ہے جو دیگر انبیاء و رسل کا رہا ہے۔ تمام ہی انبیائے کرام کا مشن عدل کا قیام، نیک برتاؤ، فیاضانہ سلوک، ہمدردانہ رویہ، رواداری، خوش خلقی، عفو درگزر، باہمی مراعات، ایک دوسرے کا پاس ولحاظ، حقوق کی ادائیگی اور ایثار جیسے مکارم اخلاق کا فروغ اور بخل، زنا، برہنگی و عریانی، اغلام بازی، چوری، شراب، بدزبانی و بدکلامی، عریاں تصاویر کی نمائش، رقص و سرود، عیش و طرب، حد سے تجاوز اور حقوق کی پامالی جیسے رذائل اخلاق کی بیخ کنی رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کا مزاج بھی یہی ہے، چنانچہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام امتوں کے پیغمبروں سے ان تمام چیزوں سے متعلق امتوں کے سامنے سوال کرے گا اور سارے انبیاء انہی اعمال کی شہادت دیں گے جو افراد امت کرتے رہے ہیں تب لوگوں کو پتہ چلے گا کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کر کے آئے ہیں۔ ابھی تو لوگ فقط انذار سے اپنی آنکھیں کھولنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ.
(النحل: ۸۹)

اور یاد کرو اس دن کو جب کہ ہم ہر امت میں خود ان کے اندر سے ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو ان کے خلاف شہادت دے گا۔ اور اے نبی! ہم تم کو بھی ان کے خلاف شہادت دینے کے لئے اٹھا کھڑا کریں گے۔ اسی لئے ہم نے آگاہ کر دیا ہے اور تم پر یہ کتاب نازل کی ہے ہر چیز کی

Marfat.com

وضاحت کر دینے والی، ہدایت، رحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو سر اطاعت خم کرنے کو تیار ہیں۔

اور جس طرح تمام رسولوں کی ذمہ داری صرف یہ تھی کہ وہ پیغام خداوندی بے کم وکاست امت تک پہنچا دیں اگر امت نہیں مانتی تو اس پر رسول سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا اسی طرح آنحضرت ﷺ کو بھی محض ابلاغ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، نہ ماننے والوں کی طرف سے جواب دہی آپ ﷺ کو نہیں کرنی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رَبُّکُمْ أَعْلَمُ بِکُمْ اِنْ یَّشَأْ یَرْحَمْکُمْ أَوْ اِنْ یَّشَأْ یُعَذِّبْکُمْ وَمَاأَرْسَلْنَاکَ عَلَیْهِمْ وَکِیْلًا۔ (بنی اسرائیل: ۵۴)

اے لوگو! تمہارا رب تمہارے حال سے بخوبی واقف ہے وہ چاہے تو تم پر رحم کرے اور چاہے تو تم کو عذاب دے اور اے نبی! ہم نے تم کو لوگوں پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بے توفیقوں کو لازماً حق کے آگے جھکا دینے کی ذمہ داری دیگر پیغمبروں کی نہیں رہی ہے اسی طرح آپ ﷺ کی بھی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ آپ لازماً سب سے اپنی بات منوالیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ:

اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ۔ (النمل: ۸۰)

تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو جب کہ انہوں نے پیٹھ پھیر لی ہو۔

مزید فرمایا:

Marfat.com

وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ. (النمل: ۸۱)

اور تم اندھوں کو بھی بھٹکنے سے نہیں بچا سکتے۔ تم تو اپنی بات صرف ان کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور یہی فرمانبردار ہیں۔

قرآن مجید کے بعض مقامات پر تو اللہ تعالیٰ نے ایمان نہ لانے والوں سے خطاب کرتے ہوئے صاف لفظوں میں فرمادیا ہے کہ:

مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ. (المائدۃ: ۹۹)

رسول پر تو صرف حق کا پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے اور اللہ تمہارے کھلے اور چھپے سارے حالات سے باخبر ہے۔

البتہ اگر تبلیغ حق میں رسول کوتاہی کرے گا تو وہ یقیناً ماخوذ ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ. (المائدۃ: ٦٧)

اے رسول! تمہاری طرف جو کتاب اتاری گئی ہے تم اسے لوگوں تک پہنچا دو اور اگر تم نے اس ذمہ داری کا حق ادا نہ کیا تو یقیناً تم نے فریضۂ رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔

رہی یہ بات کہ فریضۂ رسالت کی ادائیگی بڑا مشکل کام ہے، اس راہ میں لوگوں کی طرف سے ایسی رکاوٹیں کھڑی کی جاسکتی ہیں جن کو عبور کرنا انتہائی مشکل ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زندگی ہی سے ہاتھ دھولینا پڑے تو اللہ تعالیٰ نے رسول کی اس مشکل کو یوں دور کردیا ہے کہ:

Marfat.com

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ.

اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچائے گا یقین رکھو کہ وہ تمہارے مقابلہ میں کافروں کو کامیابی کی راہ ہرگز نہیں دکھائے گا۔

(المائدۃ:٦٧)

اور آپ ﷺ کے اطمینان خاطر کے لئے مزید یہ فرمایا کہ:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا وَ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا.

کیا ہم نے تمہیں شرح صدر نہیں عطا فرمایا اور کیا تمہارے بوجھ کو نہیں اتارا جو تمہاری پیٹھ کو توڑے دے رہا تھا اور کیا تمہارا ذکر بلند نہیں کیا؟ بے شک پریشانی کے ساتھ آسانی ہے، ہاں ہاں پریشانی کے ساتھ آسانی ہے۔

(الشرح: ١.٦)

پھر اس امر کی بھی وضاحت کردی کہ اے نبی! اگر تمہاری تمام تر کوششوں کے باوجود یہ لوگ ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہیں تو تمہارا یہ اعلان کافی ہے کہ:

اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ.

اللہ ہی اکیلا معبود حقیقی ہے اور میں بری ہوں تمہارے اس عمل سے جو تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو۔

(الأنعام: ١٩)

یہ ہے مزاج رسالت محمدی ﷺ

☆☆☆

Marfat.com

رسالت محمدی ﷺ کی تائید

یوں تو پورا قرآن ہی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تائید کرتا ہے لیکن اس کی متعدد آیات ہیں جن میں صراحت کے ساتھ آپ ﷺ کی رسالت کی تائید موجود ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے تابوتِ سکینہ کا ذکر جس انداز میں ہوا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی ان کے ہاں بڑی اہمیت تھی اور خود اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ان کے لئے اہم قرار دیا تھا چنانچہ بنی اسرائیل اپنے تمام آلام و مصائب اور حوادث میں اپنے مورال (Moral) کو قائم رکھنے کے لئے اس کا سہارا لیتے تھے لیکن جب ان کا یہ تابوت ان سے چھن گیا تو ان کی ساری حشمت و شوکت ہی ان سے چھن گئی۔ اس پورے واقعہ کی جو تفصیل تورات میں موجود ہے اس سے کسی بھی غیر جانب دار شخص کی ذہنی تسلی نہیں ہوتی لیکن قرآن نے اس کی جو تفصیل بیان کی ہے اس سے اس کی حقیقت و اہمیت کا صحیح صحیح اندازہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کے اس بیان کے سامنے آ جانے کے بعد خود اہلِ کتاب کی آنکھیں کھل گئیں اور اس واقعہ کے سلسلہ میں وہ دفاع کے بجائے اقدام کی پوزیشن میں آ گئے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے سچے بیان کو رسالتِ محمدی ﷺ کی دلیل قرار دیتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

تِلْکَ آیَاتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں مقصد کے ساتھ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم اللہ کے رسولوں میں سے ہو۔ (البقرۃ: ۲۵۲)

یعنی اگر تم اللہ کے رسول نہ ہوتے تو جس واقعہ کی صحیح صورتِ حال معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ موجود نہ تھا اسے اتنی سچائی کے ساتھ تم کیسے بیان کر دیتے؟ چونکہ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے اس لئے اس نے تم کو رسول ہونے کی وجہ سے اصل صورتِ حال سے آگاہ کر دیا۔

یہ تو صرف ایک واقعہ کی بات ہوئی ورنہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن ہی کو آپ ﷺ کی رسالت کی تائید و شہادت کے طور پر پیش کیا ہے کہ دیکھ لو یہ قرآن عربوں کی اپنی ٹکسالی زبان میں ہے لیکن اس جیسا حکیمانہ اور معجز کلام پیش کرنے پر وہ قادر نہیں ہیں۔ آخر محمد ﷺ بھی تو انھی کے درمیان کے ایک فرد ہیں وہ اس طرح کا حکیمانہ کلام از خود کیسے پیش کر سکتے ہیں اس لئے قرآن کی اس شہادت کو یہ لوگ تسلیم کریں کہ یہ کوئی انسانی کلام نہیں ہے، بلکہ وحی الٰہی ہے۔ فرمایا:

یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔

یہ سورۂ یٰس ہے۔ قرآن حکیم خود شاہد ہے کہ تم رسولوں میں سے ہو، ایک بالکل سیدھی راہ پر، جس کو خدائے عزیز و حکیم نے بڑے اہتمام کے ساتھ نازل کیا ہے۔ (یٰس: ۱-۵)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ ہم نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر اس لئے بھیجا ہے کہ وہ خدا بیزار لوگوں کو ان کی غفلت اور خدا بیزاری کے عواقب سے

Marfat.com

آگاہ کر دیں۔ اتنی اہم ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے جن اصولوں اور ضابطوں کی ضرورت تھی، ہم نے وہ اصول اور ضابطے بڑے اہتمام کے ساتھ نازل کئے ہیں ذرا دیکھو کہ یہ قرآن اولاً تو ہماری بارگاہ قدس سے اترا ہے، ثانیاً: ہماری بارگاہ سے اسے لے کر جانے والا کوئی اور نہیں بلکہ سرخیل قدسیاں جبریل امین ہیں۔ ثالثاً: اس کو ہم نے جس کے پاس بھیجا ہے وہ سید البشر ہے۔ رابعاً: اس کے مہبط کے طور پر ہم نے اس کے نفس کو نہیں بلکہ اس کے قلب کو منتخب کیا ہے۔ خامساً: اس کے مخاطبِ اول وہ ہیں جو اس سید البشر کی سیادت فکری اور علوئے ذہنی سے نہ صرف یہ کہ واقف ہیں بلکہ وہ اس کی ان حیثیتوں کے شروع ہی سے معترف بھی رہے ہیں۔ سادساً: ان اصول و ہدایات کے لئے ہم نے جو زبان اختیار کی ہے وہ بالکل سادہ، واضح اور قابلِ فہم ہے۔

کیا ان تمام اہتمامات کے باوجود بھی رسالت محمدی ﷺ پر کسی شک کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ.

(الشعراء: ۱۹۲۔۱۹۷)

اور بے شک یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے بڑے اہتمام کے ساتھ اتارا ہوا کلام ہے۔ اس کو تمہارے قلب پر امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے تاکہ تم لوگوں کو آگاہ کر دینے والوں میں سے بنو اور اس کا ذکر اگلوں کے صحیفوں میں بھی ہے۔ کیا ان لوگوں کے لئے یہ نشانی کافی نہیں ہے کہ اس کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد ﷺ کی نبوت و رسالت بھی بالکل

Marfat.com

اسی طرح کی ہے جس طرح کی نبوت و رسالت موسیٰ علیہ السلام کی تھی۔ فرمایا:

اِنَّـا أَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا.	یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے تم پر دین حق کا گواہ بنا کر جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔ (المزمل: ۱۵)

بعض لوگ حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کا اعلان و اظہار تو کرتے تھے لیکن منافقانہ اسلوب میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نفاق کے ساتھ اقرار و اعلان رسالت کا کوئی حاصل نہیں۔ اگر اقرار و اعلان کرنا ہی ہے تو دل کی گہرائی کے ساتھ کرو۔ اگر دل کی گہرائی کے ساتھ اقرار و اعلان نہیں کر سکتے تو مت کرو، اس رسول خاتم کو تمہاری اس منافقانہ تائید کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ اس کی تائید و شہادت کے لئے کافی ہے۔ فرمایا:

اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اتَّخَذُوْا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.	اے نبی! جب منافقین تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ یقیناً تم اس کے رسول ہو اور اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین بالکل جھوٹے ہیں۔ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور وہ اللہ کی راہ سے رک گئے ہیں۔ (المنافقون: ۱، ۲)

کفار و مشرکین مکہ کا تعلق چونکہ کاہنوں اور نجومیوں سے تھا اس لئے ان کے سامنے کوئی ایسا اہم معاملہ آتا جس کی توجیہ وہ نہیں کر پاتے تو اس کا تعلق کاہنوں اور نجومیوں سے جوڑ دیتے اور جب کسی کلام کی عظمت کا احساس تو ہوتا لیکن اسے تسلیم نہیں کرنا چاہتے

Marfat.com

تو اسے کبھی کہانت، کبھی جنون اور کبھی شاعری سے تعبیر کرتے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ پر قرآن اتارا تو کفار و مشرکین نے اسی طرح کے الزامات لگائے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کی تائید میں فرمایا:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى اَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى

(النجم: ۱۔۱۸)

شاہد ہیں ستارے جب کہ وہ گرتے ہیں کہ تمہارا ساتھی نہ بھٹکا ہے اور نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ وہ اپنے جی سے یہ باتیں کہتا ہے بلکہ یہ وحی ہے جو اسے کی جاتی ہے، اس کو مضبوط قوتوں والے اور عقل و کردار کے ایک توانا نے تعلیم دی ہے۔ وہ نمودار ہوا اور وہ افق اعلیٰ میں تھا پھر قریب ہوا اور جھک پڑا پس وہ دو کمانوں کے بقدر یا اس سے بھی کم فاصلہ پر آ گیا پھر وہ وحی پہنچا دی اللہ کے بندے کی طرف جو اللہ نے اس کی طرف کی تھی جو کچھ اس نے دیکھا وہ اس کے دل کی خیال آرائی نہیں ہے تو کیا تم اس سے اس چیز کے بارے میں کج بحثی کرتے ہو جس کا وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہے اور اس نے اس کو ایک بار اور اترتے دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کے پاس جنت الماویٰ ہے جب کہ چھائے ہوئی تھی سدرہ کو

Marfat.com

جو چیز چھائے ہوئے تھی، نہ یہ اس کے نگاہ کی کجی تھی اور نہ گمرہی۔ اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (ترجمہ)

اور دوسری جگہ فرمایا:

فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ. أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ.

(الطور: ۲۹۔ ۳۱)

پس تم یاد دہانی کرتے رہو، تم اپنے رب کے فضل سے نہ تو کوئی کاہن ہو اور نہ دیوانے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک شاعر ہے جس کے لئے ہم گردشِ روزگار کے منتظر ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ تم انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کرنے اور حضرت محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیجنے کی غایت یہ بتائی ہے کہ چونکہ کعبہ مرکزِ توحید ہے اور وہ مکہ میں ہے اس لئے مرکز توحید مکہ اور اس کے گرد و پیش کے لوگوں کے سامنے توحید کی اہمیت کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔ اگر توحید اپنے مرکز ہی میں نامانوس رہ جائے گی تو دنیا تک یہ پیغام توحید پہنچے گا کیسے؟ چنانچہ فرمایا:

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ.

(الشوریٰ: ۷)

اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی کیا ہے تاکہ تم اُم القریٰ اور اس کے گرد و پیش والوں کو آگاہ کر دو اور ان کو ڈراؤ اس دن سے جو سب کو اکٹھا کرنے کا دن ہوگا

Marfat.com

جس کے آنے میں کسی شک کی
گنجائش نہیں۔

اور یہ ہدایت فرمادی کہ:

فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْ أُوْحِیَ إِلَیْکَ إِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. (الزخرف:۴۳)	پس تم اس کو مضبوطی سے تھامے رکھو جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ تم سیدھی راہ پر ہو۔
فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَ یَلْعَبُوْا حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ. (الزخرف:۸۳)	تم ان کو چھوڑ دو یہ بوالفضولی اور ہنسی مسخری کرلیں یہاں تک کہ اس دن سے دوچار ہو جائیں جس کی ان کو دھمکی دی جارہی ہے۔

اور یہ بھی تلقین فرمائی کہ:

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَ قُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ. (الزخرف:۸۹)	تو تم ان کو نظر انداز کرو اور کہو کہ اچھا بابا سلام! ان کو عنقریب خود ہی پتہ چل جائے گا۔

حضرت محمد ﷺ جس شریعت پر عامل اور جس کے داعی تھے آپ ﷺ کی خودساختہ شریعت نہیں تھی بلکہ وہ شریعت آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ آپ ﷺ کی شریعت کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ثُمَّ جَعَلْنٰکَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ. (الجاثیة:۱۸)	پھر ہم نے تم کو ایک واضح شریعت عطا کی ہے تو تم اسی کی پیروی کرو۔ ان لوگوں کی خواہشات کی مطلق پروانہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جو کتاب بطور دستور حیات عطا فرمائی اس پر جب لوگوں کے اعتراضات کا سلسلہ بہت زیادہ بڑھ گیا تو نبی کریم ﷺ کو فطری طور سے اس کا بڑا غم رہنے لگا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ قُلْ رَبِّیْ أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدٰی وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْ أَنْ یُّلْقٰی اِلَیْکَ الْکِتَابُ اِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَّبِّکَ.

(القصص: ۸۵۔۸۶)

بے شک جس نے تم پر قرآن کی ذمہ داری ڈالی ہے وہ تمہیں ایک اچھے انجام تک پہنچا کے رہے گا۔ ان کو بتا دو کہ میرا رب خوب جانتا ہے اس کو بھی جو ہدایت لے کر آیا ہے اور اس کو بھی جو کھلی گمرہی میں ہے اور تم خود تو اس کے آرزو مند تھے نہیں کہ تم پر کتاب اتاری جائے بلکہ یہ تمہارے رب کا ایک خاص فضل ہے۔

اور اس بات کی تائید میں مزید فرمایا:

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا أَرْسَلْنَاکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا.

(بنی اسرائیل: ۱۰۵)

اور ہم نے قرآن کو حق کے ساتھ اتارا ہے اور یہ حق ہی کے ساتھ اترا ہے اور ہم نے تو تم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

چونکہ قرآن مجید لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل ہوا ہے اس لئے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ لوگ پورے جذبۂ تشکر و امتنان کے ساتھ اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور کہتے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتَابَ. (الکهف: ۱)

شکر کا سزاوار ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری۔

Marfat.com

اور یہ کتاب ہدایت اس صورت میں تو اور بھی زیادہ لائق اعتناء ٹھہرتی ہے جب کہ اس کی تعلیمات بالکل ہموار اور انسانی زندگی کے لئے بالکل سازگار ہیں، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا. (الکھف: ۱۔۳)	اور اس میں اس نے کوئی کج پیچ نہیں رکھا، بالکل ہموار اور استوار تاکہ وہ اپنی جانب سے جھٹلانے والوں کو ایک سخت عذاب سے آگاہ کر دے اور ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں کو اس بات کی خوش خبری سنا دے کہ ان کے لئے بہت اچھا اجر ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

لیکن ان کافروں اور ناشکروں کی ناسپاسی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے اس محسن کو رسول ہی ماننے سے انکار کر دیا جو اس کتاب کو ان کے پاس لے کر آیا ہے:

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا. (الرعد: ۴۳)	اور یہ کافر کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں ہو۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی رسالت کی تائید میں فرماتا ہے کہ ان کافروں کے انکار سے حقیقت نہیں بدل جائے گی۔ یہ ناعاقبت اندیش تمہاری رسالت کی شہادت دیں یا نہ دیں، اللہ اور علم کتاب الٰہی کے سچے حاملین کی شہادت کافی ہے۔ فرمایا:

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ. (الرعد: ۴۳)	کہہ دو میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ لوگ گواہی دینے کے لئے کافی ہیں جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔

Marfat.com

اور پھر یہ بھی فرمایا کہ نہ تو ان کے انکار سے رسول کی رسالت مجروح ہوگی اور نہ ان کے روکنے سے حق کا غلبہ ہی رکنے والا ہے۔ فرمایا:

هُوَ الَّذِىٓ أَرۡسَلَ رَسُوۡلَهُ بِالۡهُدٰى وَ دِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهُ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهِ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ. (التوبة: ۳۳)	وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس کو سارے ادیان پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو یہ چیز ناگوار خاطر ہی کیوں نہ ہو۔

یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ منکرین اُس رسول کو اپنا قائد اور رہبر ماننے سے انکار کر رہے ہیں جس کی کاوشوں کا مرکز ومحور ہی ان کی بھلائی، بہی خواہی اور بہبود ہے جس کا حال یہ ہے کہ وہ ان کی گمرہی سے بے چین رہتا ہے اور ان کی رہنمائی کے لئے اپنے شب و روز کے سکون غارت کئے رہتا ہے، جو ان کے لئے دافعِ کلفت اور طالبِ راحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے امت کے لئے اس درد و کرب کا ذکر ان لفظوں میں فرمایا:

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ أَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ. (التوبة: ۱۲۸)	سچ تو یہ ہے کہ تمہارے پاس جو رسول آیا ہے وہ تمہارے ہی اندر کا ایک آدمی ہے جس پر تمہارا ہلاکت میں پڑنا بہت شاق ہے جو تمہارے ایمان کا حریص اور اہلِ ایمان کے لئے سراپا شفقت و رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت کی تائید قرآن مجید میں جگہ جگہ اور مختلف اسالیب میں کی ہے۔ اور اس پر ایمان لانے کی تلقین فرمائی ہے۔ کہیں پر خطاب عام رکھا ہے، کہیں صرف کفار و مشرکین مکہ کو مخاطب بنایا ہے تو

Marfat.com

کہیں اہلِ کتاب سے خطاب فرمایا ہے۔عام لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ كُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا. (النساء: ۱۷۰)	اے لوگو! رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر آ گیا ہے پس تم اس پر ایمان لے آؤ، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم اس کا انکار کرو گے تو یاد رکھو کہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علیم وحکیم ہے۔

کفار ومشرکین مکہ کو مخاطب بناتے ہوئے فرمایا:

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ. (الأعراف: ۱۸۴)	کیا انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی کو کوئی جنون نہیں ہے بلکہ وہ ایک کھلا ہوا ڈرانے والا ہے۔

یہاں کفار ومشرکین سے خطاب غائب کے اسلوب میں ہے۔اس اسلوب کا سبب ان کی ناقدری کی وجہ سے ان سے کمال بے زاری اور نفرت کا اظہار ہے، کیوں کہ دنیا انکار کرتی تو کرتی لیکن جنہوں نے اس رسول کو چالیس برس تک دیکھا اور پرکھا ان کا ضمیر انکار کے لئے کیسے آمادہ ہوا؟ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہم وطنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ. (یونس: ۱۶)	میں نے تمہارے درمیان اس سے پہلے ایک عمر گزاری ہے تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يٰأَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْراً مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ.

(المائدہ: ۱۵)

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے وہ بہت سی ایسی باتیں ظاہر کرتا ہے جن کو تم چھپاتے تھے اور بہت سی باتوں کو نظر انداز کرتا ہے۔ اب تمہارے پاس ایک نور اور حقائق کی وضاحت کرنے والی کتاب آ گئی ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

يٰأَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَ نَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَ كُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ.

(المائدۃ: ۱۹)

اے اہل کتاب! رسولوں کے ایک وقفہ کے بعد ہمارا رسول تمہارے پاس آچکا ہے تمہارے لئے دین حق کو واضح کرتا ہوا۔ مبادا تم کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا تو لو ایک بشیر و نذیر تمہارے پاس آ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی تائید میں انبیائے سابقین کی تاریخ اور ان کی تعلیمات کا حوالہ بھی دیا ہے اور منکرین کو غور و فکر کی دعوت دی ہے کہ اس نبی کی لائی ہوئی تعلیمات اور اس کے مزاجِ دعوت کے تقدس کا دیگر انبیاء کی تعلیمات اور ان کے مزاج دعوت کے تقدس سے موازنہ کر کے دیکھ لو۔ تم کو ان تمام میں یکسر مماثلت نظر آئے گی۔ بعض مقامات پر تو خود نبی کریم ﷺ کی زبان سے یہ اعلان کرایا کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں کہ میری رسالت تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ جہاں تک میری

Marfat.com

بشریت پر تمہارے اعتراض کا تعلق ہے تو میں بھی اسی طرح بشر ہوں جس طرح تمام انبیاء بشر رہے ہیں اور جس طرح تمام رسولوں نے صرف اپنی رسالت کا دعویٰ کیا ہے، اپنی خدائی کا نہیں۔ اسی طرح میں بھی محض اپنی رسالت کا دعویدار ہوں، خدائی کا نہیں۔ جس طرح تمام رسولوں نے اس وحی کی پیروی کی ہے جو ان پر نازل ہوئی، اسی طرح میں بھی اسی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ جس طرح تمام رسولوں نے اپنی قوم کو انذار کیا ہے اسی طرح میں بھی تم کو انذار کر رہا ہوں۔ آخر میرے اندر تم کون سی ایسی نئی چیز دیکھ رہے ہو جو دیگر رسولوں میں نہیں تھی کہ تم ان کی رسالت کے تو معترف ہو لیکن میری رسالت کا انکار کر رہے ہو۔ فرمایا:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوْحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ.
(الأحقاف: ۹)

ان سے کہو کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ کیا معاملہ میرے ساتھ کیا جائے گا اور کیا تمہارے ساتھ کیا جائے گا میں تو صرف اسی بات کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بتائی جاتی ہے اور میں محض کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اے نبی! ان سے کہہ دو کہ تم جن رسولوں کی رسالت کا اقرار کر رہے ہو خود انہوں نے بھی میری رسالت کی پیشین گوئی کی ہے۔ چنانچہ دیکھو! کہ حضرت موسیٰؑ پر نازل ہونے والی کتاب میں جس رسول کی آمد کی بشارت دی گئی تھی اس کا میں عین مصداق ہوں یا نہیں؟ قرآن کہتا ہے:

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتَابُ مُوْسٰىٓ إِمَامًا وَّرَحْمَةً وَهٰذَا كِتَابٌ

اور اس کے پہلے سے موسیٰ کی کتاب موجود ہے رہنما اور رحمت کی

Marfat.com

مُصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَ بُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ. (الأحقاف: ۱۲)

حیثیت سے اور یہ کتاب (قرآن) اس کی پیشین گوئیوں کی عین مصداق ہے، عربی زبان میں ہے تاکہ ان لوگوں کو آگاہ کرے جنھوں نے اپنے اوپر ظلم ڈھائے اور بشارت دے نیکوکاروں کو۔

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے بھی میری رسالت کی شہادت دی ہے اور انہوں نے تو بقید زمانہ ونام شہادت دی ہے۔ قرآن کا بیان ہے:

وَ اِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِي اِسْرَائِيلَ اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ. (الصف: ٦)

اور یاد کرو جب کہ عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں، میں ان پیشین گوئیوں کا مصداق ہوں جو مجھ سے پہلے تورات میں موجود ہیں اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

یہی نہیں کہ صرف انھی انبیائے سابقین نے رسالت محمدی ﷺ کی شہادت و بشارت دی ہے بلکہ بنی اسرائیل نے بھی اپنے پیغمبروں کے توسط سے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ جب آخری رسول آئے گا تو ہم اس پر ایمان لائیں گے۔ قرآن کہتا ہے:

وَاِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَ

اور یاد کرو جب کہ اللہ نے تم سے نبیوں کے بارے میں میثاق لیا تھا کہ

Marfat.com

حِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ أَقْرَرْتُمْ وَ أَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِکُمْ إِصْرِىْ قَالُوْٓا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَکُمْ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ.

(آل عمران: ۸۱)

آج تو میں نے تمہیں کتاب اور حکمت دے دی پھر جب کل تمہارے پاس ایک رسول ان پیشین گوئیوں کا مصداق بن کر آئے جو تمہارے پاس موجود ہیں تو تم اس پر لازماً ایمان لے آنا اور اس کی بھرپور مدد کرنا۔ پھر انہی نبیوں کے توسط سے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کا قرار کیا اور میری ڈالی ہوئی ذمہ داری اٹھائی؟ تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ ہاں ہم نے اقرار کیا تو کہا تھا کہ تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ صراحت بھی فرمادی ہے کہ نہ تم کوئی نئے نبی ہو کہ تمہاری نبوت ورسالت ان کی سمجھ سے بالاتر ہے اور نہ یہ کوئی نئی امت ہیں جن کے درمیان پہلی بار نبی کی بعثت ہو رہی ہے بلکہ تم سے پہلے بھی انبیاء گزر چکے ہیں اور وہ بھی اپنی اپنی امتوں کے پاس ہی بھیجے گئے تھے تو جس طرح ان امتوں کے لئے اسوہ ان کے پیغمبر تھے اسی طرح ان کے لئے اسوہ تم ہو۔ بالکل اسی طرح اے نبی! ان کا انکار بھی کوئی نئی بات نہیں، پہلے کے لوگ بھی اسی طرح انکار کر چکے ہیں۔ اس لئے تمہیں دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنا کام کرتے رہنا چاہئے۔ ان کے مطالبات کی چنداں پروا نہیں کرنی چاہئے۔ سنو! اگر تمہارے پاس کوئی ایسی کتاب آتی جس کی تاثیر سے پہاڑ جیسے جمادات بھی حرکت میں آ جاتے یا زمین جیسی ٹھوس چیز بھی پاش پاش ہو جاتی یا مردے بولنے لگ جاتے تب بھی

Marfat.com

جن کو نہیں ماننا ہے وہ نہیں مانتے اور اس تاثیر کی کوئی نہ کوئی توجیہ کر ہی ڈالتے۔ فرمایا:

كَذٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِيْ أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى.

(الرعد: ۳۰، ۳۱)

اسی طرح ہم نے تم کو بھیجا ہے ایک ایسی امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ تم انہیں وہ چیز سنا دو جو ہم نے تم پر وحی کی ہے۔ ہر چند کہ وہ انکار کر رہے ہیں تم کہو کہ میرا رب وہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے اور اگر کوئی ایسا قرآن اترتا جس سے پہاڑ بھی حرکت میں آجاتے یا زمین پاش پاش ہو جاتی ہے یا مردے بولنے لگتے تب بھی یہ ایمان لانے والے نہیں تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے یہ حقیقت بھی رکھ دی ہے کہ قرآن انسانوں کے دستور اساسی کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس سے گریز درحقیقت اپنے دستور اساسی سے گریز ہے لیکن جب وہ اس پر غور ہی نہیں کرتے تو یہ حقیقت ان کے دل و دماغ میں اترے گی کیسے!

اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ رسول اپنی امت کا نجات دہندہ ہوتا ہے چنانچہ جو لوگ اپنے نجات دہندہ کی قدر نہیں کرتے وہ لازماً ہلاک کر دئے جاتے ہیں۔ ذرا سوچو! کہ جو رسول کی دردمندی کو دیوانگی اور اپنی دیوانگی کو فرزانگی قرار دینے لگے اسے تباہی سے کون بچا سکتا ہے!

Marfat.com

جہاں تک رسول کی رسالت اور اس کی لائی ہوئی کتاب کی صداقت کا معاملہ ہے تو اس کی شہادت خود اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ اس سے بڑی شہادت اور کس کی ہوگی؟ اس لئے اس کی شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ.

(المومنون: ۶۸۔ ۷۰)

کیا ان لوگوں نے کلام الٰہی پر غور نہیں کیا یا ان کے پاس وہ چیز آئی ہے جو ان کے اگلے آباء و اجداد کے پاس نہیں آئی تھی یا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا نہیں اس وجہ سے اس کے منکر بنے ہوئے ہیں یا وہ کہتے ہیں کہ اس کو جنون لاحق ہے۔ سنو! یہ جنون نہیں ہے بلکہ وہ ان کے پاس حق لے کر آیا ہے لیکن ان کی اکثریت حق ہی سے بے زار ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ تم کو رسول ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ان کو بتا دو کہ اطاعت رسول کے بغیر اطاعت خداوندی بھی معتبر نہیں ہے لیکن اگر وہ صداقت کو تسلیم کرنے کے لئے کسی بھی طرح تیار نہ ہوں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، انہیں بہر صورت قائل کر لینے اور اپنی بات لازماً منوا لینے کی ذمہ داری تمہاری نہیں ہے۔ اپنے اس انکار و اعراض کی سزا خود انہیں ہی بھگتنی پڑے گی۔ فرمایا:

Marfat.com

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا.
(النساء: ۸۰)

جو رسول کی اطاعت کرے گا تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے رسول کی اطاعت سے روگردانی کی تو ہم نے ان پر تم کو نگراں مقرر نہیں کیا ہے۔

مزید فرمایا کہ تم اسی کو انذار کر سکتے ہو جس کے دل میں خوف خداوندی اور آخرت کی جواب دہی کا احساس ہو۔ چنانچہ فرمایا:

اِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا.
(النازعات: ۴۵)

تم تو بس اسی کو ڈرا سکتے ہو جو اس سے خوف کھائے۔

☆☆☆

Marfat.com

رسول رحمت کی اقتدا کا حکم

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو اپنے آخری رسول کی حیثیت سے مبعوث فرما کر سارے لوگوں کو آپ ؐ کی اقتدا کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا کہ آنحضرت ؐ کی پوری زندگی لوگوں کے لئے بہترین اسوہ ہے۔ فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (الأحزاب: ۲۱)

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین اسوہ ہے۔

اب اگر لوگ دنیا اور آخرت کی کامیابی چاہتے ہیں تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک ادا کی اتباع کریں۔

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اس نے متعدد مقامات پر انبیائے سابقین کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ان تمام نبیوں کا دین اسلام ہی رہا ہے۔ اور اسی دین اسلام کی تعلیم آنحضرت ﷺ بھی دے رہے ہیں اس لئے سابق انبیاء و رسل پر ایمان کے مدعیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس نبی پر بھی ایمان لائیں اور اب اسی کی اتباع کریں۔ اس کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید کی روشنی میں زندگی گزاریں اور جو لوگ بھی اس پیغمبر اور اس کی لائی ہوئی کتاب پر ایمان نہیں لائیں گے وہ اچھی طرح نوٹ کر لیں کہ ان کے اس رویہ سے نہ رسول کا کچھ بگڑے گا اور نہ کتاب ہدایت کی عظمت و

Marfat.com

جلالت پر ہی کوئی حرف آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ان محروم القسمت لوگوں کی جگہ پر دوسری قوم کا انتخاب فرمائے گا اور انہیں اس پر ایمان کی سعادت عطا فرما دے گا۔ البتہ ان ایمان نہ لانے والوں کا نقصان یہ ہوگا کہ یہ عذاب الٰہی کی گرفت میں آ جائیں گے، اس وقت اللہ کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی طاقت ان کی مدد نہیں کر سکتی۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوْا بِهَا بِكَافِرِيْنَ أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٰى لِلْعَالَمِيْنَ.

(الأنعام: ۹۰، ۹۱)

یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب، قوت فیصلہ اور نبوت عطا فرمائی ہے تو اگر یہ لوگ اس (قرآن) کا انکار کر دیں گے تو کوئی پروا نہیں ہم نے ایسے لوگ مامور کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے تو تم بھی انہی کے طریقہ کی پیروی کرو۔ اے نبی! تم ان کے اندر یہ اعلان کر دو کہ میں کسی صلہ کا طالب نہیں ہوں یہ تو اہل عالم کے لئے ایک یاد دہانی ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَاتَّبِعُوْا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.

(الزمر: ۵۵)

اور تم پیروی کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آ دھمکے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

☆☆☆

Marfat.com

اہل کتاب کو بھی آخری رسول کی معرفت حاصل تھی

بنی اسرائیل کے پاس جو آسمانی کتابیں آئی تھیں ان میں آخری رسول کی آمد کی خبر اور اس کی علامات درج تھیں، اس لئے انہیں آخری رسول کی آمد کا انتظار بھی بڑی شدت سے تھا اور جب آخری رسول آ گیا تو انہوں نے اپنی کتابوں کی پیشین گوئیوں کے مطابق آپ ﷺ کو پہچانا بھی لیکن تعصب اور تنگ نظری نے انہیں اس پر ایمان لانے سے روک دیا۔ تعصب اور تنگ نظری وہ بیماری ہے کہ جو بھی اس میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کے اندر سے اعتراف و اقرار کا جوہر نکل جاتا ہے اور وہ ہٹ دھرمی پر اتر آتا ہے۔ یہی کچھ یہود کے ساتھ بھی ہوا۔ قرآن مجید بہت صاف لفظوں میں بتاتا ہے کہ یہ یہود جس رسول خاتم کے منتظر تھے، جس کی آمد کے لئے دعائیں بھی مانگ رہے تھے جب وہ آ گیا اور جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جس کی انہیں پہلے سے معرفت حاصل تھی تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔

اہل کتاب حضرت محمد ﷺ کو بحیثیت آخری رسول اسی طرح جانتے اور پہچانتے تھے جیسے وہ اپنے بیٹوں کو جانتے اور پہچانتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

الَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَهُ کَمَا یَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ. (البقرة: ۱۴۶)

جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ویسے ہی جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں لیکن ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو حق کو جان بوجھ کر چھپاتا ہے۔

اسی طرح اہل کتاب قرآن کو بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ کوئی انسانی کلام نہیں بلکہ خدائی الہام ہے لیکن چونکہ وہ شامت زدہ ہیں اس لئے اس پر ایمان نہیں لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَهُ کَمَا یَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَ هُمُ الَّذِیْنَ خَسِرُوْا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا [یُؤْمِ]نُوْنَ. (الأنعام: ۲۰)

جن کو ہم نے کتاب عطا کی ہے وہ اس کو پہچانتے ہیں بالکل ویسے ہی جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں لیکن جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالا وہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔

☆☆☆

Marfat.com

تورات اور انجیل میں درج صفات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ

قرآن نے متعدد مقامات پر تورات وانجیل میں وارد ان تعلیمات کا حوالہ دیا ہے جن میں آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری کتاب قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت ہے۔ سورۂ بقرہ کی یہ آیات ملاحظہ ہوں:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَـمَنًا قَلِيْلًا وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ. (البقرة: ۴۰۔ ۴۱)	اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تم پر کی ہے اور میرے عہد کو پورا کرو میں بھی تمہارے عہد کو پورا کروں گا اور مجھ سے ہی ڈرو اور ایمان لاؤ اس چیز پر جو میں نے اتاری ہے تصدیق کرتی ہوئی اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے اور تم ہی اس کے پہلے انکاری نہ بنو اور میری آیات کو حقیر پونجی کے عوض نہ بیچو اور میرے غضب سے بچتے رہو۔

ان آیات کے کئی ٹکڑے ہیں جو خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ ایک ٹکڑا یہ ہے:

Marfat.com

أوفوا بعهدی أوف بعهدکم (تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔)

یہاں جس عہد کا حوالہ ہے اس میں منجملہ اور چیزوں کے اس عہد کی طرف بھی اشارہ ہے جو حضرت محمد ﷺ سے متعلق اہل کتاب سے لیا گیا تھا۔ جیسا کہ تورات میں ہے:

''میں ان کے لئے انہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا، وہ ان سے وہی کہے گا، اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔''

(کتاب استثناء:۱۹ بحوالہ تفسیر تدبر قرآن۔ آیات مذکور کی تفسیر)

اس عہد کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہے:

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ
شَیْءٍ فَسَأَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ
یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِآیَاتِنَا
یُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ
النَّبِیَّ الْأُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهُ
مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرَاةِ
وَالْإِنْجِیْلِ یَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
یَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ
الطَّیِّبَاتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ
الْخَبَائِثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ
وَالْأَغْلَالَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ
فَالَّذِیْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَ

اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے میں اس کو لکھ رکھوں گا ان لوگوں کے لئے جو تقویٰ اختیار کریں گے، زکاۃ دیتے رہیں گے اور جو ہماری آیات پر ایمان لائیں گے یعنی جو پیروی کریں گے اس رسول نبی امی کی جس کو وہ اپنے یہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا اور منکر سے روکتا ہے، ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے، ان کے اوپر سے ان کا بوجھ اتارتا اور ان پابندیوں

Marfat.com

نَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوْا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَہٗ اُوْلَائِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.
(الأعراف: ۱۵۶،۱۵۷)

کو ان سے ہٹاتا ہے جن کو انھوں نے اپنے اوپر خود لاد لیا تھا۔ تو جو لوگ اس پر ایمان لائے، اس کی حمایت اور مدد کی اور اس روشنی کی پیروی کی جو اس پر اتاری گئی ہے تو وہی لوگ دراصل کامیاب ہونے والے ہیں۔

دوسرا ٹکڑا " ما أنزلت مصدقا لما معکم " ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا مصداق بھی قرآن کے علاوہ دوسری کوئی کتاب نہیں ہوسکتی۔ کیوں کہ قرآن نہ صرف یہ کہ تورات کی بنیادی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے بلکہ اللہ کی آخری کتاب سے متعلق تمام پیشین گوئیوں کا عین مصداق بھی ہے۔

اور تیسرا ٹکڑا " ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا " ہے۔ جس میں اس بات کا واضح اشارہ موجود ہے کہ عارضی منفعت اور ذاتی مفادات کے لئے قرآن سے متعلق تورات کی پیشین گوئیوں کو توڑ مروڑ کر پیش نہ کرو۔

اور چوتھا ٹکڑا ہے " و ایای فاتقون "۔ یعنی ڈرنے کی چیز میرا غضب ہے نہ کہ وہ عارضی منفعت اور ذاتی مفادات جن کے تحفظ کے لئے تم اتنی پستی میں گر گئے ہو جس سے نیچے کوئی سطح نہیں ہے۔ جب کہ تم خود اپنے پیغمبر کے توسط سے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکے ہو کہ جب آخری رسول آئے گا تو تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ہر حال میں اس کی مدد کرو گے۔ قرآن نے ان کے اس عہد کا حوالہ یوں دیا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ

اور یاد کرو جب کہ ہم نے تم سے نبیوں کے بارے میں میثاق لیا کہ ہم نے تم کو کتاب اور حکمت سے نوازا پھر

Marfat.com

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ.

(آل عمران: ۸۱)

تمہارے پاس ایک رسول آئے گا ان پیشین گوئیوں کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے پاس موجود ہیں تو تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے پوچھا کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس سلسلہ میں میری سونپی ہوئی ذمہ داری اٹھاتے ہو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا تم بھی اس پر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

انجیل میں بھی آخری کتاب اور آخری رسول کے سلسلہ میں بڑی واضح پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کے یہ اقوال ملتے ہیں:

''اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔'' (یوحنا: ب: ۱۴۔۱۷)

''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیوں کہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔'' (یوحنا: ب: ۱۴۔۳۱)

حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں ان کے بعد ان کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا پھر ابد تک رہنے والا اور دنیا کا سردار حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کون ہو سکتا ہے؟
اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت عیسیٰؑ نے تو بقید اسم و زمانہ آپ ﷺ کی آمد کی اطلاع دی تھی جس کو اہل کتاب یعنی نصاریٰ نے تو اپنی انجیلوں سے نکال دیا لیکن قرآن نے حضرت عیسیٰؑ کی اس پیشین گوئی کا حوالہ دے کر اسے پھر سے زندہ کر دیا اور نصاریٰ کی تحریف کا

Marfat.com

پردہ بھی چاک کر دیا۔ قرآن کہتا ہے:

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ. (الصف:٦)

اور یاد کرو جب کہ ... بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل ... تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ر... ہوں اور تورات کی ان پیشین گوئیوں کا مصداق ہوں جو مجھ سے پہلے سے موجود ہیں اور میں بشارت دینے ... ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آ...ئے گا اس کا نام احمد ہوگا۔

لیکن حیرت ہے کہ ان واضح پیشین گوئیوں کے باوجود سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کی آمد کے بعد آپ ﷺ کی رسالت کا یہود نے بھی انکار کیا اور نصاریٰ نے بھی اور اپنے اس انکار کو سند جواز عطا کرنے کے لئے انہوں نے تورات و انجیل کے ان حصوں میں تحریف کر ڈالی جن میں حضرت محمد ﷺ کی واضح شناخت موجود تھی اور کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے۔ قرآن کہتا ہے:

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ. (الصف:٦)

... جب وہ ان کے پاس کھلی نشانیو... کے ساتھ آیا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا ... یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کے اخلاق واوصاف

آنحضرت ﷺ کے اخلاق واوصاف پر بھی قرآن نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ ﷺ کے بعض اخلاق واوصاف کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اپنے احسان کے طور پر کیا ہے، بعض کا آپ ﷺ کی ذاتی خصوصیات کے طور پر، بعض کا نبوی امتیازات کے طور پر اور بعض کا معاندین وحاسدین کے الزام کے جواب کے طور پر۔

منافقین نے مومنین کے بھیس میں اسلام اور مسلمانوں کو جس طرح کا نقصان پہنچایا تھا وہ کوئی معمولی نقصان نہیں تھا بلکہ انہوں نے تو اسلام کے امتیازات اور مومنین کے اختصاصات ہی کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ ایسی صورت میں اللہ کے رسول ﷺ اور مومنین کی طرف سے شدید ردعمل کا اندیشہ تھا لیکن قربان جایئے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے تربیت یافتہ حقیقی اہل ایمان پر کہ انہوں نے جس حسن اخلاق اور اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا اس کی نظیر تاریخ انسانی میں کم ہی ملے گی۔ ان دشمنان اسلام کی تمام تر معاندت اور اسلام دشمنی کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہؓ کا رویہ ان کے سلسلہ میں انتہائی رفق ونرمی اور لینت ومحبت کا تھا۔ آپ ﷺ کے اس کردار کی ستائش قرآن نے جن لفظوں میں کی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ اشارۂ غیبی کا نتیجہ تھا اس لئے یہ بندوں پر اللہ کا ایک عظیم احسان تھا۔ فرمایا:

Marfat.com

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ.

(آل عمران: ۱۵۹)

تم ان پر اللہ کے فضل سے نرم خو ہوئے اور اگر تم درشت خو اور سخت ثابت ہوئے ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے منتشر ہو گئے ہوتے پس تم ان سے درگزر کرتے رہو، ان کے لئے مغفرت طلب کرو اور معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہو البتہ جب تم فیصلہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ رکھو۔ یقیناً اللہ اپنے اوپر بھروسہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ہر طرح کے نرم اور گرم حالات کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے پائے ثبات میں لغزش نہیں آنے دی۔ اس کا فطری اثر مومنین صادقین پر بھی پڑا اور وہ بھی عزیمت کے پہاڑ بن گئے۔ قرآن نے رسول ﷺ کے اس اخلاق کو خود رسول اور اہل ایمان پر اللہ کے احسان سے تعبیر کیا ہے۔ فرمایا:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تو یہ ٹھان ہی لی تھی کہ تمہیں بے راہ کر کے چھوڑے گا۔ حالانکہ وہ اپنے اس عمل سے اپنے آپ ہی کو بے راہ کر رہے ہیں، تمہارا کچھ نہیں بگاڑ رہے ہیں اور اللہ نے تم پر کتاب و حکمت

Marfat.com

عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔ (النساء: ۱۱۳) نازل فرمائی اور تمہیں وہ چیز سکھائی جو تم نہیں جانتے تھے۔ اور یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے۔

نبی کریم ﷺ کے اندر جو شرافت اور کریم النفسی تھی اس سے مقابلہ کے لئے منافقین اور معاندین کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا اس لئے وہ آپ ﷺ کی اس شرافت کو عوام کے درمیان آپ ﷺ کی بے وقوفی، سادہ لوحی اور ناعاقبت اندیشی باور کرانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کے لئے وہ آپ ﷺ کو "کان کا کچا" قرار دیتے تھے قرآن نے ان کے اس پروپگنڈا کو ان لفظوں میں نقل کیا ہے:

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ. (التوبۃ: ۶۱) اور انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو نبی کو ایذا پہنچاتے اور کہتے ہیں کہ ان کے پاس تو صرف کان ہیں۔

یعنی یہ کان کے بڑے کچے ہیں۔ ان کے قریبی رفقاء انہیں جو رپورٹ دے دیتے ہیں، وہ خاموشی سے سن لیتے اور آنکھ بند کر کے اسے قبول کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس الزام کے جواب میں فرمایا:

قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ. (التوبۃ: ۶۱) اے نبی! ان کو بتا دو کہ اللہ کا رسول کان کا کچا نہیں ہے بلکہ وہ سراپا گوش محض تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ وہ خود اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ پر ایمان رکھنے والوں ہی کی بات باور کرتا ہے اور وہ تو تم میں سے ان لوگوں کے لئے رحمت ہے جو ایمان لائے ہیں۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کو داغدار کرنے والوں کی شرارت کا تقاضا تو یہ تھا کہ انہیں ان کی ان شرارتوں کی سزا دے دی جاتی اور ان کے ناپاک وجود سے اللہ کی زمین پاک کر دی جاتی لیکن ان شریروں کو جو مہلت ملی ہوئی تھی وہ دراصل بفیض رسول رحمت ہی ملی ہوئی تھی قرآن اس پہلو کا ذکر یوں کرتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيهِمْ. (الأنفال: ۳۳)	اور اللہ انہیں عذاب نہیں دے سکتا جب تک تم ان کے درمیان ہو۔

حضرت محمد ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا دائرۂ عمل اور اس کا حیطۂ اثر بہت وسیع اور ہمہ گیر ہے۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل سب کو بہت فائدہ پہنچا۔ بنی اسماعیل کو سب سے بڑا فائدہ یہ ملا کہ وہ ایک نئی روشنی سے روشناس ہوئے اور عالمی برادری میں ان کا قد بہت اونچا ہو گیا۔ اور بنی اسرائیل کو سب سے بڑا فائدہ یہ ملا کہ ان کے دوش گراں بار سے اصر و اغلال کے بوجھ اترے، ان کے لئے خوان کرم وسیع ہوا اور مضرات سے ان کی جاں بخشی ہوئی۔ قرآن آپ ﷺ کے اوصاف فاضلہ کا ذکر ان لفظوں میں کرتا ہے:

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ. (الأعراف: ۱۵۷)	وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے، برائی سے روکتا ہے، ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے، ان پر خبیث چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اور پابندیاں اتارتا ہے جو ان پر اب تک رہی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے ذاتی اوصاف و خصائص سے قریش کے لوگ اچھی طرح واقف تھے اور اعلان نبوت و رسالت تک وہ کھلے لفظوں میں ان کا اعتراف و اظہار بھی کرتے

Marfat.com

تھے لیکن جوں ہی آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام ان تک پہنچانا شروع کیا ان کا رویہ آپ ﷺ کے تئیں یکسر تبدیل ہو گیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ تم ان ژاژ خاؤں سے کہو کہ میری چالیس سالہ طویل زندگی تمہارے سامنے ہے اور اس چالیس سالہ زندگی کی اخلاقی عظمت کا اعتراف تمہارے ایک ایک فرد نے کیا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اس کے بعد میری زندگی کا کون سا پہلو ہے جس میں تمہیں میرے اندر اخلاقی انحطاط کا احساس ہونے لگا۔ ذرا اس کی نشان دہی کرو۔ قرآن اس کا ذکر یوں کرتا ہے:

قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ. (یونس: ۱٦)	کہہ دو کہ اگر اللہ چاہتا تو میں اس کو تمہیں نہ سناتا اور نہ وہ خود تمہیں اس سے باخبر کرتا۔ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر بسر کر چکا ہوں۔ تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

قریش یا دیگر کافروں اور مشرکوں کے پاس اس چیلنج کا کوئی جواب نہیں تھا اس لئے ان کے سامنے اب دو ہی راستے باقی بچے تھے۔ یا تو وہ حضرت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت کا اقرار و اعتراف کر کے آپ ﷺ کی اطاعت قبول کر لیتے یا پھر ایسے الزامات تراشتے جن سے عوام کو بے وقوف بنایا جا سکتا ہو۔ دانائی کا تقاضا تو یہ تھا کہ پہلا راستہ اختیار کیا جاتا لیکن انہوں نے اپنی شامت اعمال سے دوسرا راستہ اختیار کیا چنانچہ انہوں نے مختلف مواقع پر مختلف قسم کے الزامات لگائے۔ کبھی تو کہا کہ یہ کاہن ہیں لیکن جب انہیں احساس ہوا کہ چونکہ ان کی زندگی کاہنوں جیسی نہیں ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ لوگ اس الزام کو مسترد کر دیں تو انھوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ مجنوں ہیں لیکن پھر جب خیال ہوتا کہ ان کے اندر مجنونانہ کیفیت نہ دیکھ کر کہیں لوگ ہمارے خلاف ہی کچھ سوچنا نہ شروع کر دیں تو کہہ دیا کہ یہ تو شاعر ہیں، ان کے کلام کی تاثیر رسالت و نبوت کا نتیجہ نہیں بلکہ شاعری کا کرشمہ

Marfat.com

ہے اس طرح وہ مختلف قسم کے الزامات تراشتے اور آپ ﷺ کو حتی المقدور متہم کرنے کی سعی نامحمود کرتے۔ قرآن نے مختلف مقامات پر ان کے ان بے سرو پا الزامات کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ کے اخلاق فاضلہ کی تحسین کی ہے۔ قرآن کہتا ہے:

فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ. (الطور: ۳۱.۲۹)

تو اے نبی! تم یاددہانی کراتے رہو۔ اپنے رب کے فضل سے نہ تم کاہن ہو اور نہ کوئی دیوانے کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک شاعر ہے جس کے لئے ہم گردش روزگار کے منتظر ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ تم انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

ایک دوسری جگہ ہے:

مَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ. (القلم: ۴.۲)

تم اپنے رب کے فضل سے کوئی دیوانے نہیں ہو اور تمہارے لئے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے اور تم خلق عظیم کے مالک ہو۔

حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ. (القلم: ۴.۲)

تم اپنے رب کے فضل سے کوئی دیوانے نہیں ہو اور تمہارے لئے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے اور تم خلق عظیم کے مالک ہو۔

Marfat.com

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ.

(الحاقة: ۴۱۔۴۳)

اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے تم ایمان ہی لانا نہیں چاہتے اور یہ کسی کاہن کا کلام بھی نہیں ہے تم یاددہانی ہی حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ یہ تو رب العالمین کی طرف سے بڑے اہتمام کے ساتھ اترا ہوا کلام ہے۔

بعض دفعہ مشرکین یہ کہتے کہ جسے آنجناب قرآن کہہ رہے ہیں وہ خدائی الہام نہیں بلکہ ان کی گھڑی ہوئی تصنیف ہے۔ محض دھونس جمانے کے لئے یہ اسے اللہ کی طرف منسوب کرر ہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس الزام کے جواب میں فرمایا:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيْلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ.

(الحاقة: ۴۴۔۴۷)

اور اگر یہ (نبی) کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کردیتے تو ہم ان کو قوی بازو سے پکڑتے پھر ہم ان کی شہ رگ ہی کاٹ دیتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی ہمیں اس سے روکنے والا نہ بنتا۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِيْنِ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيْمٍ.

(التکویر: ۲۲۔۲۵)

اور تمہارا ساتھی کوئی دیوانہ نہیں ہے اور اس نے اس کو (اس کلام کے پہنچانے والے کو) کھلے افق میں دیکھا ہے اور یہ غیب کی باتوں کا کوئی حریص نہیں ہے اور یہ کسی شیطان مردود کا القا بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کا ایک عظیم خلق امت کے لئے آپ ﷺ کی انتہائی دردمندی بھی ہے۔ قرآن نے آپ ﷺ کے اس خلق عظیم کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰىٓ آثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَسَفًا.

(الکہف:٦)

شاید تم اپنے آپ کو ان کے پیچھے غم سے ہلاک کر ڈالو گے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ.

(التوبة:١٢٨)

تمہارے پاس تمہارے اندر ہی سے ایک رسول آچکا ہے جس پر تمہارا ہلاکت میں پڑنا بہت شاق ہے۔ وہ تمہارے ایمان کا حریص اور اہل ایمان کے لئے سراپا شفقت و رحمت ہے۔

جن معاندین اسلام کی شقاوت قلبی اور حرماں نصیبی اپنی آخری حد کو پہنچ چکی تھی ان کے لئے بھی آنحضرت ﷺ کی دردمندی، دل سوزی اور جگر کاہی کم نہیں ہو رہی تھی اور آپ ﷺ ہر ممکن کوشش کر رہے تھے کہ حقیقت ان کے دل و دماغ میں اتر جائے۔ جب آپ ﷺ کا یہ کرب و اضطراب حد سے بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ہمدردی اور محبت میں فرمایا:

وَمَآ أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ.

(یوسف:١٠٣)

اور تم ان کے ایمان کی کتنی ہی حرص کرو ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے۔

اللہ کے رسول کی اس دردمندی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے بھی فرمایا کہ یہ نبی امی جس خدا اور قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے وہ خود پہلے اس خدا اور قرآن

Marfat.com

پر ایمان لا چکا ہے۔ اگر وہ خود ایمان نہ لاتا اور تم سے ایمان لانے کو کہتا تو تمہارے لئے جھجکنے اور بدکنے کی گنجائش ہو سکتی تھی لیکن وہ جو دعوت دے رہا ہے اس کا عملی نمونہ بھی فراہم کر رہا ہے اس لئے انکار کی گنجائش نہیں۔ فرمایا:

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهِ. (الأعراف:۱۵۸)

پس تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے نبی امی رسول پر جو خود ایمان رکھتا ہے اللہ اور اس کے کلمات پر۔

پھر یہ بھی فرمایا کہ یہ رسول رحمت جو کچھ کہہ رہا ہے تمہاری ہمدردی اور محبت ہی میں کہہ رہا ہے اس کو تو ہم نے رسول رحمت بنا کر بھیجا ہی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ.

اور ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر۔

(الأنبياء: ۱۰۷)

یہ رسول اپنی اس دعوت کے ذریعہ اپنے آپ کو کوئی مافوق البشر ہستی بھی باور نہیں کرانا چاہتا کہ تم یہ سوچو کہ ہماری ہی طرح ایک عام انسانی زندگی گزارنے والا کوئی مافوق البشر ہستی کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کا تو خود یہ واضح اعلان ہے کہ میں تمہاری ہی طرح ایک انسان ہوں، مجھ میں اور تم میں بس یہ فرق ہے کہ مجھ پر اللہ کی وحی آتی ہے اور تم پر نہیں۔

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى إِلَيَّ.

میں تو محض تمہارے جیسا ایک انسان ہوں مجھ پر وحی آتی ہے۔

(الكهف: ۱۱۰)

اللہ کے رسول ﷺ کے اس خلق عظیم کی ستائش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا کام کرتے رہنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ کوئی مانے یا نہ مانے میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ تم اپنے دعوائے رسالت و نبوت میں بالکل سچے ہو، تمہاری دعوت بھی

Marfat.com

سچی ہے اور تمہارا طریقۂ زندگی بھی صحیح ہے۔ فرمایا:

اُدْعُ اِلیٰ رَبِّکَ اِنَّکَ لَعَلیٰ هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ. (الحج: ۶۷)	تم اپنے رب کی طرف لوگوں کو بلاتے رہو تم ہی سیدھی راہ پر ہو۔
اِنَّکَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ. (النمل: ۷۹)	بے شک تم حق مبین پر ہو۔
اِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. (الشوریٰ: ۵۲)	یقیناً تم سیدھی راہ دکھاتے ہو۔

قرآن نے یہ وضاحت بھی کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرنے والوں کو ان کے انجام بد سے آگاہ کر دے۔ فرمایا:

تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلیٰ عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا. (الفرقان: ۱)	بڑا ہی بابرکت ہے وہ جس نے حق و باطل میں تمیز کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر بڑے اہتمام کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ وہ سارے عالم کو آگاہ کر دے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ رسول ایسا بے لوث ہے کہ اپنی اس کارگزاری کی لوگوں سے کوئی اجرت بھی نہیں چاہتا بلکہ جو کچھ کر رہا ہے لِلّٰہ فی اللہ کر رہا ہے البتہ یہ آرزو رکھتا ہے کہ کسی طرح لوگ اپنے رب کو پالیں۔ فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلیٰ رَبِّهٖ	اور اے نبی! ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر بشیر و نذیر بنا کر تم لوگوں سے کہہ دو کہ میں تم سے اپنی اس کارگزاری کی

Marfat.com

سَبِيلًا۔ کوئی اجرت نہیں چاہتا میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو چاہے وہ اپنے رب کا راستہ پالے۔ (الفرقان: ۵۶، ۵۷)

ایک دوسری جگہ فرمایا:

قُلْ مَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ. کہہ دو کہ میں اس پر تم سے کسی عوض کا طالب نہیں ہوں میں کوئی بناوٹ کرنے والا بھی نہیں ہوں۔ (ص: ۸۶)

اس کے باوجود اگر منکرین اپنے انکار پر اڑے ہوئے ہیں تو اڑے رہیں اس سے وہ رسول یا اہل ایمان کا کوئی نقصان نہیں کر رہے ہیں بلکہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں جہاں تک رسول کے مشن کی تکمیل اور مستقبل میں اس کی کامیابی کا معاملہ ہے تو اللہ تعالیٰ واضح طور سے فرماتا ہے کہ:

وَ أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. اور سر بلند تم ہی رہو گے بشرطیکہ تم مومن رہو۔ (آل عمران: ۱۳۹)

بالآخر وہ مرحلہ آیا کہ اسلام کا نظام اخلاق سر بلند ہونے کو آیا، اسلام کا غلبہ اور مسلمانوں کی فتح و کامیابی واضح طور سے نظر آنے لگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مرحلہ میں فرمایا:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا

بے شک ہم نے تم کو ایک کھلی ہوئی فتح عطا فرمائی کہ اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخش دے، تم پر اپنی نعمت تمام کر دے، تمہارے لئے ایک بالکل سیدھی راہ کھول دے اور

Marfat.com

عَزِیۡزًا۔	تمہیں ایک نا قابل شکست نصرت سے نواز ے۔
(الفتح: ۱۔۳)	

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی کارگزاری پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے آپ ﷺ کو یہ تسلی بھی دی کہ تم اپنا کام کرتے رہو، گھبراؤ نہیں، ہم تمہاری عبادتوں اور ریاضتوں کو دیکھ رہے ہیں اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ تمہیں تمہاری محنت و کاوش کا مناسب صلہ نہ ملے۔ فرمایا:

وَ تَوَکَّلۡ عَلَی الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ الَّذِیۡ یَرٰکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ۔	اس خدائے عزیز ورحیم پر بھروسہ رکھو جو تمہیں دیکھتا ہے اس وقت جب تم کھڑے ہوتے ہو اور جس وقت تمہاری آمد و شد ہوتی ہے سجدہ کرنے والوں میں۔
(الشعراء: ۲۱۷۔۲۱۹)	

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اخلاقی برتری کی تائید میں یہ بھی فرمایا کہ اے مکہ والو! یہ رسول واقعی ہمارا برگزیدہ ہے جسے ہم نے نبوت و رسالت کے لئے منتخب کیا ہے وہ جو دعوت دے رہا ہے بالکل حق ہے اور وہ تمہارے سامنے وہی تعلیمات پیش کر رہا ہے جس کی وحی ہم نے اس کی طرف کی ہے وہ تمہیں کوئی ہدایت اپنے جی سے نہیں دے رہا ہے اور نہ وہ کوئی لیا ٹیا ہے۔ فرمایا:

مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَ مَا غَوٰی وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی ۔	اور تمہارا ساتھی نہ بھولا ہے اور نہ بھٹکا اور نہ وہ اپنے جی ہی سے کچھ کہہ رہا ہے۔
(النجم: ۲۔۳)	

قرآن نے یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ اصل مصیبت یہ ہے کہ یہ منکرین اپنی عقلوں کا استعمال بالکل نہیں کر رہے ہیں بلکہ محض پروپیگنڈہ پر کان دھر رہے ہیں، ان

Marfat.com

کے اعیان واکابر انہیں جو بجھاؤ دیتے ہیں آنکھ بند کر کے وہ وہی مانتے اور اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی! تم ان سے کہو کہ سنجیدگی کے ساتھ غور کرو، تنہائی میں بیٹھو، رسول کی زندگی کا مطالعہ کرو، اور قرآنی تعلیمات پر غور کرو تو خود تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ میں کوئی ڈھونگی نہیں ہوں اور نہ قرآن کوئی انسانی تخلیق ہے۔ فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ. (سبا: ۴۶)	اے نبی! کہہ دو کہ میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لئے دو دو آدمی کھڑے ہو یا اکیلے اکیلے پھر غور کرو تو تمہاری سمجھ میں آئے گا کہ تمہارے ساتھی کو کوئی جنون نہیں ہے۔ وہ تو محض تم کو آنے والے عذاب سے آگاہ کر رہا ہے۔

اس رسول کا ایک امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ ریشم کی طرح نرم اور فولاد کی طرح سخت ہے، وہ پھول بھی ہے اور تلوار بھی، اس میں درشتی بھی ہے اور نرمی بھی، اللہ کے آگے جھکنے والوں کے لئے تو اس کے بازو جھکے ہوئے ہیں لیکن اللہ کے مقابلہ میں سینہ تاننے والوں کے لئے وہ انتہائی سخت گیر ہے۔ قرآن کہتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ. (الفتح: ۲۹)	محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھی کفار پر بہت سخت اور باہم انتہائی رحم دل ہیں۔

نبی برحق کا حال یہ ہے کہ اگر ایک طرف بیویوں کی دلجوئی کی خاطر نہ صرف جائز

Marfat.com

بلکہ اپنی انتہائی مرغوب شے کے استعمال سے یکسر گریز کا اعلان فرماتے ہیں تو دوسری طرف اپنی بیویوں سے کہتے ہیں کہ:

اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَ أُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا. (الأحزاب: ۲۸)	اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینتوں کی طالب ہو تو آؤ میں تمہیں دے دلا کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کردوں۔

اس طرح کے اور بھی بہت سارے اخلاق نبوی ہیں جن کا قرآن نے ذکر کیا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا خصوصی فضل وکرم

اللہ تعالیٰ جب کسی کو رسول بنا کر بھیجتا ہے تو اس پر اپنا خصوصی فضل بھی فرماتا ہے۔ شروع ہی سے اس کی حفاظت ونگرانی کرتا ہے، اسے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے، اس کے لئے حالات کو سازگار بناتا ہے، لوگوں کے درمیان اسے وقار واعتبار بخشتا ہے اور اسے اس کے مشن میں کامیابی عطا فرماتا ہے، قرآن مجید نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے ان تمام پہلوؤں کا ذکر کیا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک بڑا حصہ اس قوم کے درمیان گزرا جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ورسالت کا فریضہ انجام دینا تھا اور یہ حصہ تقریباً چالیس سال پر محیط ہے۔ اس پورے عرصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم کا مکمل اعتبار حاصل تھا، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو تسلیم کرتے تھے، مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت سب سے اچھے انسان کی حیثیت سے تھی، خود انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق وامین کا خطاب دے رکھا تھا لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کا اعلان کیا اور اللہ کے پیغام کو ان تک پہنچانا شروع کیا تو چونکہ اس کی وجہ سے ان کے خود ساختہ معاشرتی اصول ٹوٹ رہے تھے، ان کا استحصالی معاشی نظام متاثر ہو رہا تھا اور ان کے ذاتی اور خود غرضانہ مفادات کو زک پہنچ رہی تھی اس لئے انہوں

Marfat.com

نے آپ ﷺ کی مخالفت شروع کردی، اب وہی منصف ان کو ظالم، صادق کاذب اور امین بددیانت نظر آنے لگا۔ اس طرح انہوں نے آپ ﷺ کے گرد گھیرا اس قدر تنگ کردیا کہ آپ ﷺ کی زندگی اجیرن ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اے نبی! اس وقت تم کو جس عسر، فقر اور تنگی کا سامنا ہے وہ محض تم کو تپا کر کندن بنانے کے لئے ہے۔ اور تمہارے مخالفین کو جو یسر، فراخی اور غنی میسر ہے وہ ان کے امتحان اور اتمام حجت کے لئے ہے ورنہ جہاں تک ہمارے فضل کا معاملہ ہے تو وہ تمہیں ان سے زیادہ اب بھی حاصل ہے اور آئندہ مزید حاصل ہوگا۔ اس لئے تم اطمینان رکھو اور اپنا مشن جاری رکھو۔ فرمایا:

وَالضُّحیٰ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجیٰ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلیٰ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلیٰ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضیٰ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰویٰ وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَھَدیٰ وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَاَغْنیٰ۔
(الضحیٰ: ۱۔۸)

شاہد ہے وقت چاشت اور شاہد ہے رات جب وہ پرسکون ہوجاتی ہے کہ تمہارے پروردگار نے نہ تمہیں چھوڑا ہے اور نہ تم سے بیزار ہوا ہے اور بعد کا دور تمہارے لئے پہلے دور سے بہتر ہوگا اور تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم نہال ہو جاؤ گے۔ کیا اس نے تمہیں یتیم نہیں پایا تو ٹھکانا دیا اور جویائے راہ پایا تو رہنمائی فراہم کی اور محتاج پایا تو غنی کیا۔

پھر جب اللہ کے فضل و کرم سے حالات سازگار اور پہلے کے مقابلہ میں بہتر ہوئے اور اسلام کا چرچا ہر طرف عام ہوا تو اس نے اپنے فضل کا ذکر ان لفظوں میں کیا:

Marfat.com

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا. (ألم نشرح: ١۔٦)

کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا اور تمہارے اوپر سے تمہارا وہ بوجھ اتار نہیں دیا جو تمہاری پیٹھ کو توڑے دے رہا تھا اور کیا تمہارا آوازہ بلند نہیں کیا؟ دیکھو تمہیں اس کا یقین رکھنا چاہئے کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے ہاں بالکل ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

پھر اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھ کر معاندین اسلام کی معاندت میں جب اضافہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی! تمہارا خاصا وقت انہیں سمجھانے میں گزرا اور تم نے ہر پہلو سے انہیں راہ راست پر لانے کی تدبیریں کیں پھر بھی جو لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں اب انہیں بتا دو کہ ان کی تباہی کا وقت قریب آ لگا ہے تم ان کی ریشہ دوانیوں اور ژاژ خائیوں سے مطلق پریشان نہ ہونا یہ جتنی تنگ و دو کرنا چاہیں کر لیں لیکن تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے اور نہ اپنے آپ کو ہماری گرفت ہی سے بچا سکتے ہیں۔ فرمایا:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا (الطور: ۴۸)

اور تم صبر کے ساتھ اپنے رب کے فیصلہ کا انتظار کرو۔ بے شک تم ہماری نگاہوں میں ہو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ. (الأعلىٰ: ۸)

اور ہم عنقریب تمہیں آسان راہ پر لے چلیں گے۔

نبی کریم ﷺ کی دنیا میں سب سے بڑی کامیابی یہ ہو سکتی تھی کہ آپ ﷺ کا لایا ہوا پیغام ساری دنیا میں عام ہو جائے اور ایک ایسا انسانی سماج تشکیل پا جائے جو دوسروں کے لئے نمونہ بن سکے۔ اس طرح کی کامیابی کے لئے دو چیزوں کی ضرورت تھی:

Marfat.com

۱۔فکر اسلامی کی مقبولیت۔

۲۔خانہ کعبہ پر غلبہ جو اس وقت تمام مذاہب کا مرکز عقیدت تھا۔

اللہ تعالیٰ نے پہلی چیز پر تیقن کے لئے یہ بشارت نازل فرمائی:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا. (النصر)	جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح مل جائے اور تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں تو تم اپنے رب کی حمد کے ترانے گاؤ اور اس سے استغفار کرو، وہ یقیناً بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اور دوسری چیز کی بشارت کے لئے یہ سورہ نازل فرمائی:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ. (الکوثر)	یقین رکھو ہم نے تم کو کوثر دے دیا پس تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور اسی کے لئے قربانی کرو۔ بے شک تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔

نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کے اور بھی بے شمار افضال وعنایات ہیں جن کا ذکر قرآن نے کیا ہے ان میں سے ایک بڑا فضل اور احسان یہ ہے کہ اس نے نبی کو لوگوں کے لئے ان کی اپنی ذات سے زیادہ اہمیت اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو پوری امت کی ماؤں کا درجہ دیا۔ فرمایا:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب: ۶)	نبی ﷺ کا حق مومنوں پر ان کی اپنی ذات سے بھی زیادہ ہے اور اس کی بیویوں کی حیثیت ان کی ماؤں کی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے خیر و برکت کی فراوانی اور زندگی کی مشقت کے بعد آسانی کا ذکر کرتے ہوئے جس شہر کی قسم کھائی ہے اس کی عظمت و تقدس کے ثبوت میں اپنے آخری رسول کی وہاں موجودگی کو پیش کیا ہے۔ فرمایا:

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (البلد: ۱۔۲)

نہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں اس سرزمین کی اور اس میں تم فروکش ہو۔

رسول اللہ ﷺ پر اللہ کا ایک فضل و احسان یہ بھی ہے کہ جہاں اس نے تمام اہل ایمان کو زیادہ سے زیادہ چار بیویوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنے کی گنجائش دی ہے وہیں آپ کو اس تحدید سے آزاد رکھا ہے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت سورۂ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی کہ

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ۔ (النساء: ۳)

تو جو عورتیں تمہارے لئے ساز گار ہوں ان میں سے دو دو، تین تین اور چار چار تک تم نکاح کر سکتے ہو۔

اس وقت آپ ﷺ کی چار بیویاں تھیں۔ اس حکم کے آجانے کے بعد جن اہل ایمان کے پاس چار سے زائد بیویاں تھیں انہوں نے ان زائد بیویوں کو طلاق دے دی۔ چونکہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس اس وقت صرف چار ہی بیویاں تھیں اس لئے اس حکم کے مطابق کسی کو طلاق دینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینبؓ بنت خزیمہ پہلے ہی انتقال کر چکی تھیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی زوجیت میں حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت سودہؓ اور حضرت ام سلمہؓ تھیں، لیکن جب اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم و اجازت سے پانچویں عورت حضرت زینبؓ بنت جحش کو اپنی زوجیت میں داخل کیا تو منافقین نے اس پر اعتراض جتایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فضل کا ذکر یوں فرمایا کہ رسول اس تعداد کا پابند نہیں ہے بلکہ اس کو اللہ کی طرف

Marfat.com

سے خصوصی رعایت حاصل ہے واضح رہے کہ رسول ﷺ کو جہاں بہت ساری خصوصی رعایتیں ملی ہوئی تھیں وہیں اس کی ذمہ داریاں بھی دیگر افراد امت سے بڑھی ہوئی تھیں۔

اس خصوصی رعایت کا ذکر قرآن میں ان لفظوں میں بیان ہوا ہے:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (الاحزاب: ۵۰)	اے نبی! بیشک ہم نے تمہاری ان بیویوں کو تمہارے لئے جائز کیا ہے جن کے مہر تم دے چکے ہو اور تمہاری ان مملوکات کو بھی تمہارے لئے حلال کیا جو اللہ نے تم کو بطور غنیمت عطا فرمائیں اور تمہارے چچا کی بیٹیوں، اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیوں، اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیوں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیوں میں سے بھی ان کو حلال ٹھہرایا جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور اس مومنہ کو بھی جو اپنے آپ کو نبی کے لئے ہبہ کر دے بشرطیکہ نبی اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لئے ہے مسلمانوں سے الگ۔ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے

جو کچھ ہم نے ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے باب میں ان پر فرض کیا ہے تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ غفور رحیم ہے۔ (ترجمہ)

نبی کریم ﷺ نے اس خصوصی اجازت سے مناسب فائدہ اٹھا کر مزید کچھ نکاح

Marfat.com

کئے۔ایک نکاح اپنی پھوپھی کی بیٹی زینبؓ بنت جحش سے ۵ھ میں کیا جو دور جاہلیت کے ایک غلط عقیدہ کے خاتمہ کے لئے بھی ضروری تھا اور آنمحترمہ کی دل جوئی کے لئے بھی ناگزیر تھا۔دوسرا نکاح اپنے چچا ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہؓ سے ۷ھ میں کیا جنہوں نے قریش کے مظالم سے تنگ آ کر اپنے شوہر عبیداللہ کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی جہاں پہنچ کر ان کے شوہر نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا لیکن ان کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہیں ہوئی۔ان کی اس قربانی کا صلہ اللہ کے رسولؐ نے یہ دیا کہ خود ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت جویریہؓ غزوۂ بنی مصطلق اور حضرت صفیہؓ غزوۂ خیبر میں بطور مال فے حصہ میں آئیں لیکن ان کی خاندانی وجاہت کا تقاضا تھا کہ انہیں باندی نہ رکھا جائے اس لئے آپ ﷺ نے انہیں اپنے حبالہ عقد میں لے لیا۔

حضرت میمونہؓ نے اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کے لئے ہبہ بھی کر دیا تھا، اور آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کی سفارش بھی تھی کہ ان کو اپنی زوجیت میں لے لیں۔ اس لئے آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت سوداءؓ صرف یہ چاہتی تھیں کہ انہیں زوجۂ نبی ہونے کا شرف حاصل ہو جائے اور کچھ نہیں چاہئے اس لئے آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔

یہ سارے نکاح انہی سلسلوں سے تعلق رکھتے تھے جن میں نکاح کی آپ ﷺ کو خصوصی اجازت و رعایت ملی ہوئی تھی۔صرف ماریہ قبطیہؓ کو آپ ﷺ نے باندی کی حیثیت سے رکھا اور وہ بھی اس لئے کہ دنیا جان لے کہ باندیوں کے ساتھ کیسا سلوک مطلوب ہے؟

☆☆☆

Marfat.com

اللہ کی طرف سے رسول ﷺ کی حفاظت وصیانت کی ضمانت

لوگ حضرت محمد ﷺ کی ذاتی شرافت، اخلاق کی عظمت اور کردار کی بلندی کے معترف تو شروع ہی سے رہے ہیں لیکن جب آپ ﷺ نے اپنی نبوت ورسالت کا اعلان فرمایا تو بوجوہ مخالفتوں کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ اپنوں نے بھی آپ ﷺ کے خلاف ایکا کیا اور پرایوں نے بھی بہت کے محاذ کھول دیے۔ چنانچہ جب آنحضرت ﷺ نے عام انسانوں کو اپنا مخاطب بنایا اور انہیں ایمان کی دعوت دی تو یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سے ایمان لائے ہوئے ہیں اب کون سا ایمان لانا ہے؟ کیا آنجناب یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی قیادت وسیادت تسلیم کر کے اپنا دین وایمان بدل دیں۔ سو یہ تو ہونے سے رہا۔ یوں انہوں نے آپ ﷺ پر ایمان لانے کے بجائے آپ ﷺ کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر لیا جس میں تمام مخالفین اسلام شامل ہو گئے۔ یہ صورت حال کسی بھی نئی جماعت اور اس کے قائد کے لئے انتہائی تشویشناک ہوتی ہے۔ اس لئے فطری طور سے آپ ﷺ کو بڑی تشویش ہوئی کہ کہیں یہ سیلاب شر اشاعت اسلام کی کاوشوں کو بہا نہ لے جائے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی کی خاطر فرمایا کہ اگر یہ اسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح تم اور تمہارے صحابہ ایمان لائے ہیں تب تو ان کا ایمان معتبر ہو گا ورنہ نہیں۔ یہ مومن نہیں بلکہ گمراہ ہیں۔ اور گمراہ لوگ چاہے جتنا بڑا

Marfat.com

محاذ قائم کرلیں انہیں کامیابی نہیں مل سکتی۔ کیوں کہ رسول کی حفاظت اور اس کے مشن کی تکمیل کی ذمہ داری اللہ نے اپنے سر لے لی ہے۔ ارشاد ہوا:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.
(البقرۃ:۱۳۷)

پس اگر وہ اس طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تب تو وہ راہ یاب ہوئے اور اگر وہ اعراض کریں گے تو پھر تو وہ درپئے مخالفت ہیں بایں صورت ان کے مقابل میں اللہ تمہارے لئے کافی ہوگا اور وہ سننے والا و جاننے والا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی مدنی زندگی میں بہت سے لوگوں نے سیاسی مصلحت کے تحت اسلام تو قبول کرلیا تھا لیکن وہ اسلام کی مخالفت اور مسلمانوں کی ضرر رسانی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں ہونے دیتے تھے۔ انہوں نے بڑی کوشش کی کہ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ اس نے اسلام، رسول اور اہل ایمان سب کی حفاظت کی۔ ان کی اسی طرح کی ایک کوشش کی ناکامی کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا
(التوبۃ:۷۴)

اور انہوں نے وہ چاہا جو وہ نہ پا سکے۔

اسی طرح کفار و مشرکین نے بھی آنحضرت ﷺ کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ جب آپ ﷺ انہیں دنیا و آخرت کے عذاب سے ڈراتے تو نہ صرف یہ کہ وہ اپنی رکیک حرکتوں سے باز نہیں آتے بلکہ الٹے دیوتاؤں کی طاقت اور شکتی کا دھونس جما کر آپ ﷺ کی زبان بند کرنے کی کوشش کرتے اور یہ مذاق اڑاتے کہ یہ چند چنے کیا

Marfat.com

بھاڑ پھوڑ لیں گے۔ ان کے اس دھونس اور استہزا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اپنا کام کرتے رہنے کی ہدایت فرمائی اور یہ بھی واضح کیا کہ یہ غیر اللہ کے سہارے جینے والے تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ کیوں کہ تمہاری حفاظت کرنے والے ہم ہیں۔ اور ہمارے مقابلہ میں بڑی سے بڑی طاقت اور بڑی سے بڑی جمعیت بھی نہیں ٹک سکتی۔ ابھی تو وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ پا رہے ہیں لیکن بہت جلد ان کی سمجھ میں سب کچھ آ جائے گا۔ فرمایا:

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ. (الحجر ۹۵۔۹۶)	بے شک ہم تمہاری طرف سے ان مذاق اڑانے والوں سے نمٹنے کے لئے کافی ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک کرتے ہیں سو عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

بالآخر ہوا بھی یہی کہ دھیرے دھیرے اسلام لانے والوں کی تعداد بڑھنے لگی اور مکہ واطراف مکہ سے کفر کا دائرۂ اثر کم ہونے لگا۔ مخالفت کے اس شدید طوفان میں رسول اور دین کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ہی فرمائی۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر کیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا:

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا (الرعد: ۴۱)	کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم سرزمین مکہ کی طرف بڑھ رہے ہیں اس کے اطراف سے اس کو کم کرتے ہوئے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

Marfat.com

وَأُخْرىٰ لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا.
(الفتح: ۲۱)

اور دوسری فتوحات بھی ہیں جن پر تم ابھی قادر نہیں ہو سکے۔ لیکن اللہ نے اس کو اپنے احاطہ میں لے لیا ہے۔

اور ایک تیسری جگہ فرمایا:

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ
(بنی اسرائیل: ۶۰)

اور یاد کرو جب کہ ہم نے تم سے کہا کہ تمہارے رب نے لوگوں کو اپنے احاطے میں لے لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہ سنت رہی کہ اس نے اپنے رسول کی اس کے مخالفین سے حفاظت فرمائی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ کبھی کوئی قوم کسی رسول کی زندگی کا دیا گل کر دینے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کر سکتے تھے کہ اللہ کے رسول پر عرصہ حیات اس قدر تنگ کر دیں کہ وہ ہجرت کرنے پر مجبور ہو جائے اور یہ بھی اسی وقت ہوتا ہے جب وہاں فروغ دعوت دین کے امکانات تقریباً ناپید ہو جائیں اور وہاں کے مقابلہ میں دوسری جگہ امکانات زیادہ روشن ہوں تب کہیں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ وہ وہاں سے ہجرت کر کے فلاں جگہ چلا جائے اور وہاں جا کر وہ اپنا کام کرے۔ اللہ تعالیٰ رسول کو جس جگہ ہجرت کر کے جانے کا حکم دیتا ہے وہاں اولاً کام کے امکانات بھی زیادہ ہوتے ہیں اور ثانیاً رسول کے تحفظ کے مواقع بھی زیادہ ہوتے ہیں اور یہی صورت حال حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بھی پیش آئی۔ کون نہیں جانتا کہ مکہ میں آنحضرت ﷺ کو قتل کر ڈالنے کی تدبیریں کرنے والے آپ ﷺ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ آپ ﷺ ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر مدینہ چلے گئے لیکن اس کے بعد سنت الٰہی کے مطابق خود انہیں بھی مکہ میں اپنے عقیدہ و عمل کے ساتھ رہنے کا زیادہ موقع نہیں مل سکا۔ یا تو وہ مارے گئے، یا گھر بار چھوڑ کر در بدری کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے یا پھر ایمان لا کر اس کے

Marfat.com

مطیع فرمان ہو کر رہے اور جس کی کل تک مخالفت کر رہے تھے آج اس کی وکالت کرنے لگے۔ قرآن کہتا ہے:

وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْکَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلَافَکَ اِلَّا قَلِیْلًا سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ۔

(بنی اسرائیل: ۷۶۔۷۷)

اور بے شک یہ سرزمین (مکہ) سے تمہارے قدم اکھاڑ دینے کے در پے ہیں تاکہ وہ تم کو یہاں سے نکال چھوڑیں اور اگر ایسا ہوا تو تمہارے بعد یہ بھی ٹکنے نہیں پائیں گے مگر تھوڑے دن ہم نے تم سے پہلے اپنے جو رسول بھیجے ہیں ان کے باب میں ہماری سنت کو یاد رکھو تم ہماری سنت میں تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

اللہ کے رسول ﷺ جب لوگوں کو دعوت توحید دیتے تو مشرکین آپ ﷺ کو اپنے دیوتاؤں کے قہر و غضب سے ڈراتے کہ اگر تم نے ان کی مخالفت جاری رکھی تو یہ دیوتا تمہارے لئے ایسی مصیبت پیدا کر دیں گے جن سے نکلنا ممکن نہیں ہو پائے گا جیسا کہ پیچھے بھی گزر چکا ہے۔ ان کی اس تخویف اور دھمکی کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی حفاظت کی یقین دہانی ان لفظوں میں کرائی:

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ وَ یُخَوِّفُوْنَکَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ وَ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ ۔

کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟ اور تم کو ان سے ڈراتے ہیں جن کو انہوں نے اس کے سوا بنا رکھا ہے (یہ گمراہ لوگ ہیں) اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت نہیں

Marfat.com

(الزمر: ٣٦، ٣٧)

دے سکتا اور جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ کیا اللہ غلبہ والا اور انتقام لینے والا نہیں ہے؟

اور جیسا کہ پیچھے بھی گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صریح الفاظ میں اپنے رسول کی حفاظت ونگرانی کی ذمہ داری اپنے سر لے لی ہے۔ فرمایا:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا (الطور: ٤٨)

اور اے نبی! تم اپنے رب کے فیصلہ کا صبر کے ساتھ انتظار کرو تم ہماری نگاہوں میں ہو۔

☆☆☆

Marfat.com

اہل ایمان پر رسول ﷺ کی شفقت و مہربانی

یوں تو رسول قوم کے ہر فرد پر انتہائی شفیق و مہربان ہوتا ہے اور اس کے لئے اپنے بازوئے شفقت اسی طرح پھیلائے رہتا ہے جس طرح پرندہ اپنے بچوں کو اپنے بازو میں چھپائے رہتا ہے لیکن جب قوم رسول کی اس دردمندی کی ناقدری کرتی ہے تو رسول کی ساری توجہ اہل ایمان کی طرف مبذول ہو جاتی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے یہی حکم ملا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب کفار و مشرکین نے رسول رحمت کی شفقت و دردمندی کی ناقدری کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ. (الحجر: ۸۸)

اور ہم نے ان کے مختلف گروہوں کو جن چیزوں سے بہرہ مند کر رکھا ہے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو اور نہ ان کی حالت پر غم کرو اور اپنی شفقت کے بازو اہل ایمان پر جھکائے رکھو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا کہ اے نبی! تمہاری توجہ کے سب سے پہلے مستحق تو تمہارے اہل خاندان ہیں اس لئے پہلے تم ان کی طرف اپنی توجہ مبذول کرو لیکن اگر وہ تمہاری اس

Marfat.com

عنایت خاص کا فائدہ نہیں اٹھاتے تو پھر ان سر پھروں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور ان پر شفقت و مہربانی کرو جو تمہاری اتباع کے لئے آمادہ بیٹھے ہیں اور جن کو یہ متکبرین گھاس نہیں ڈالتے۔ فرمایا:

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۔ (الشعراء: ۲۱۴: ۲۱۵)

اور اپنے خاندان والوں کو ان کے کیے کے انجام سے ڈراؤ اور جن اہل ایمان نے تمہاری پیروی کی ہے ان کے لئے اپنی شفقت کے بازو جھکائے رکھو۔

☆☆☆

Marfat.com

امتیازات وخصائص ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد امتیازات وخصائص ہیں۔ایک امتیاز تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی سلسلۂ نبوت ورسالت کی آخری کڑی ہیں۔اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی اور رسول آنے والا نہیں ہے۔قرآن کہتا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (الأحزاب: ۴۰)	محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے جس سلسلۂ احکام وفرامین کا آغاز آدم علیہ السلام سے کیا تھا اس کی تکمیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگئی۔اب انسانی زندگی سے متعلق کوئی اہم اور بنیادی رہنمائی ایسی نہیں ہے جو باقی رہ گئی ہو۔اب قیامت تک جملہ مسائل حیات میں رہنمائی فراہم کرنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب کافی ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کی تکمیل کے ساتھ ہی اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

Marfat.com

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا. (المائدة: ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے بحیثیت دین اسلام کو پسند کیا۔

یہ امتیاز صرف حضرت محمد ﷺ کا ہے جس میں کوئی دوسرا نبی اور رسول آپ ﷺ کا شریک نہیں ہے۔

آں حضرت ﷺ کا دوسرا امتیاز یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی آمد سے لے کر قیامت تک کے لئے تنہا مطاع ومقتدا ہیں۔ اب کسی بھی انسان کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اطاعت کرے اور آپ ﷺ ہی کے نقش قدم پر چلے۔ آپ ﷺ کی سنت نہ منسوخ ہوگی اور نہ آپ ﷺ کا اسوہ ناقص اور نامکمل ہے۔ قرآن کہتا ہے:

يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ أَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ. (الأنفال: ۲۰)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس سے روگردانی نہ کرو جب کہ تم (اس کی دعوت) سن رہے ہو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (الأحزاب: ۲۱)

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

حضرت محمد ﷺ کا تیسرا امتیاز یہ ہے کہ آپ کو جو کتاب بطور کتاب ہدایت دی گئی ہے وہ ایک عظیم کتاب ہے جس میں تمام اہم اور بنیادی تعلیمات کو اس ترتیب سے بیان کر دیا گیا ہے جس میں مکی اور مدنی دونوں زندگیوں کی پوری جھلک موجود ہے۔ بالفاظ دیگر ان حالات کے لئے بھی واضح رہنمائی ہے جب اہل ایمان زیر دست ہوں اور ان حالات کے لئے بھی ہدایت موجود ہے جب وہ برسر اقتدار ہوں۔ قرآن مجید میں ہر

Marfat.com

بنیادی موضوع کی وضاحت کے لئے دونوں طرح کے حالات کو سامنے رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اسے سات گروپوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ہر گروپ کا ایک مرکزی موضوع ہے اور ہر گروپ میں مکی اور مدنی سورتیں ہیں۔ ان تمام گروپوں کے مضامین میں ایک خاص منطقی اور تدریجی تعلیمی ربط ہے۔ دیکھئے کہ:

پہلا گروپ: سورۃ الفاتحہ تا سورۃ المائدہ ہے۔ جس کا موضوع ہے ''دعوت ایمان''

اس گروپ کی پہلی سورہ کو دیباچہ قرآن کی حیثیت بھی حاصل ہے۔

دوسرا گروپ: سورۃ الاعراف تا سورۃ التوبہ ہے جس کا موضوع ہے ''اسلامی عقائد کی توضیح''

تیسرا گروپ: سورۃ یونس تا سورۃ النور ہے۔ جس کا موضوع ہے ''حق و باطل کی کشمکش اور غلبۂ حق''

چوتھا گروپ: سورۃ الفرقان تا سورۃ الاحزاب ہے۔ جس کا موضوع ہے: ''اثبات رسالت''

پانچواں گروپ: سورۃ سبا تا سورۃ الحجرات ہے۔ جس کا موضوع ہے ''اثبات توحید''

چھٹا گروپ: سورۃ ق تا سورۃ التحریم ہے۔ جس کا موضوع ہے ''اثبات آخرت''

ساتواں گروپ: سورۃ الملک تا سورۃ الناس ہے۔ جس کا موضوع ہے ''انذار''

اس میں آخری دو سورتوں (معوذتین) کی حیثیت تتمۂ کتاب کی ہے جو تعوذ پر مشتمل ہے۔

ان مضامین میں جو تدریجی اور منطقی ربط ہے اب ذرا اس پر نظر ڈال لی جائے۔

بندگان خدا کے سامنے سب سے پہلے ایمان ہی کی دعوت آنی چاہئے کیوں کہ ایمان بنیاد ہے اس اسلام کی جسے اللہ تعالیٰ نے دیگر ادیان کے مقابلہ میں پسند فرمایا ہے۔ اس لئے پہلے گروپ کا موضوع ''دعوت ایمان'' رکھا گیا ہے۔

جب دعوت ایمان لوگوں کے سامنے آجائے گی تو فطری طور سے ذہنوں میں یہ سوال ابھرے گا کہ اسلام جس ایمان کی دعوت دے رہا ہے اس کے خدوخال کیا ہیں؟ اور وہ کن

Marfat.com

بنیادی عقائد پر مشتمل ہے، اسی لئے دوسرے گروپ میں اسلامی عقائد کی توضیح کی گئی ہے۔

جب اسلامی عقائد کی توضیح سامنے آجائے گی تو چونکہ باطل کی اس سے تردید ہو رہی ہو گی اس لئے یہ کیوں کر ممکن ہے کہ باطل اسے ٹھنڈے پیٹ برداشت کر لے۔ اس لئے کشمکش حق و باطل ناگزیر ہے۔ اس کشمکش میں فتح کس کی ہو گی اور شکست کون کھائے گا، اس کی بھی وضاحت ضروری تھی اس لئے تیسرے گروپ کا موضوع یہی رکھا گیا۔

اسلامی عقائد کے جو تین بنیادی ستون ہیں یعنی توحید، رسالت اور آخرت ان کے باب میں قدیم اہل مذاہب کے یہاں بڑا تضاد اور تناقض ہے اس لئے ضرورت تھی کہ ان کے بے آمیز تصور کو لوگوں کے سامنے رکھ دیا جائے اس کے بغیر تکمیل دین ممکن ہی نہیں اس لئے ان موضوعات کے بعد جن کا ذکر اوپر ہوا انہی تینوں بنیادوں کو مستحکم کرنے کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ ان پر خصوصی توجہ دی گئی اور ان کو درمیان میں اس لئے رکھا گیا کہ یہ اپنے آگے اور پیچھے اسی طرح روشنی بکھیریں جیسے بیچ کا چراغ ہر طرف روشنی بکھیرتا ہے۔

ان عقائد کی ترتیب کا تقاضا بظاہر یہ تھا کہ پہلے توحید کا بیان ہو پھر رسالت کا اس کے بعد آخرت کا لیکن چونکہ توحید تک رسائی رسول کی ذات بابرکات کے بغیر ممکن نہیں اس لئے پہلے رسالت ہی کو موضوع بحث بنایا جو چوتھے گروپ کا موضوع ہے۔ پھر توحید کو جو پانچویں گروپ کا موضوع ہے اس کے بعد آخرت کو جو چھٹے گروپ کا موضوع ہے۔

چونکہ ہر سماج میں کچھ ہٹ دھرم اور ڈھیٹ لوگ ہوتے ہیں جو دعوت و تبلیغ میں ترغیب و تشویق کی زبان نہیں سمجھتے تو ایسے لوگوں کے لئے تہدید اور تخویف کی زبان موثر ہوتی ہے اس لئے آخر میں انذار کو موضوع بحث بنایا گیا۔

غور کیجئے کہ ایک کتاب زندگی اور دستور حیات میں اس سے بہتر تدریجی ربط اور کیا ہو سکتا ہے؟ اتنا ہی نہیں بلکہ اگر غور کیا جائے تو صاف محسوس ہو گا کہ اب کوئی ایسا بنیادی موضوع باقی نہیں بچا ہے جس سے حیات انسانی کا راست تعلق ہو۔

Marfat.com

اس تفصیل سے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ قرآن کو اس ترتیب پر رکھنے کی کیا حکمت ہے۔ اسی حقیقت کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

وَلَقَدْ آتَیْنَاکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ.	اور ہم نے تم کو سات مثانی یعنی قرآن عظیم عطا کیا۔

(الحجر:۸۷)

آپ ﷺ کا چوتھا اختصاص یہ ہے کہ اہل ایمان کی پوری جماعت میں آپ ﷺ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ ﷺ پر اللہ کی رحمت تو سایہ فگن ہے ہی، فرشتے بھی آپ ﷺ کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں اور تمام اہل ایمان کو باقاعدہ من جانب اللہ یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہیں۔ قرآن کہتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (الأحزاب:۵۶)	بے شک اللہ نبی پر رحمت نازل کرتا ہے۔ اس کے فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں، اس لئے اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود وسلام بھیجو۔

رسول خاتم کا پانچواں امتیاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معراج کی سعادت عطا فرمائی چنانچہ وہ انہیں راتوں رات خانۂ کعبہ سے مسجد اقصیٰ لے گیا جہاں آپ ﷺ نے تمام نبیوں کی امامت فرمائی پھر وہاں سے آپ ﷺ کو ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی گئی، عرش اعظم تک لے جایا گیا اور آپ ﷺ کو رب کائنات سے براہ راست ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ قرآن کہتا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	بہت ہی باعظمت ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے

Marfat.com

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَ قْصیٰ الَّذِیْ بَارَ کْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ آیَاتِنَا۔ (بنی اسرائیل: ۱)	مسجد اقصیٰ لے گئی جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اسی سفر میں جبریل امین کو دوبارہ ان کی اصلی حالت میں دیکھا جس کا ذکر قرآن نے یوں کیا ہے:

وَلَقَدْ رَآہُ نَزْلَةً أُخْریٰ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهیٰ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاویٰ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَ ةَ مَا یَغْشیٰ مَازَاغَ الْبَصَرُوَمَا طَغیٰ لَقَدْ رَأیٰ مِنْ آیَاتِ رَبِّهِ الْکُبْریٰ۔ (النجم: ۱۳۔۱۸)	اور اس نے ایک بار اور اس کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا جس کے پاس جنۃ الماویٰ ہے۔ جب کہ سدرہ کو چھائے ہوئے تھی وہ چیز جو چھائے ہوئے تھی، نہ اس کی نگاہ کج ہوئی اور نہ بے قابو ہوئی۔ اس نے اس موقع پر اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

رسول رحمت ﷺ کا چھٹا اختصاص یہ ہے کہ جو لوگ اس کی ایذا رسانی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے وہ ان کے لئے بھی سراپا رحمت تھا۔ اگر کسی موقع پر کسی کا احتساب کیا بھی تو محض سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر بدگمانی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ صورت حال کا صحیح اندازہ اور تحقیق کر لینے کے بعد ہی کیا ہے۔ قرآن کا بیان ہے:

وَمِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَ یَقُوْلُوْنَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ هُوَ أُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ۔ (التوبة: ۶۱)	اور انہیں میں وہ لوگ بھی ہیں جو نبی کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو بس کان ہی کان ہیں کہہ دو وہ سراپا گوش تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔

Marfat.com

جناب رسالت مآب ﷺ کا ساتواں اختصاص یہ ہے کہ مخالفین کی تمام تر مخالفتوں، ہرزہ سرائیوں اور ستم رانیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا کام کرتے رہنے کا حوصلہ بخشا اور ہر قدم پر ان کی ایسی مدد فرمائی کہ عام حالات میں اور عام انسانوں کے تعلق سے اس قسم کی مدد کا تصور بھی محال ہوتا ہے۔ قرآن نے اس طرح کے بعض مواقع کا ذکر کیا ہے۔ ایک موقع تو وہ ہے کہ پورا قریش آپ ﷺ کے خون کا پیاسا تھا لیکن آپ ﷺ اللہ کے فضل اور اس کی مدد سے سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ان کے گھیرے سے نکل گئے۔ دوسرا موقع وہ ہے کہ دشمن آپ ﷺ کے تعاقب میں ہیں اور اس جگہ تک پہنچ آتے ہیں جہاں آپ ﷺ اپنے ساتھی حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ روپوش ہیں۔ لوگ تلاش کرتے کرتے روپوشی کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں لیکن ان کی جاسوسی کا نظام فیل ہو جاتا ہے۔ قرآن اس کا ذکر ان لفظوں میں کرتا ہے:

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا.

(التوبۃ: ۴۰)

اگر تم اس کی مدد نہیں کرو گے (تو کوئی پروا نہیں اللہ اس کی مدد کے لئے کافی ہے) اس نے اس کی مدد تو اس وقت فرمائی جب کافروں نے اس کو اس حال میں نکالا کہ وہ صرف دو کا دوسرا تھا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب کہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل فرمائی اور اس کی مدد ایسی فوجوں کے ذریعہ کی جو تمہیں نظر نہ آئیں اور اس نے کافروں کے کلمہ کو نیچا دکھایا اور اللہ کا حکم ہی بلند رہا۔

Marfat.com

حضور اکرام ﷺ کا آٹھواں اختصاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشکل حالات میں کافروں اور مشرکوں کے مقابلہ میں آپ ﷺ کی مدد کے لئے فرشتوں کی فوج بھیجی اور فرشتوں کی اس فوج ظفر موج نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ مل کر جنگ لڑی اور میدان سر کیا۔ میدان جنگ میں آپ ﷺ کے رفقاء کو تو اس مدد کی بالکل خبر نہیں تھی اس لئے وہ صرف اللہ کے بھروسے اور اپنی ایمانی قوت کے بل بوتے پر میدان کارزار میں اتر آئے اور اپنے خوب خوب جوہر دکھائے لیکن رسول ﷺ کو اللہ کے وعدہ نصرت کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ جنگ میں غلبہ اہل ایمان ہی کو ملے گا۔ غزوۂ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو اسی قسم کی مدد ملی تھی جس کے نتیجہ میں تین سو تیرہ اہل ایمان نے اپنی تمام تر بے سروسامانیوں کے باوجود ایک ہزار کی مسلح فوج کو شکست فاش دی اور ان کی کشتوں کے پشتے لگا دیے جس کا ذکر ان آیات میں ہوا ہے:۔

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ	اسی طرح کی بات اس وقت ظاہر ہوئی جب تمہارے رب نے ایک مقصد کے ساتھ تم کو گھر سے نکلنے کا حکم دیا حالانکہ مومنوں کی ایک جماعت کو یہ بات ناگوار تھی وہ تم سے امر حق میں جھگڑ رہے تھے باوجودیکہ حق ان پر اچھی طرح واضح تھا۔ معلوم ہو رہا تھا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں اور وہ اس کو دیکھ رہے ہیں۔ یاد کرو جب کہ اللہ تم سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کر رہا تھا کہ وہ تمہارا

Marfat.com

وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُجْرِمُوْنَ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ
فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ
بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِيْنَ وَمَا
جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ
قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ
اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ
اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّ
لُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَاءً
لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ
رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى
قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ اِذْ
يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلَائِكَةِ اَنِّیْ
مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ
آمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ
الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ
بَنَانٍ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْ
لَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ذٰلِكُمْ
فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكَافِرِيْنَ

لقمہ بنے گا اور تم یہ چاہ رہے تھے
کہ غیر مسلح گروہ تمہارا لقمہ بنے اور اللہ
چاہتا تھا کہ وہ اپنے کلمات سے حق کا
بول بالا کرے اور کافروں کی جڑ کاٹ
دے۔ تاکہ مجرموں کے علی الرغم وہ
حق کو پابرجا اور باطل کو نابود کر دے اور
یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر
رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سنی کہ
میں ایک ہزار فرشتے تمہاری کمک پر
بھیجنے والا ہوں جن کے پرے کے بعد
پرے نمودار ہوں گے اور یہ صرف اس
لئے کیا کہ تمہارے لئے خوش خبری
ہو اور اس سے تمہارے دل مطمئن
ہوں اور مدد تو اللہ کے پاس ہی سے آتی
ہے بے شک اللہ عزیز و حکیم ہے۔ یاد
کرو جب وہ تم کو چین دینے کے لئے
اپنی طرف سے تم پر نیند طاری کر دیتا
ہے اور تم پر آسمان سے پانی برساتا
ہے تاکہ اس سے تم کو پاکیزگی بخشے اور
تم سے شیطان کے وسوسے کو دفع
کرے اور تاکہ اس سے تمہارے دلوں

Marfat.com

عَذَابَ النَّارِ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا
فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ
یَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ
اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ
بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ
وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ
رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَلِیُبْلِیَ
الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا اِنَّ اللّٰهَ
سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ
مُوْهِنُ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ اِنْ
تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ
وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ
تَعُوْدُوْا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِیَ عَنْكُمْ
فِئَتُكُمْ شَیْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰهَ
مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ (الانفال : ۱۹.۵)

کو مضبوط کرے اور قدموں کو جمائے یاد کرو جب کہ تمہارا رب فرشتوں کو وحی کرتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم ایمان والوں کو جمائے رکھو میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا اور مارو ان کی گردنوں پر اور مارو ان کے پور پور پر یہ اس سبب سے ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے کو اٹھے ہیں اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کے مقابلے کو اٹھتے ہیں تو اللہ ان کے لئے سخت پاداش والا ہے سو یہ تو نقد چکھو اور کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب ابھی آگے ہے۔ اے ایمان والو جب تمہارا سامنا کافروں سے میدان جنگ میں ہو اس وقت جو پیٹھ دکھائے گا بجز اس کے کہ جنگ کے لئے پینترا بدلنا چاہتا ہو یا کسی جماعت کی طرف سمٹ رہا ہو تو وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ نہایت ہی برا ٹھکانہ ہے پس تم لوگوں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور جب تم نے ان پر خاک پھینکی تو تم نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی کہ وہ اپنی شانیں دکھائے اور اپنی طرف سے اہل ایمان کے جوہر نمایاں کرے۔ بیشک اللہ سننے والا جاننے

Marfat.com

والا ہے۔ یہ جو کچھ ہوا سامنے ہے اور اللہ کافروں کے سارے داؤ بے کار کر کے رہے گا۔ اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو تمہارے سامنے فیصلہ آ گیا، اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم پھر یہی کرو گے تو ہم بھی یہی کریں گے اور تمہاری جمعیت کام نہ آئے گی خواہ کتنی ہی زیادہ ہو اور بے شک اللہ مومنین کے ساتھ ہے۔ (ترجمہ)

اور اسی طرح کی مدد غزوۂ احزاب کے موقع پر بھی آپ ﷺ کو نصیب ہوئی تھی جس کا تفصیلی ذکر سورۂ احزاب میں موجود ہے۔ اس غزوہ میں یہودیوں اور کافروں کی دس ہزار مشترکہ فوجوں نے مدینہ پر چڑھائی کر دی تھی اس میں مکہ اور اطراف مکہ کے کافروں اور مشرکوں کے علاوہ قبیلہ بنی قینقاع، قبیلہ بنی نضیر اور قبیلہ بنی قریظہ کے یہودی بھی شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ غطفان اور ہوازن کے مسلح فوجی بھی تھے۔ اس لشکر جرار کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت کی کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن اللہ تعالی نے اپنے رسول اور ان کے ساتھیوں کی اسی طرح کی آسمانی فوج سے مدد کی اور حملہ آور ہمت ہار کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ قرآن واقعہ کی صورت یوں بیان کرتا ہے۔

يَاۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا اِذْ جَاءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ

اے ایمان والو! تم اپنے اوپر اللہ کے اس فضل کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئیں تو ہم نے ان پر ایک باد تند بھیجی اور ایسی فوجیں بھی بھیجیں جو تمہیں نظر نہیں آئیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے یاد کرو جب کہ وہ تم پر آ چڑھے تمہارے اوپر کی طرف سے اور تمہارے نیچے کی طرف سے اور جب کہ نگاہیں کج ہو گئیں

Marfat.com

وَزُلۡزِلُوۡا زِلۡزَالًا شَدِيۡدًا وَاِذۡ يَقُوۡلُ
الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ
مَرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اِلَّا
غُرُوۡرًا وَاِذۡ قَالَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡهُمۡ
يٰۤاَهۡلَ يَثۡرِبَ لَا مُقَامَ لَـكُمۡ
فَارۡجِعُوۡا وَيَسۡتَاۡذِنُ فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمُ
النَّبِىَّ يَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ بُيُوۡتَنَا عَوۡرَةٌ
وَمَا هِىَ بِعَوۡرَةٍ اِنۡ يُّرِيۡدُوۡنَ اِلَّا
فِرَارًا وَلَوۡ دُخِلَتۡ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ
اَقۡطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الۡفِتۡنَةَ
لَاٰتَوۡهَا وَمَا تَلَبَّثُوۡا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيۡرًا
وَلَقَدۡ كَانُوۡا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنۡ قَبۡلُ
لَا يُوَلُّوۡنَ الۡاَدۡبَارَ وَكَانَ عَهۡدُ
اللّٰهِ مَسۡـُٔوۡلًا قُلۡ لَّنۡ يَّنۡفَعَكُمُ
الۡفِرَارُ اِنۡ فَرَرۡتُمۡ مِّنَ الۡمَوۡتِ اَوِ
الۡقَتۡلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا
قُلۡ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَعۡصِمُكُمۡ مِّنَ
اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَ بِكُمۡ سُوۡٓءًا اَوۡ اَرَادَ
بِكُمۡ رَحۡمَةً وَلَا يَجِدُوۡنَ لَهُمۡ مِّنۡ
دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا قَدۡ يَعۡلَمُ
اللّٰهُ الۡمُعَوِّقِيۡنَ مِنۡكُمۡ وَالۡقَآئِلِيۡنَ

اور کلیجے منھ کو آنے لگے اور تم اللہ کے
بارے میں طرح طرح کے گمان
کرنے لگے اس وقت اہل ایمان
امتحان میں ڈالے گئے اور ہلا کر رکھ
دئے گئے۔اور یاد کرو جب کہ منافقین
اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ
ہے کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول
نے جو وعدے کئے تھے وہ محض فریب
نکلے اور جب کہ ان میں سے ایک
گروہ نے کہا اے یثرب والو!
تمہارے لئے ٹکنے کا کوئی مقام نہیں
ہے۔تو تم لوگ لوٹ جاؤ اور ان میں
سے ایک گروہ نبی سے اجازت
کا طلب گار تھا اور کہتا تھا کہ ہمارے گھر
غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں
تھے بس یہ لوگ بھاگنا چاہتے تھے اور
اگر ان کے اطراف سے ان پر حملہ ہو
جاتا پھر ان سے ارتداد کا مطالبہ کیا جاتا
تو وہ اس پر راضی ہو جاتے اور ان میں
سے بہت کم ہی اس پر توقف
کرتے۔حالانکہ اس سے پہلے انہوں

Marfat.com

لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَأْتُوْنَ الْبَأْسَ اِلَّا قَلِيْلًا اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِىْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا وَاِنْ يَّأْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْبَآئِكُمْ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْا اِلَّا قَلِيْلًا ۔

(الاحزاب: ۹۔ ۲۰)

نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ پیٹھ نہیں دکھائیں گے، اور اللہ سے کئے ہوئے عہد کی پرسش ہونی ہے۔ کہہ دو کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگو گے تو یہ بھاگنا تمہارے کام نہ آئے گا تم کو دنیا سے کم ہی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے گا پوچھو کون ہے جو تم کو اللہ سے بچا سکے گا اگر وہ تم کو کوئی گزند پہنچانا چاہے یا کون ہے جو اس کی رحمت کو روک سکے اگر وہ تم پر رحمت نازل کرنا چاہے، اور وہ اپنے لئے اللہ کے مقابل میں نہ کوئی کارساز پائیں گے اور نہ مددگار، اللہ تم میں سے ان لوگوں سے اچھی طرح واقف ہے جو روکنے والے اور اپنے بھائیوں سے کہنے والے رہے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ اور وہ جنگ میں بہت کم حصہ لیتے رہے ہیں تم سے جان چراتے ہوئے چنانچہ اگر خطرہ پیش آجاتا تو تم ان کو دیکھتے کہ وہ تمہاری طرف اس طرح تاک رہے ہیں کہ ان کی آنکھیں اس شخص کی طرح گردش کر رہی ہیں جس پر سکرات موت کی حالت طاری ہو پھر جب خطرہ دور ہو جاتا تو وہ مال کی طمع میں تم سے خوب باتیں کرتے، یہ لوگ ایمان نہیں لائے اس لئے اللہ نے ان کے اعمال رائیگاں کر دئے اور یہ اللہ کے لئے نہایت آسان ہے یہ لوگ گمان کر

Marfat.com

رہے ہیں کہ دشمن کی جماعتیں ابھی گئی نہیں ہیں اور اگر وہ جماعتیں پھر آجائیں تو ان کی تمنا یہ ہوگی کہ وہ دیہاتیوں کے ساتھ دیہات میں رہیں اور وہیں سے تمہارے بارے میں حالات کا پتہ لگاتے رہیں اور اگر یہ تمہارے ساتھ ہوتے بھی تو جنگ میں برائے نام ہی حصہ لیتے۔ (ترجمہ)

حضور اکرم ﷺ کا نواں اختصاص یہ ہے کہ مال فے یا مال غنیمت دنیا کے کسی بھی گوشہ سے حاصل ہو اس میں ایک حصہ لازماً اللہ کے رسول کا ہوگا خواہ اس نے بالفعل جنگ کی ہو یا نہ کی ہو۔ قرآن کہتا ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ.
(الانفال: ۱)

وہ تم سے اموال غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دو کہ اموال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔

اور آگے فرمایا:

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ.
(الانفال: ۴۱)

اور جان لو کہ جو مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ، اس کے رسول، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

جو مال فے اللہ نے بستیوں والوں سے لے کر اپنے رسول کو دیا ہے وہ اللہ، اس کے رسول، قرابت

Marfat.com

اَلْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ.	داروں، تیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ (الحشر:۷)

آنحضرت ﷺ کا دسواں اختصاص یہ ہے کہ جب بھی آپ ﷺ اہل ایمان کو کسی میٹنگ کے لئے طلب کریں تو جن جن لوگوں کو طلب فرمائیں ان کے لئے ان میں شرکت واجب ہے، خواہ ان کے سامنے کیسا ہی عذر ہو الا آں کہ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں اپنا عذر پیش کریں اور آپ ﷺ ان کے عذر کو معقول قرار دے کر انھیں رخصت دے دیں۔

اسی طرح جب لوگ آپ ﷺ کی طلب پر میٹنگ میں آجائیں تو آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر میٹنگ چھوڑ کر نہیں جا سکتے خواہ کتنی ہی ہنگامی صورت حال کیوں نہ پیش آجائے اور اگر کوئی ہنگامی صورت حال پیش آجائے تو ان کے لئے ضروری ہے کہ باقاعدہ اللہ کے رسول ﷺ سے اجازت لیں۔ اگر بارگاہ نبوی ﷺ سے جانے کی اجازت مل جائے تو جائیں ورنہ رکے رہیں اور اطاعت رسول کو یقینی بنانے کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار رہیں۔ اگر اجازت نہیں ملتی تو ناگواری کا اظہار کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن کہتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ	مومن تو بس وہی ہیں جو اللہ اور
آمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا	رسول پر سچے دل سے ایمان لائے اور
کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ	جب وہ کسی اجتماعی معاملہ کے لئے
یَذْهَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِیْنَ	رسول کے پاس ہوں تو اس وقت تک
یَسْتَاْذِنُوْنَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ	وہاں سے نہیں ہٹ سکتے جب تک
یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَاِذَا	اس سے اجازت نہ لے لیں۔ بے
اسْتَاْذَنُوْکَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ	شک جو لوگ تم سے اجازت لے کر

Marfat.com

لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ۔
(النور: ٦٢)

جاتے ہیں وہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والے ہیں پس وہ جب اپنی کسی ضرورت سے تم سے اجازت مانگیں تو تم ان میں سے جس کو چاہو اجازت دے دو۔

آگے سخت تنبیہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔
(النور: ٦٣)

تم رسول کے بلانے کو اس طرح کا بلانا نہ سمجھو جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ اللہ تم میں سے ان لوگوں سے اچھی طرح باخبر ہے جو ایک دوسرے کی آڑ لے کر کھسک جایا کرتے ہیں تو جو لوگ اس کے حکم سے سرتابی کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ان کو کوئی فتنہ لاحق ہو جائے یا ان کو کوئی دردناک عذاب آپہنچے۔

رسول اکرم ﷺ کا گیارہواں اختصاص یہ ہے محض آپ ﷺ کی نسبت کی وجہ سے آپ ﷺ کی بیویوں کا مرتبہ و مقام دیگر خواتین کے مقابلہ میں بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ازواج مطہرات کو کچھ ہدیات دیتے ہوئے فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔ (الأحزاب: ۳۲)

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

Marfat.com

آپ ﷺ کا بارھواں اختصاص یہ ہے کہ آپ ﷺ کو بیک وقت چار سے زائد عورتیں اپنی زوجیت میں رکھنے کی اجازت تھی اور یہ اجازت متعدد دینی مصالح کے پیش نظر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الّٰتِيٓ اٰتَيْتَ أُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمّٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.

(الأحزاب: ۵۰)

اے نبی! ہم نے تمہارے لئے تمہاری ان بیویوں کو حلال کر رکھا ہے جن کے مہر تم دے چکے ہو اور تمہاری ان مملوکات کو بھی تمہارے لئے حلال کیا ہے جو اللہ نے تم کو بطور مال غنیمت عطا فرمائیں اور تمہارے چچا کی بیٹیوں، اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیوں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیوں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیوں میں سے بھی ان کو حلال ٹھرایا ہے جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے اور اس مومنہ کو بھی جو اپنے آپ کو نبی کے لئے ہبہ کر دے بشرطیکہ وہ اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لئے ہے عام مسلمانوں سے الگ، ہم کو اچھی طرح معلوم ہے جو کچھ ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے باب میں فرض کیا ہے تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ غفور رحیم ہے۔

رسول خاتم ﷺ کا تیرھواں اختصاص یہ ہے کہ چونکہ آپ ﷺ کی ازواج

Marfat.com

مطہرات کی حیثیت امت کی ماؤں کی ہے اس لئے کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ نبی کی بیوی کو اپنے حبالۂ عقد میں لانے کی جرأت کرے فرمایا:

وَلا أن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا. (الأحزاب: ۵۳)

اور یہ جائز نہیں کہ تم اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔

آپ ﷺ کا چودھواں اختصاص یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذہنی یا جسمانی کسی قسم کی بھی اذیت کو قطعی ممنوع اور حرام قرار دیا گیا ہے اور جو آپ ﷺ کو کسی قسم کی اذیت دے اسے دنیا اور آخرت دونوں میں ملعون گردانا گیا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. (الاحزاب: ۵۷)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کر دی ہے۔

آپ ﷺ کا پندرہواں اختصاص یہ ہے کہ آپ ﷺ کو جس مشن پر اللہ تعالیٰ نے مامور فرمایا ہے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ضمانت بھی فراہم کر دی ہے۔ فرمایا:

هُوَ الَّذِىْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا. (الفتح: ۲۸)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اس کو سارے ادیان پر غالب کر دے (اور یہ دین ایک دن تمام ادیان پر غالب آ کے رہے گا) اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

آپ ﷺ کا سولہواں اختصاص یہ ہے کہ آپ ﷺ اہل ایمان پر ریشم کی طرح نرم اور کافروں پر فولاد کی طرح سخت تھے اور اپنے متعلقین اور متوسلین کے لئے بھی یہی

Marfat.com

رویہ درست سمجھتے تھے چنانچہ آپ ﷺ کے فیض صحبت سے مستفیض صحابہ کرام اس باب میں آپ ﷺ کے پرتو جمال تھے۔ قرآن کہتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ	محمد رسول اللہ اور آپ ﷺ
وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ	کے ساتھی کافروں پر سخت اور باہم دگر
رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔ (الفتح: ۲۹)	رحم دل ہیں۔

آپ ﷺ کا سترہواں اختصاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی اپنی ہی طرح محترم ٹھہرایا ہے چنانچہ کسی شخص کو بھی آگے بڑھ کر آپ ﷺ کو مشورہ دینے اور آپ ﷺ پر اپنی ذہانت کا دھونس جمانے کی اجازت نہیں دی ہے۔ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا	اے ایمان لانے والو! تم اللہ اور
تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	اس کے رسول کے سامنے اپنی رائے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔	مقدم نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بے شک
(الحجرات: ۱)	اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اسی طرح امت کو اس بات کی بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ نبی کی آواز پر اپنی آواز اونچی کرے اور انہیں اس طرح بے تکلف مخاطب کرے جس طرح وہ ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں ارشاد ہوا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا	اے ایمان لانے والو! تم اپنی
تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ	آواز نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ اس
النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ	کو اس طرح آواز دے کر پکارو جس
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ	طرح ایک دوسرے کو آپس میں پکار
اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔	تے ہو مبادا کہ تمہارے اعمال ڈھے
(الحجرات: ۲)	جائیں اور تم کو احساس تک نہ ہو۔

Marfat.com

اسی طرح رسول پر اپنی رائے تھوپنے اور اسے اپنے حق میں ہموار کرنے کی کوشش کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے کیوں کہ رسول رسول ہوتا ہے کوئی جانب دار فریق نہیں ہوتا ارشاد ہوا:

وَاعْلَمُوْا أَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ. (الحجرات:۷)	اور اچھی طرح جان لو کہ تمہارے اندر اللہ کا رسول ہے اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لیا کرے تو تم خود ہی مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔

اور آپ ﷺ کا اٹھارہواں اختصاص یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے لئے ازدواجی تعلقات میں رسول کے منصب رسالت کا پاس ولحاظ ضروری قرار دیا گیا ہے چنانچہ انہیں رسول پر دباؤ ڈالنے اور اس کے اعتماد کو عام ازدواجی زندگی کے پیمانہ پر ناپنے کی اجازت نہیں ہے چنانچہ ایک موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک بیوی کو ایک راز کی بات بتائی اور یہ ہدایت فرما دی کہ دیکھو یہ راز کی بات ہے کسی کو بتانا مت لیکن انہوں نے محض اعتماد و محبت میں آپ ﷺ کی ایک دوسری بیوی پر اس راز کو منکشف کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آپ کی ازواج کو جو ہدایات دی ہیں ان سے آپ ﷺ کے اس اختصاص کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ قرآن نے اسے اس طرح بیان کیا ہے:

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهٖ وَأَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ أَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهٖ	اور یاد کرو جب کہ نبی نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی تو جب انہوں نے اس کی خبر دوسری بیوی کو دے دی اور اللہ نے اس سے پیغمبر کو

Marfat.com

قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ اِنْ تَتُوْبَا اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا وَ اِنْ تَظٰھَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمَلٰئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْکَارًا۔

(التحریم: ۳۔۵)

آگاہ کردیا تو پیغمبر نے کچھ بات بتائی اور کچھ سے اعراض کیا چنانچہ جب پیغمبر نے بیوی کو اس کی خبر دی تو وہ بولیں کہ آپ کو کس نے اس کی خبر دی؟ پیغمبر نے کہا مجھے خدائے علیم وخبیر نے خبر دی ہے اگر تم دونوں اللہ کی طرف رجوع کرو تو یہی تمہارے لئے زیبا ہے کیوں کہ تمہارے دل تو پہلے ہی سے اللہ کی طرف مائل ہیں اور اگر تم اس کے خلاف ایکا کروگی تو اس کا حامی اللہ ہے اور جبریل اور تمام نیکوکار مسلمان اور فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ تم کو طلاق دے دے اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کا پروردگار تمہارے بدلے میں تم سے بہتر بیویاں اس کو دے دے گا جو اطاعت شعار، مومنہ، فرماں بردار، توبہ کرنے والیاں اور عبادت گزار ہوں گی ریاض کرنے والیاں، شوہر آشنا اور کنواریاں ہوں گی۔ (ترجمہ)

یہ سب آنحضرت ﷺ کے وہ اختصاصات وامتیازات ہیں جن کا ذکر باقاعدہ قرآن مجید نے کیا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والوں کا انجام

رسول جو فریضۂ دعوت انجام دیتا ہے اس پر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتا ہے اس لئے اسے زک پہنچانے کی کوشش کرنا، تنگ کرنا اور اذیت دینا گویا اللہ کی قدرت کو چیلنج کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ جو اللہ کی قدرت کو چیلنج کرے گا اسے ہزیمت سے دوچار ہونا اور اپنے کیفر کردار کو پہنچنا ہی ہے۔ عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کیفر کردار کو پہنچنے کی شکلیں کئی ایک ہوئی ہیں۔

ایک شکل تو وہ ہے جو یہود بنی نضیر کو پیش آئی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگرچہ صلح و امن کا معاہدہ کر رکھا تھا لیکن بدر کے چھٹے مہینے معاہدہ کے خلاف انہوں نے اسلام کے دشمنوں سے سازباز بھی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی ایک ناکام سازش بھی، ان کے اس جرم کی پاداش میں انہیں سزا یہ ملی کہ مدینہ بدر ہونا پڑا اور جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہونا پڑا جس کا ذکر قرآن نے یوں کیا ہے۔

وَلَوْ لَآ أَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ	اور اگر اللہ نے ان کے لئے جلاوطنی نہ مقدر کر رکھی ہوتی تو ان کو دنیا میں بھی عذاب دیتا اور ان کے لئے آخرت میں تو دوزخ کا عذاب ہے ہی ایسا اس لئے ہوا کہ انہوں نے اللہ اور

Marfat.com

فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ. (الحشر: ۳.۴)	اس کے رسول کو تنگ کرنے کی کوشش کی اور جو اللہ کو تنگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ جان لیں کہ اللہ سخت پاداش والا ہے۔

اس کی دوسری شکل یہ ہوئی کہ ایسے مجرموں کو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے برسر پیکار کرا دیا اور ان کے دلوں پر اہل ایمان کا ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ان پر اہل ایمان کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ ان کے آگے مکمل طور سے سپر انداز ہو گئے۔ پھر تو انہوں نے ان کو گرفتار بھی کیا اور ان کو قتل بھی کیا اور صورت حال یہ بنی کہ ان میں قوتِ مزاحمت تو کجا تاب احتجاج بھی باقی نہ رہی جیسا کہ اسی غزوۂ بدر کے موقع پر کفار و مشرکین کا حال ہوا۔ قرآن اس صورت حال کی وضاحت یوں کرتا ہے:

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ آمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْھُمْ کُلَّ بَنَانٍ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ شَآقُّوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ذٰلِکُمْ فَذُوْقُوْہُ وَاَنَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ. (الأنفال: ۱۲.۱۴)	اور یاد کرو جب کہ تمہارا رب فرشتوں کو وحی کرتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم ایمان والوں کو جمائے رکھو میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا تو مارو ان کی گردنوں پر اور مارو ان کے پور پور پر ایسا حکم اس لئے دیا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دینے اٹھے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ

Marfat.com

ان کے لئے سخت پاداش والا ہے
۔ یہ تو نقد چکھو اور کافروں کے لئے
دوزخ کا عذاب ہے۔

ایک تیسری شکل یہ بھی ہوئی کہ ایسے مجرموں کے اندر سے امتیاز خیر وشر اٹھا دیا اور ان کے احساس کو مردہ کر دیا یہ بجائے خود ایک بڑی سزا ہے کیوں کہ اس کے بعد حق کی طرف بازگشت کا امکان تقریباً ختم ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے عام طور سے منافقین کے ساتھ کیا۔ قرآن کہتا ہے:

وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا۔ (النساء: ۱۱۵)

اور جو کوئی راہ ہدایت واضح ہو چکنے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا اور مسلمانوں کے راستے کے سوا کسی اور راستہ کی پیروی کرے گا تو ہم اس کو اسی راہ پر ڈال دیں گے جس پر وہ جا پڑا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی چھوٹی، بڑی بہت سی شکلیں سامنے آئیں۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور رسول کو تنگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ نہ اللہ کا نقصان کرتے ہیں اور نہ رسول کا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ اس کردار کے نتیجہ میں ان کے بہت سارے نقصانات ہوتے ہیں لیکن سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ان کے نیک اعمال بھی اکارت جاتے ہیں، جیسا کہ قرآن کہتا ہے:

Marfat.com

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَ شَآقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ. (محمد: ٣٢)	بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور ہدایت واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت پر اڑے رہے وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑیں گے اور اللہ ان کے اعمال ڈھادے گا۔

☆☆☆

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام ایمان کا لازمی تقاضا ہے

رسول امت کی سب سے محترم شخصیت ہوتا ہے اور اس کے لئے مطاع و مقتدا کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تمام افراد امت اس کا ادب و احترام کریں اور اس کو وہ اہمیت دیں جس کا وہ فی الواقع مستحق ہے۔

احترام رسول کے بہت سے تقاضے ہیں:

ایک تقاضا تو قرآن نے یہ بتایا ہے کہ جب رسول کسی مسئلہ پر کوئی نشست رکھے تو جن لوگوں کو بھی اس میں بلایا جائے وہ لازماً اس میں شریک ہوں، کوئی عذر یا بہانہ تلاش نہ کریں اور نشست اس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک رسول نشست کی برخاستگی کا اعلان نہ کردے یا پھر وہ اس مجلس سے جانے کی رسول سے اجازت نہ لے لیں جیسا کہ اوپر بھی ذکر کیا گیا۔ قرآن کہتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۔ (النور: ۶۲)	مومن تو بس وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ کسی اجتماعی معاملہ میں رسول کے ساتھ ہوں تو اس وقت تک مجلس سے نہ جائیں جب تک اس سے اجازت نہ لے لیں۔

Marfat.com

اجازت لینے کی صورت میں آپ ﷺ کو یہ اختیار ہے کہ آپ ﷺ جسے چاہیں جانے کی اجازت دیں اور جسے چاہیں اجازت نہ دیں اور جسے جانے کی اجازت نہ ملے وہ نہ تو جائے اور نہ اس کا برا مانے کیوں کہ رسول زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کسے جانے کی اجازت دینی ہے اور کسے نہیں۔ قرآن کہتا ہے:

فَاِذَا اسْتَأْذَنُوْکَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ.

پھر جب وہ تم سے کسی کام کے لئے اجازت مانگیں تو تمہیں اختیار ہے کہ ان میں سے جسے چاہو اجازت دو۔ (النور: ۶۲)

اس کے ادب و احترام کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اس کے کسی حکم سے سرتابی ہرگز نہ کی جائے۔ قرآن کہتا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ.

اس کے حکم سے جو لوگ سرتابی کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے اس بات سے کہ مبادا وہ کسی فتنہ میں پڑ جائیں یا ان کو عذاب الیم آ دبوچے۔ (النور: ۶۳)

رسول کے ادب و احترام کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ جب وہ کسی کو دعوت دے تو وہ دعوت میں شریک تو ہو لیکن بہت پہلے سے خانۂ نبوی میں جا نہ براجے بلکہ وقت پر جائے اور کھانا کھا کر واپس آ جائے الا آں کہ رسول نے اسے روکا ہو، وہاں بیٹھ کر نہ رسول کا وقت برباد کرے اور نہ گھر میں بیٹھ کر ازواج مطہرات کو ضیق میں مبتلا کرے اور جتنی دیر گھر میں رہے گفتگو انتہائی محتاط انداز میں کرے بالکل ایسے جیسے اپنے والدین کے سامنے انتہائی باادب اور محتاط گفتگو کرتا ہے۔ اسی طرح اگر ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگنے کی ضرورت ہی پیش آ جائے تو دندناتے ہوئے گھر میں داخل نہ ہو جائے بلکہ گھر کے باہر ہی سے آواز دے کر مانگ لیا کرے۔ اسی طرح ازواج مطہرات میں سے کسی کو اپنی

Marfat.com

زوجیت میں لانے کا خیال تک دل میں نہ لائے، قرآن نے یہ ساری تفصیلات اس طرح بیان کی ہیں:

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنٰهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمًا.

(الأحزاب: ۵۳)

اے ایمان والو! تم نبی کے گھروں میں مت داخل ہو مگر یہ کہ تم کو کسی کھانے پر آنے کی اجازت دی جائے لیکن کھانے کی تیاری کے انتظار میں پڑے نہ رہو البتہ جب تم کو بلایا جائے تو داخل ہو اور کھا کر وہاں سے منتشر ہو جاؤ، باتوں میں لگے ہوئے بیٹھے نہ رہو یہ باتیں نبی کے لئے باعث اذیت ہیں لیکن وہ تمہارا لحاظ کرتا ہے البتہ اللہ حق کے اظہار میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا اور جب تم کو ازواج نبی سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگو یہ طریقہ تمہارے دلوں کے لئے بھی زیادہ پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور ان کے دلوں کے لئے بھی اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کی بیویوں سے اس کے بعد کبھی نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے۔

Marfat.com

رسول کے ادب و احترام کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اسے ایک عام لیڈر سمجھ کر اپنی رائے سے متاثر کرنے یا اس کی رائے پر اپنی رائے کو مقدم کرنے کی کوشش نہ کی جائے، لوگوں کو یہ اطمینان رکھنا چاہیے کہ رسول جو بھی رائے دے گا بہت سوچ سمجھ کر ہی دے گا، کوئی شخص رسول سے بڑا مدبر و مفکر بننے کی کوشش نہ کرے، قرآن اس کا ذکر ان لفظوں میں کرتا ہے:

يٰـاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ.	اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کے سامنے اپنی رائے مقدم نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔

(الحجرات: ۱)

اس کے ادب و احترام کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ تم اپنی آواز اس کی آواز سے اونچی نہ رکھو اور نہ تم اسے ہانک لگا کر پکارو بلکہ اس کے پاس جا کر سلیقہ سے اسے مخاطب کرو۔ قرآن ہدایت دیتے ہوئے کہتا ہے:

يٰـاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ.	اے ایمان والو! تم اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ اس کو اس طرح ہانک لگا کر پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

(الحجرات: ۲)

یہ سب رسول کے ادب و احترام کے بنیادی تقاضے ہیں جن کو سنجیدگی کے ساتھ لینے کی ضرورت ہے ورنہ ایمان جاتا رہے گا۔

☆☆☆

Marfat.com

سید المرسلین ﷺ پر کافروں اور منافقوں کے اعتراضات اور اللہ کا جواب

سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر کافروں اور منافقوں نے متعدد اعتراضات کئے ہیں اور آپ ﷺ پر طرح طرح کے الزامات لگائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے بعض اعتراضات والزامات کونقل کر کے ان کا مسکت جواب دیا ہے۔

منافقوں کا ایک الزام یہ تھا کہ آنجناب ہر چھوٹے چھوٹے مسئلہ پر ہمیشہ کان لگائے رہتے ہیں، ہر دم تجسس اور ٹوہ میں لگے رہتے ہیں، یہ تو کسی بھی شریف آدمی کا وطیرہ نہیں ہوسکتا چہ جائے کہ وہ قائد ملت ہو، چنانچہ وہ کہتے تھے:

هُوَ أُذُنٌ. (التوبة: ۶۱) وہ تو کان ہی کان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس الزام کا سنجیدہ نوٹس لیا اور اپنے نبی کو مخاطب بناتے ہوئے ان کے اس الزام کا جواب دیا چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! ان سے کہہ دو کہ اے لوگو! میں یقیناً ہر دم کان لگائے رکھتا ہوں لیکن تمہارے عیوب کی تلاش میں نہیں بلکہ تمہاری بھلائی کے لئے کان لگائے رکھتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم ایمان لانے کے بعد بھی نامراد ہی رہو۔ میری اس باخبری پر تو تمہیں خوش اور میرا احسان مند ہونا چاہئے کہ ہمارا قائد ہمارا ایسا بہی خواہ ہے کہ ہماری ہر نقل وحرکت پر ہمیشہ نظر رکھتا ہے تا کہ ہم بھٹکنے اور گمراہ ہونے سے محفوظ رہیں لیکن حیرت ہے کہ تم اس بہی خواہی اور دردمندی پر معترض ہو، قرآن کہتا ہے:

Marfat.com

قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ. (التوبة: ٦١) وہ سراپا گوش تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔

مزید اللہ تعالیٰ نے یہ تبصرہ بھی فرما دیا کہ یہ رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور وہ خواہ مخواہ کسی کی ٹوہ میں نہیں پڑتا اس لئے رسول کی بابت تجسس بے جا کی بدگمانی درست نہیں ہے۔ وہ یقیناً رپورٹیں لیتا ہے لیکن ہر کسی کی ہر رپورٹ کو صحیح نہیں مان لیتا بلکہ انہی کی رپورٹوں کو درست مانتا ہے جو ایمان والے ہیں اور حقیقی اہل ایمان جھوٹی رپورٹ نہیں دے سکتے، یہ تو ان کے ایمان کے منافی ہے اور وہ انہی رپورٹوں کا نوٹس لیتا ہے جس سے تم کو فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ وہ تو ہر مومن کے لئے سراپا رحمت ہے اس لئے وہ ناحق کسی مومن کو محض رپورٹ کی بنیاد پر زحمت میں نہیں ڈال سکتا۔ فرمایا:

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ. (التوبة: ٦١)

وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے، اہل ایمان ہی کی بات باور کرتا ہے اور تم میں سے ایمان لانے والوں کے لئے سراپا رحمت ہے۔

اسی طرح جب نبی کریم ﷺ نے اللہ کے پیغام کو لوگوں کے سامنے رکھا اور لوگ کلام الٰہی اور اخلاق نبوی سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو کفار و مشرکین نے متاثرین کے ذہن و دماغ سے تاثر کو زائل کرنے کے لئے آپ ﷺ پر جادوگر ہونے کا الزام لگایا، اس الزام کے کئی محرکات تھے۔

ایک محرک تو یہ تھا کہ وہ اس چیز کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کہ ان کی قیادت و سیادت اس کے ہاتھ میں آئے جواب تک سیاسی لحاظ سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا، قرآن نے اس صورت حال کا ذکر یوں کیا ہے:

أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنْذِرِ

کیا لوگوں کو اس بات پر حیرانی ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک شخص

Marfat.com

النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكَافِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِيْنٌ.	پر وحی کی کہ لوگوں کو ہوشیار کر دو اور اہل ایمان کو یہ بشارت دے دو کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس بڑا مرتبہ ہے کافروں نے کہا بے شک یہ کھلا ہوا جادوگر ہے۔

(یونس: ۲)

اس کا دوسرا محرک یہ تھا کہ چونکہ کفار و مشرکین خواہش نفس کی پیروی میں بہت سارے غلط کام پوری بے تکلفی کے ساتھ کرتے تھے، اگر یہ حقیقت سماج میں عام طور سے تسلیم کر لی جائے گی کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور ہر ایک کو اپنے کیے کا حساب و کتاب دینا ہے تو لوگوں کی زندگیوں میں مثبت تبدیلی آ جائے گی۔ یوں ان کے گورکھ دھندے پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ تھا اس لئے بھی وہ رسول اللہ ﷺ کے مبنی بر دلائل تصور آخرت کو لوگوں کے ذہنوں سے نکالنے کے لئے آپ ﷺ پر جادوگر ہونے کا الزام لگاتے تھے۔ قرآن ان کے الزام کا ذکر یوں کرتا ہے:

وَ لَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ.	اور اگر تم یہ کہتے ہو: لوگو! تم مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے تو کافر کہتے ہیں کہ یہ تو بس کھلا ہوا جادو ہے۔

(ھود: ۷)

ان کے اس الزام کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابھی تو وہ اس دوبارہ اٹھائے جانے کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن جب یہ بعث بعد الموت حقیقت کا روپ دھارے گا تب ان سے کچھ بن نہیں پڑے گا اس لئے ابھی سے ہوش کے ناخن لیں اور اتنی واضح حقیقت کا انکار نہ کریں۔ قرآن کہتا ہے:

Marfat.com

أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ. (ھود:۸)	خبردار! جس دن وہ ان پر آدھمکے گا تو ان سے ٹالا نہ جا سکے گا اور آج جس چیز کا وہ مذاق اڑا رہے ہیں وہ انہیں آگھیرے گی۔

اس کا تیسرا محرک یہ تھا کہ معاندین اسلام قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا یقین تو رکھتے تھے لیکن وہ نہیں چاہتے تھے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں کیوں کہ کلام الٰہی کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر جانے کی صورت میں ان کے دنیوی مفادات براہ راست متاثر ہوتے، اس لئے انہوں نے وسوسہ اندازی شروع کی کہ اگر قرآن اللہ کا کلام ہوتا تو اللہ یہ کلام تمہارے ہی جیسے ایک انسان پر کیوں نازل کرتا۔ وہ تو اس کلام کے شایان شان فرشتوں میں سے کسی کو رسول بنا کر بھیجتا۔ لوگو! جب تم جانتے ہو کہ محمد، عبداللہ کے بیٹے اور ایک انسان ہیں تو پھر کیسے تم انہیں رسول تسلیم کرتے ہو؟ کیا محض اس لئے کہ وہ اپنی جادو بیانی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ خبردار! نہ تمہیں ان کو رسول ماننا چاہئے اور نہ ان کے پیش کردہ کلام کو کلام الٰہی سمجھنا چاہئے، اگر تم ایسا کرتے ہو تو یہ تمہاری حماقت تصور کی جائے گی۔ قرآن نے اس کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے:

وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ. (الانبیاء:۳)	اور ان ظالموں نے آپس میں یہ سرگوشی کی کہ یہ تو بس تمہاری ہی طرح کے ایک انسان ہیں تو کیا تم آنکھوں دیکھتے جادو میں پھنسو گے۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ کہلوایا کہ میرا رب یہ بھی جانتا ہے کہ میں تمہارے سامنے اپنا کلام پیش کر رہا ہوں یا اس کا اور یہ بھی جانتا ہے

Marfat.com

کہ تم سب کچھ جانتے بوجھتے محض لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اس قسم کے اشغلے چھوڑتے ہو یا حقیقت بیانی سے کام لے رہے ہو۔ وہ تو میری اور تمہاری باتوں کو کیا، زمین و آسمان کی ہر بات کو جانتا ہے، قرآن مجید میں ہے:

قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. (الانبیاء: ۴)	اس نے کہا: میرا رب آسمان اور زمین کی ہر بات کو جانتا ہے وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

یہ اشغلہ کفار و مشرکین نے کچھ موقعوں پر محمد ﷺ کی بشریت کو تسلیم کرتے ہوئے چھوڑا اور عوام کے سامنے یہ سوال رکھا کہ آخر یہ کیسے رسول ہیں کہ ان میں اور عام انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہے؟ رسول اور عام لوگوں میں کچھ تو فرق ہونا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے کہا:

مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهُ نَذِيْرًا أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُوْنُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ إِنْ تَتَّبِعُوْنَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا. (الفرقان: ۷۔۸)	یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے! اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ اس کے ساتھ ہٹو بچو کرتا یا پھر اس کے لئے آسمان سے کوئی خزانہ اتارا جاتا یا اس کے پاس کوئی اسپیشل باغ ہوتا جو اس کی معاشی ضرورت پوری کرتا اور ظالموں نے کہا کہ تم تو بس ایک سحر زدہ شخص کے پیچھے ہو لئے ہو۔

ان کی ان ہفوات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی دیتے ہوئے صرف یہ فرمایا کہ اب جبکہ انہیں تمہاری مخالفت کی کوئی اور راہ سجھائی نہیں دے رہی ہے یہ

Marfat.com

تم پر اسی طرح کی پھبتیاں کستے رہیں گے اور ایسی ہی ہفوات بکتے رہیں گے لیکن تم اطمینان رکھو کہ ان کی ان یاوہ گوئیوں کا کوئی اثر پڑنے والا نہیں ہے۔ فرمایا:

أُنظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا.	دیکھو! یہ تم پر کیسی کیسی پھبتیاں چست کر رہے ہیں یہ تو بالکل ہی کھوئے گئے اب انہیں کوئی اور راہ سجھائی نہیں دے رہی ہے۔
(الفرقان: ۹)	

البتہ کفار و مشرکین کے اس کردار کا جو اثر آنحضرت ﷺ پر ہوتا تھا اور آپ ﷺ جس طرح کی تکلیف محسوس کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے بار بار آپ ﷺ کی تسلی کے لئے کچھ نہ کچھ سکون بخش کلمات ضرور کہے ہیں اور محبت آمیز ہدایات دی ہیں اور بعض ہدایات تو پیشگی دے دی ہیں۔ مثلاً:

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ إِنَّمَا أَنتَ نَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ.	شاید اس چیز کا کچھ حصہ تم چھوڑ دینے والے ہو جو تم پر وحی کی جا رہی ہے اور اس سے تمہارا سینہ بھنچ رہا ہے کہ وہ کہیں گے کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا؟ تم تو محض ڈرانے والے ہو اپنا کام کرتے رہو اور اللہ ہر چیز کا نگراں ہے۔
(ہود: ۱۲)	

کافروں کے الزام سحر کا ایک محرک یہ بھی تھا کہ قرآن کے تصور توحید سے ان کے

- شرک کی دنیا اجڑ رہی تھی اور اگر یہ تصور توحید عام ہو جاتا تو دیوتاؤں کے نام پر کمانے کھانے والوں کی دکان، بند ہو جاتی اس لئے انہوں نے قرآن کو جادو اور رسول کو جادوگر

Marfat.com

قرار دے کر اپنے بجھتے چراغ کو تیل فراہم کرنے کی کوشش کی ہے قرآن ان کی اس کوشش کو ان لفظوں میں بیان کرتا ہے:

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَ قَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا اِفْكٌ مُّفْتَرًى وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ. (سبا: ۴۳)

اور جب ان کو ہماری واضح آیات سنائی جاتی ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک ایسا آدمی ہے جو چاہتا ہے کہ تم کو ان چیزوں کی پوجا سے روک دے جن کی پوجا تمہارے باپ دادا کرتے آئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ تو من گھڑت جھوٹ ہے اور جب حق ان کافروں کے سامنے آ گیا ہے تو انہوں نے یہ کہہ کر اس کا انکار کر دیا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتنے محروم القسمت لوگ ہیں کہ پہلی بار ہم نے انہیں کتاب اور رسول سے سرفراز کیا تو بجائے اس کے کہ وہ اس سرفرازی پر اللہ کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے اور اس کے لئے سراپا سپاس بن جاتے انہوں نے اس نعمت کی ناقدری شروع کر دی اور اپنے تاج اقبال کو خود اپنے پاؤں تلے روندنا شروع کر دیا۔ یہی حرکت ان لوگوں نے بھی کی تھی جن سے یہ نعمت چھین کر ہم نے ان کو دی ہے۔ لگتا ہے یہ بھی ہماری سزا کی گرفت میں آئیں گے۔ ارشاد ہوا:

وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَا اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ وَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ

اور ہم نے ان کو کتابیں نہیں دی تھیں جن کو وہ پڑھتے ہوں اور نہ ہم نے تم سے پہلے ان کی طرف کوئی نذیر

Marfat.com

مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ.

(سبا: ۴۴۔۴۵)

بھیجا تھا اور ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا ہے اور یہ تو اس کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچے جو ہم نے ان کو دیا تھا تو انہوں نے میرے رسول کی تکذیب کی پھر دیکھو کیسی ہوئی ان پر میری پھٹکار!

اسی سے ملتا جلتا الزام اوراس کا جواب سورۂ احقاف آیات ۷ تا ۱۰ میں بھی ہے جس میں ان کافروں کے اس الزام کا ذکر ہے کہ قرآن جادو ہے اور حضرت محمد ﷺ ایک مفتری ہیں ان کے اس الزام کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی! ان کو بتا دو کہ میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں۔ مجھ سے پہلے بھی متعدد رسول آچکے ہیں اور سب انہیں اوصاف وخصوصیات کے حامل تھے جن اوصاف وخصوصیات کا حامل میں ہوں اس لئے اہل کتاب کے گمراہ کن پروپگنڈے سے متاثر ہو کر میری مخالفت مت کرو، میرے رسول ہونے کی شہادت بنی اسرائیل کا ایک عظیم شاہد دے چکا ہے، اس کی شہادت کو نظر انداز کر کے اپنی عاقبت برباد مت کرو، اس الزام اور جواب الزام کو قرآن نے ان لفظوں میں نقل کیا ہے:

وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ أَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِي مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ كَفٰى بِهٖ

اور جب ان کو ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو یہ کافر لوگ حق کی بابت، جب کہ وہ ان کے پاس آگیا ہے، کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے، یا ان لوگوں کا الزام یہ ہے کہ اس نے اس کو گھڑ لیا ہے؟ کہہ دو کہ اگر

Marfat.com

شَهِيۡدًا بَيۡنِىۡ وَ بَيۡنَكُمۡ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ قُلۡ مَا كُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدۡرِىۡ مَا يُفۡعَلُ بِىۡ وَلَا بِكُمۡ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ وَ كَفَرۡتُمۡ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡۢ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ عَلٰى مِثۡلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ.

(الاحقاف:۷.۱۰)

میں نے اس کو گھڑا ہے تو تم لوگ مجھ کو خدا سے ذرا بھی نہ بچا سکو گے اور تم جو سخن سازیاں کر رہے ہو وہ ان سے خوب واقف ہے وہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے کافی ہے اور وہ غفور رحیم ہے، ان سے کہو کہ میں کوئی پہلا رسول تو ہوں نہیں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا، اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا میں تو صرف اس بات کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اور میں تو صرف ایک کھلا ہوا آگاہ کرنے والا ہوں، ان سے پوچھو کہ اس وقت کیا ہوگا اگر یہ قرآن اللہ کی جانب سے ہوا اور تم نے اس کا انکار کیا حالانکہ بنی اسرائیل کے ایک شاہد نے اس کے مانند کتاب کی گواہی بھی دی ہے سو وہ تو اس پر ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا! بے شک اللہ ظالموں کو راہ یاب نہیں کرتا۔ (ترجمہ)

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اے نبی! ان سے کہہ دو کہ یہ لوگوں کے پروپگنڈے سے متاثر ہونے کے بجائے تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں تو خود ہی ان کی سمجھ میں آجائے گا کہ نہ تو قرآن انسانی کلام ہے اور نہ رسول کو کوئی دیوانگی لاحق ہے۔ فرمایا:

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمۡ بِوَاحِدَةٍ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ مَثۡنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوۡا مَا بِصَاحِبِكُمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ

ان سے کہہ دو میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں وہ یہ کہ تم اللہ کی خاطر دو دو ایک ایک کر کے اٹھو پھر

Marfat.com

اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ. (سبا: ۴۶)

غور کرو، تمہارے ساتھی کو کوئی جنون نہیں ہے وہ تو تمہیں ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے آگاہ کر رہا ہے۔

ان کے اسی اعتراض کو ایک اور جگہ یوں بیان کیا ہے:

وَعَجِبُوْا اَنْ جَاءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكَافِرُوْنَ هٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِى الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا. (ص: ۴۔۸)

اور ان لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک آگاہ کرنے والا آیا ہے اور کافروں نے کہا کہ یہ تو ساحر اور لپاٹیا ہے۔ حیرت ہے! اس نے تو تمام معبودوں کو ایک کر دیا۔ یہ عجیب وغریب بات ہے۔ اور ان کے لیڈر اٹھے کہ چلو بھئی، اپنے معبودوں کی عبادت پر جمے رہو، یہی کام کرنے کا ہے ہم نے یہ بات تو اس دور آخر میں سنی نہیں، یہ ایک گھڑی ہوئی بات ہے۔ بھلا ہمارے اندر سے یہی ملے تھے جن پر ذکر نازل کیا گیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دراصل انہیں قرآن کے کتاب الٰہی ہونے میں شک ہے اور شک اس لئے ہے کہ ابھی انہوں نے اس طرح کے عذاب کا مزہ چکھا نہیں ہے جو رسولوں کی تکذیب کے نتیجہ میں آیا کرتا ہے۔ فرمایا:

بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِىْ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ.

بلکہ یہ لوگ میری یاددہانی کے باب میں مبتلائے شک ہیں بلکہ ابھی

Marfat.com

(ص: ۸) انہوں نے میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ براہ راست رسول پر کوئی الزام تو نہیں لگاتے اور نہ سیدھے سیدھے اعتراض کرتے لیکن اپنے عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے رسول کی کوئی بات دھیان سے سننے کا ناٹک کرتے، اس کے بعد اپنی ناپسندیدگی کے اظہار کے لئے مونڈھے جھکاتے اور کپڑا لپیٹ کر مجلس سے چلے جاتے تاکہ لوگوں پر یہ تأثر قائم ہو کہ ہم نے بہت دھیان سے سننے کی کوشش کی لیکن باتیں ایسی نہیں ہیں جن کو سنجیدگی سے لیا جائے، قرآن نے اس صورت حال کو یوں بیان کیا ہے:

أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ.	ذرا دیکھو کہ یہ اپنے سینے موڑتے ہیں کہ اس سے چھپ جائیں۔

(ھود: ۵)

قرآن ان کی اس حرکت پر یہ تبصرہ کرتا ہے:

أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ. (ھود: ۵)	سنو! یہ اس وقت بھی اللہ کی نظر میں ہوتے ہیں جب اپنے اوپر کپڑے لپیٹتے ہیں وہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں وہ تو سینوں کے رازوں سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔

کفار و مشرکین کا نبی کریم ﷺ پر ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ استحالات و ناممکنات بھی ان کی تعلیم کا اہم جزو ہیں چنانچہ یہ کہتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور ہماری حاضری بارگاہ خداوندی میں ہوگی، وہاں ہم کو اپنا حساب و کتاب دینا پڑے

Marfat.com

گا۔ بھلا بتائیے کہ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جب ہم مر کر سڑ گل جائیں گے تو دوبارہ پھر اٹھائے جائیں گے! اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا کوئی حیرت ناک بات نہیں ہے کیوں کہ بہت سی چیزوں کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ ہونے کا مشاہدہ یہ دن رات کرتے ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ زمین مردہ ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ بارش نازل کر کے پھر اس مردہ زمین کو نئی زندگی عطا کر دیتا ہے۔ آفاق پر نظر ڈالیں تو متعدد مثالیں اس کی ان کو مل جائیں گی اس لئے حیرت انگیز بات یہ نہیں کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے بلکہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ ایک طرف یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اعتراف بھی کر رہے ہیں اور دوسری طرف ان کی سمجھ میں ہی نہیں آ رہا ہے کہ مرنے کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیسے کئے جائیں گے۔ حالانکہ زندگی بعد موت کے اتنے دلائل اور شواہد موجود ہیں کہ انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن جب اس نقطۂ نظر سے اپنی گردنیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور زمین کی طرف جھکائیں تب نہ ان کو پتہ چلے۔ یہ تو آباء واجداد کی تقلید میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ کسی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا ہی نہیں چاہتے۔ اس صورت حال پر قرآن نے یوں تبصرہ کیا ہے:

وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا ءَ إِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ أُولٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَ أُولٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَأُولٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ. (الرعد: ۵)	اور اگر تم تعجب کرو تو تعجب کی بات ان کا یہ قول ہے کہ کیا جب ہم سڑ گل کر مٹی ہو جائیں گے تو از سر نو وجود میں آئیں گے! یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور یہی لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں اور یہی لوگ اہل دوزخ ہیں یہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

Marfat.com

اسی طرح ان کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ جناب ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے فرشتہ کے ذریعہ تمہاری یاددہانی کے لئے مجھ پر وحی نازل کی ہے۔ واہ واہ! اللہ نے فرشتہ کے ذریعہ یاددہانی ہمارے لئے نازل کی ہے اور ہم تک پہنچانے کا ذریعہ آنجناب کو بنایا ہے جن کی معاشی اور معاشرتی پوزیشن ہم سے بدرجہا کمتر ہے، اچھا چلئے جناب کا یہ دعویٰ درست مان لیا جائے تو جو فرشتے آنجناب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں آپ انہیں ہمارے روبرو پیش کیوں نہیں کرتے کہ ہم بھی انہیں دیکھ لیں اور آپ ﷺ کے دعویٰ کی تصدیق کر دیں، قرآن اس کا ذکر ان لفظوں میں کرتا ہے:

وَ قَالُوْا يٰاَيُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ لَوْمَا تَأْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ.	اور یہ کہتے ہیں کہ اے وہ شخص جس پر یاددہانی اتاری گئی ہے! تم تو ایک پاگل آدمی ہو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لا دیتے؟
(الحجر: ۶۔۷)	

ان کے اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگ ہوش و حواس سے کام لیں، محض دشمنی میں بے ہنگم اور بے تکی باتیں نہ کریں، اے نبی! تمہاری رسالت و نبوت کے اتنے دلائل ہیں کہ ان کی موجودگی میں فرشتوں کو سامنے لانے کی ضرورت ہی نہیں اور اگر ہم فرشتے نازل ہی کر دیں تو وہ اس لئے تو ان کے پاس جائیں گے نہیں کہ انہیں تمہاری رسالت و نبوت کے دلائل دیں بلکہ جب وہ جائیں گے تو فیصلۂ خداوندی کو نافذ کرنے کے لئے جائیں گے اس وقت وہ نیست نابود ہو کر رہ جائیں گے، رہی یہ بات کہ وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ان کا مطالبہ پورا نہیں ہو جاتا تو انہیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ ان کے ایمان نہ لانے سے رسول کی رسالت اور قرآن کے وحی الٰہی ہونے پر کوئی حرف آنے والا نہیں ہے۔ قرآن کی حفاظت اور اس کی

Marfat.com

اشاعت کی ذمہ داری ہم نے اپنے سر لے لی ہے اس لئے وہ ایمان لائیں یا نہ لائیں رسول کے مشن پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ فرمایا:

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰئِکَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا کَانُوْا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ وَاِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ. (الحجر: ۸۔۱۱)	ہم فرشتوں کو نہیں اتارتے مگر فیصلہ کے ساتھ اور اس وقت ان کو مہلت نہیں ملے گی، یہ یاددہانی ہم نے ہی اتاری ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اور ہم نے تم سے پہلے بھی اگلے گروہوں میں اپنے رسول بھیجے تو جو رسول بھی ان کے پاس آتا وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے۔

اسی طرح یہود کا ایک اعتراض یہ تھا کہ یہ جناب ایک طرف تو ہماری کتابوں اور ہمارے رسولوں کی تصدیق بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف ہماری شریعت کے بہت سارے قوانین تبدیل بھی کر رہے ہیں یہ تضاد فکر و بیان کسی رسول کے یہاں تو نہیں ہو سکتا۔

اس کا ایک جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا ہے کہ ہم نے ہی قدیم آسمانی کتابیں بھی نازل کی تھیں اور ہم نے ہی قرآن کو بھی اتارا ہے۔ کون سا حکم کب دینا ہے اور کس حکم کو کب منسوخ کرنا ہے؟ اس کو سب سے بہتر ہم ہی جانتے ہیں اس لئے اس پر اگر کوئی اعتراض بنتا ہے تو وہ اعتراض ہم پر بنتا ہے نہ کہ رسول پر، رسول تو ہماری نازل کردہ آیات کو تمہارے سامنے پیش کر دیتا ہے، اس کی اتنی ہی ذمہ داری ہے اور بس۔ اس لئے اس کو مفتری قرار دینے کا کوئی جواز تمہارے پاس نہیں ہے۔ فرمایا:

Marfat.com

وَاِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ وَّاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْا اِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ.

(النحل: ۱۰۱)

اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بھیجتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ اتارتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ تم تو اپنے جی سے گھڑ لینے والے آدمی ہو، حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ ان میں کے اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔

آگے رسول ﷺ ہی کی زبان سے یہ اعلان کرایا کہ:

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ.

(النحل: ۱۰۲)

کہہ دو کہ اس کو روح القدس نے تمہارے رب کی جانب سے حق کے ساتھ اتارا ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو جمائے رکھے جو ایمان لائے ہیں اور ہدایت و بشارت ہے اللہ کے فرماں برداروں کے لئے۔

اس کا دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ:

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا.

(البقرة: ۱۰۶)

ہم جو بھی آیت منسوخ کرتے ہیں یا اسے نظر انداز کرتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی کے مانند دوسری آیت لاتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ چونکہ کتاب الٰہی انسانوں کے لئے ہدایت نامہ ہوتی ہے اس لئے جو عہد جس ہدایت کا متقاضی ہوتا ہے اس کے مطابق اس عہد میں ہدایت نازل ہوتی ہے۔ سو یہ کوئی اعتراض کی چیز نہیں ہے، اس طرح کا اعتراض کرنے والے کسی دانش

Marfat.com

مندی کا ثبوت نہیں دیتے بلکہ اپنی حماقت کا خود اعلان کرتے ہیں، کائنات کی حکمتوں کو خالق کائنات سے بہتر جاننے والا کوئی اور نہیں ہوسکتا، اس لئے یہ احمق لوگ زیادہ دانائی نہ دکھائیں۔

کفار و مشرکین کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ اگر اللہ کو انسانوں کے درمیان کوئی رسول بھیجنا ہی تھا تو کسی انسان ہی کو رسول بنا کر کیوں بھیجا؟ کوئی فرشتہ یا دیگر کوئی برتر مخلوق رسول بنا کر کیوں نہیں بھیجا؟ آخر ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے جو ہم ان کو رسول مان لیں؟ قرآن نے ان کے اس اعتراض کو یوں نقل کیا ہے:

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُّؤْمِنُوٓا إِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰىٓ إِلَّآ أَنْ قَالُوٓا أَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا. (بنی اسرائیل: ۹۴)	جب ان کے پاس ہدایت آگئی تو ان کو ایمان لانے سے نہیں روکا مگر اس چیز نے کہ انہوں نے کہا کہ کیا اللہ نے ایک انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول تو مقتدیٰ ہوتا ہے اور انسانوں کے لئے انسان ہی کی اقتدا ممکن ہے۔ اگر کوئی اور مخلوق رسول بن کر آتی تو یہ اس کی اقتدا کیسے کرتے؟ ہر مخلوق کی اپنی ضروریات ہوتی ہیں، اپنے مسائل ہوتے ہیں، اپنے ماکولات اور مشروبات ہوتے ہیں، اپنے اقتضاءات اور معمولات ہوتے ہیں، پھر بھلا ان تمام چیزوں میں دوسری مخلوق سے آنے والے رسول کی اقتدا کیسے کی جاتی؟ ہاں اگر فرشتوں کے درمیان کوئی رسول بھیجنا ہوتا تو یقیناً ان کا رسول فرشتہ ہوتا۔ فرمایا:

قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا. (بنی اسرائیل: ۹۵)	کہہ دو کہ اگر فرشتے زمین کے باسی ہوتے اور اطمینان سے انہی کی طرح چل پھر رہے ہوتے تو یقیناً ہم آسمان سے فرشتہ ہی رسول بھیجتے۔

Marfat.com

لیکن فی الواقع ایسا ہے تو نہیں۔

اسی طرح کفار و مشرکین یہود کا القا کردہ یہ اعتراض بھی اٹھاتے کہ اگر یہ رسول ہیں تو دیگر رسولوں کی طرح کوئی حسی معجزہ کیوں نہیں دکھاتے؟ چنانچہ وہ کہتے:

لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّنْ رَّبِّهِ. (طٰہ:۱۳۳)	یہ ہمارے پاس اپنے رب کی جانب سے کوئی بڑی نشانی کیوں نہیں لاتے؟

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام اگلے صحیفوں میں آخری رسول کی جو پیشین گوئیاں موجود تھیں کیا یہ رسول ان کا مصداق نظر نہیں آ رہا ہے کہ کسی اور نشانی کی ضرورت پیش آئے اور اگر وہ ان کا مصداق نظر آ رہا ہے تو کسی معجزہ کی کیا ضرورت؟ فرمایا:

أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ. (طٰہ:۱۳۳)	کیا ان کے پاس اگلے صحیفوں کی دلیل نہیں پہنچی؟

ایک دوسری جگہ ان کے اسی طرح کے اعتراض کا ذکر قرآن نے یوں کیا ہے:

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ. (القصص:۴۸)	تو جب ان کے پاس ہمارے پاس سے حق آ گیا تو انہوں نے کہا کہ ان کو بھی کیوں نہیں وہی دیا گیا جو موسیٰ کو دیا گیا تھا؟

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ.	کیا یہ اس سے پہلے موسیٰ کو دیے گئے معجزہ کا انکار نہیں کر چکے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ دونوں جادو ہیں جو ایک

Marfat.com

(القصص:۴۸) دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔اور یہ بھی کہا کہ ہم ان سب کا انکار کرتے ہیں۔

ان نابکاروں نے کبھی تو یہ الزام لگایا کہ جناب جو کچھ پیش کرتے ہیں وہ محض خواب پریشاں ہے،اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں،کبھی یہ کہہ دیا کہ یہ تو ان کا گھڑا ہوا کلام ہے،محض نبوت و رسالت کا دھونس جمانے کے لئے اسے خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں،کبھی یہ کہہ دیا کہ یہ تو شاعر ہیں اور قرآن محض شاعرانہ خیال آرائی ہے اور بس،کبھی یہ کہہ دیا کہ انہیں تو ایک خبط سوار ہے،کبھی یہ کہہ دیا کہ ایک جماعت ہے جو اس کتاب کو گھڑنے میں ان کی مدد کرتی ہے،کبھی یہ کہہ دیا کہ یہ جناب معاشرے کے کچھ باغیوں کے آلۂ کار بن گئے ہیں اور انہی کی مقصد برآری میں اپنی ساری توانائی صرف کررہے ہیں،کبھی یہ کہہ دیا کہ یہ تو ایک کاہن ہیں۔الغرض طرح طرح کے الزامات لگاتے تھے۔الزامات کا یہ تنوع بلکہ تناقض خود بتاتا ہے کہ یہ خود اپنے کسی الزام پر مطمئن نہیں تھے بس دل کی بھڑاس نکالنے اور اپنے مریدوں کو بے وقوف بنانے کے لئے اس قسم کی باتیں کرتے تھے،قرآن نے ان الزامات اور ان کے جواب کو مختلف مقامات پر نقل کیا ہے۔ایک جگہ فرمایا:

بَلْ قَالُوٓا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ. (الانبیاء:۵)

بلکہ انہوں نے کہا یہ تو خواب پریشاں ہیں بلکہ اس کو انہوں نے گھڑ لیا ہے بلکہ یہ ایک شاعر ہیں پس یہ ہمارے پاس اس طرح کی نشانیاں لائیں جس طرح کی نشانیوں کے ساتھ سابق رسول بھیجے گئے۔

ان الزامات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

مَـا آمَـنَـتْ قَبْـلَهُـمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ.
(الانبیاء: ۶)

ان سے پہلے کی بستیوں کے لوگ بھی ایمان نہیں لائے جن کو ہم نے ہلاک کر دیا تو کیا یہ لوگ ایمان لائیں گے؟

اسی طرح ان کافروں نے کہا:

اِنْ هٰـذَا اِلَّا اِفْكٌ افْتَـرَاهُ وَ أَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُوْنَ.
(الفرقان: ۴)

یہ محض ایک جھوٹ ہے جس کو اس نے گھڑ لیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَقَدْ جَآءُوْا ظُلْمًا وَ زُوْرًا.
(الفرقان: ۴)

تو انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اسی طرح ان ظالموں نے کہا:

أَسَـاطِيْـرُ الْأَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَـا فَهِيَ تُمْلىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ أَصِيْلًا.
(الفرقان: ۵)

یہ تو اگلوں کے فسانے ہیں جو اس نے لکھوائے ہیں چنانچہ وہ صبح و شام اس کو لکھ کر تعلیم کیے جاتے ہیں۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ أَنْـزَلَـهُ الَّذِىْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِى السَّمَـاوَاتِ وَالْأَرْضِ اِنَّهُ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.
(الفرقان: ۶)

ان سے کہہ دو اس کو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے راز سے واقف ہے بے شک وہ غفور رحیم ہے۔

اور جب انہوں نے کہا کہ:

أَئِنَّـا لَتَـارِكُـوْا آلِهَتِـنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ.
(الصافات: ۳۶)

کیا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے اپنے معبودوں سے دست کش ہو جائیں۔

Marfat.com

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيْمِ. (الصافات: ۳۷، ۳۸)

بلکہ وہ حق لے کر آیا ہے اور اس نے رسولوں کی تصدیق کی ہے، بے شک تم دردناک عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو۔

اور بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ان کے الزامات کو نقل کئے بغیر سیدھے سیدھے ان الزامات کے جواب نقل کر دیئے ہیں جن سے خود وہ اعتراضات و الزامات سامنے آجاتے ہیں۔ مثلاً فرمایا:

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِيْنَ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُوْنَ أَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ وَ أَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُوْنَ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ بَلْ آتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ. (المومنون: ۶۸۔ ۷۱)

کیا ان لوگوں نے کلام پر غور نہیں کیا یا ان کے پاس وہ چیز آئی جو ان کے اگلے آباء اجداد کے پاس نہیں آئی تھی؟ یا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا نہیں اس وجہ سے اس کے منکر بنے ہوئے ہیں؟ یا وہ کہتے ہیں کہ اس شخص کو جنون لاحق ہے، یہ جنون نہیں ہے بلکہ وہ ان کے پاس حق لے کر آیا ہے لیکن ان میں سے اکثر حق سے بے زار ہیں اور اگر حق ان کی خواہشوں کے مطابق ہوتا تو آسمان و زمین اور جو ان کے درمیان ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم تو ان کے پاس ان کے حصہ کی

Marfat.com

یاددہانی لے کر آئے ہیں تو وہ اپنی
یاددہانی سے اعراض کر رہے ہیں۔

ان آیات میں صرف ایک الزام ''یقولون به جنة'' کو چھوڑ کر کسی الزام کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ جو الزامات وہ عام طور پر لگاتے تھے ان کے جواب دے دیئے گئے ہیں۔

بعض الزامات اور ان کے جوابات ساتھ ساتھ نقل کیئے گئے ہیں اور چیلنج بھی دیا گیا ہے۔ مثلاً فرمایا:

فَذَكِّرْ فَمَآ أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ أَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُوْنِ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَإِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهٰذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ أَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهُ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوْا صَادِقِيْنَ. (الطور: ۲۹-۳۴)	پس تم یاددہانی کرتے رہو اللہ کے فضل سے نہ تم کوئی کاہن ہو اور نہ کوئی دیوانہ، کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک شاعر ہے جس کے لئے ہم گردش روزگار کے منتظر ہیں؟ ان سے کہہ دو کہ تم انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں، کیا ان کی عقلیں ان کو یہی باور کرا رہی ہیں یا یہ سرکش لوگ ہیں؟ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس کو اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے بلکہ یہ ایمان نہیں لانا چاہتے تو یہ اس کے مانند کوئی کلام لا دیں اگر یہ سچے ہیں۔

اوپر والی آیت میں کافروں نے اللہ کے رسول پر جو یہ الزام لگایا کہ قرآن کو انہوں نے خود گھڑا ہے یہ اللہ کا اتارا ہوا کلام نہیں ہے، ان کے اس الزام کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ اگر انہوں نے خود گھڑ کر اسے

Marfat.com

ہماری جانب منسوب کر دیا ہوتا تو ہم انہیں بہت کڑی سزا دیتے، اس بات میں یہ حقیقت بھی مضمر ہے کہ اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا ہے اور یقیناً نہیں کیا ہے تو جو تم جھوٹا الزام لگا رہے ہو سوچ لو تمہاری سزا بھی معمولی نہیں ہوگی۔ فرمایا:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ .

(الحاقة: ۴۴۔۴۷)

اور اگر کوئی بات یہ (رسول) گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کو قوی بازو سے پکڑ لیتے پھر اس کی شہ رگ ہی کاٹ دیتے تو تم میں سے کوئی ہم کو اس سے روکنے والا نہ بن پاتا۔

یہ تھے وہ الزامات اور اعتراضات جو کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ اور منافقین نے آنحضرت ﷺ اور قرآن پر لگائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب دئے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

منجانب اللہ رسول ﷺ کی تثبیت و تسلی

اللہ کے رسول ﷺ کو قوم کی طرف سے جس شدید مخالفت کا سامنا تھا اس کا اثر آپ ﷺ کی طبیعت پر پڑنا ایک فطری بات تھی۔ اسی لئے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے اپنے فرائضِ منصبی ادا کرتے رہنے کی تلقین فرمائی ہے اور یہ یقین دلایا ہے کہ بالآخر کامیابی آپ ﷺ کو ہی ملے گی اور یہ مخالفین اپنے کیفر کردار کو لازماً پہنچیں گے۔

ایک جگہ فرمایا کہ آپ ﷺ جس دین کی دعوت دے رہے ہیں وہ خدائی دین ہے اس لئے اس کی مخالفت بد اصل اللہ کی مخالفت ہے اور جو بھی اللہ کی مخالفت کرے گا عذاب الٰہی سے دوچار ہوگا۔ چنانچہ فرمایا:

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ لَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. (آل عمران: ۱۷۶)

اور یہ لوگ تمہارے لئے باعثِ غم نہ بنیں جو کفر کی راہ میں سبقت کر رہے ہیں یہ لوگ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہ ہو اور ان کے لئے ایک بڑا عذاب ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

Marfat.com

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ. (الأنعام: ۳۳)

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس سے تم کو غم ہوتا ہے یہ لوگ دراصل تمہیں نہیں جھٹلا رہے ہیں بلکہ یہ ظالم تو اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ. (الحجر: ۹۷-۹۹)

اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس سے تمہارا دل تنگ ہو رہا ہے تو تم اپنے رب کی اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے بنو اور اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو یہاں تک کہ امر یقینی تم پر آشکارا ہو جائے۔

کفار و مشرکین اللہ کے رسول ﷺ کی نبوت و رسالت کے انکار کے لئے طرح طرح کے بہانے تلاش کرتے اور آپ ﷺ کو مختلف قسم کے طعنے دیتے۔ کبھی یہ کہتے کہ ان پر آسمان سے کوئی خزانہ کیوں نہیں اتار دیا جاتا کہ ان کی مفلسی دور ہو جائے اور کبھی یہ کہتے کہ ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا جو ان کی نبوت و رسالت کا خدائی ایلچی کی حیثیت سے باقاعدہ اعلان کر دیتا۔ ان کے ان طعنوں سے اللہ کے رسول ﷺ کافی دکھی ہوتے اور بالعموم رنجیدہ خاطر رہتے، اس طرح کے دل آزار کلمات سے متاثر نہ ہونے کی تلقین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا:

Marfat.com

وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (یونس: ٦٥)

اور تم کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں، عزت تمام تر اللہ کے لئے ہی ہے وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اسی طرح اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ کو زک پہنچانے کے لئے کفار و مشرکین طرح طرح کی چالیں چلتے اور گھٹیا و گھناؤنی تدبیریں کرتے اس وجہ سے بھی آپ علیہ الصلوٰۃ کو بڑا غم ہوتا۔ اسی طرح کے ایک موقع پر آپ علیہ الصلوٰۃ کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ. (النمل: ٧٠)

ان کے احوال پر تم غم نہ کرو اور جو چالیں وہ چل رہے ہیں ان سے تم بالکل تنگی محسوس نہ کرو۔

اسی طرح کفار و مشرکین جو آپ علیہ الصلوٰۃ کو شاعر، خبطی اور مفتری کہتے اس سے بھی آپ علیہ الصلوٰۃ کو بہت تکلیف ہوتی تھی، ان کے اس طرح کے ہفوات کے مواقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ. (یٰس: ٧٦)

تم کو ان کی باتیں مبتلائے غم نہ کریں، ہم جانتے ہیں اس کو بھی جو وہ چھپاتے ہیں اور اس کو بھی جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

اسی طرح جب یہود نے یہ مسئلہ اٹھایا کہ اگر آنجناب واقعی اللہ کے رسول ہیں تو آخر ان کی اور ہماری شریعت میں فرق کیوں ہے؟ اگر ان کے بقول ہم راہِ راست سے بھٹک گئے ہیں تو ہم نے شریعت کی جن چیزوں کو بھلا دیا تھا یہ ان کی یاد دہانی کرا دیتے اور ان مردہ تعلیمات کو پھر سے زندہ کر دیتے، ایک دوسری شریعت لا کھڑی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا لایا ہوا دین خدائی دین نہیں ہے،

Marfat.com

یہود کی اس شرانگیزی میں کفار ومشرکین مکہ بھی شامل ہو گئے تھے،اس لئے اللہ کے رسول ﷺ کو کافی تکلیف تھی اور اپنوں کی اس شرانگیزی نے آپ ﷺ کو انتہائی ضیق میں مبتلا کر دیا تھا،اس صورتِ حال میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کے اس شریعت سے بدکنے کی وجہ سے تم بہت زیادہ پریشان مت ہو۔ہم نے ہر امت کے لئے الگ الگ شریعت ومنہاج اس لئے بھی بنائے کہ ہر عہد کے اپنے کچھ تقاضے ہوتے ہیں جن کی تکمیل ضروری ہوتی ہے اور اسلئے بھی بنائے کہ اس تبدیلی کو لوگوں کے امتحان کا ذریعہ بنائیں،اب اگر یہ لوگ ان حکمتوں کو نہیں سمجھتے تو اس کا نقصان انہی کو اٹھانا پڑے گا،تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔چنانچہ فرمایا:

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ. (المائدة:۴۸)	اور ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری حق کے ساتھ مصداق اس کتاب کی جو اس کے پہلے سے موجود ہے اور اس کے لئے کسوٹی بنا کر تو ان کے درمیان فیصلہ کرو اس کے مطابق جو اللہ نے اتارا اور اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو تمہارے پاس آچکا ہے،ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک ضابطہ اور ایک طریقہ ٹھہرایا ہے اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اس نے چاہا کہ اس چیز میں تمہاری آزمائش کرے جو اس نے تم کو بخشی ہے تو

Marfat.com

بھلائیوں میں ایک دوسرے
سے سبقت کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ
ہی کی طرف تم سب کو پلٹنا ہے تو وہ
تمہیں آگاہ کرے گا اس چیز سے جس
میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہود و منافقین کا جو کردار ہے اس کا خمیازہ انہیں خود بھگتنا پڑے گا اس لئے اس پر تم کوئی غم نہ کرو، جب وہ کفر میں مسابقت کر رہے ہیں اور افہام و تفہیم کے باوجود نہیں مانتے تو چھوڑو، انہیں ان کی اپنی راہ پر جانے دو، ایسے لوگوں کی بے تکی باتوں کا بہت زیادہ نوٹس نہیں لینا چاہئے، یہ تو اتنے سطحی لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے کتاب الٰہی تک میں تحریف کر ڈالی ہے پھر ایسے لوگوں سے کسی خیر کی کیا توقع؟ فرمایا:

يٰٓأَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا	اے رسول! وہ لوگ تمہیں غم میں
يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي	نہ ڈالیں جو کفر کی راہ میں ایک دوسرے
الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا آمَنَّا	پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے
بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَ	ہیں ان لوگوں میں سے جو زبان سے تو
مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ	دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے
لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ آخَرِيْنَ لَمْ	حالانکہ ان کے دلوں نے ایمان قبول
يَأْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ	نہیں کیا ہے اور ان لوگوں میں سے بھی
مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ إِنْ أُوْتِيْتُمْ هٰذَا	جنہوں نے یہودیت اختیار کی ہے
فَخُذُوْهُ وَإِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا	۔یہ جھوٹ کے رسیا اور دوسروں کی
،وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ	باتیں سننے والے ہیں جو خود تمہارے

Marfat.com

لَهُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ.
(المائدة: ۴۱)

پاس نہیں آتے، جو کلام کا موقع و محل متعین ہونے کے باوجود اس کو اس کے محل سے ہٹا دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر تمہارے معاملہ کا فیصلہ یہ ہو تب تو قبول کر لینا ورنہ اس سے بچ کر رہنا اور جس کو اللہ فتنہ میں ڈالنا چاہے تو تم اس کے معاملہ میں اللہ کے مقابل کچھ نہیں کر سکتے، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہیں چاہا ہے، ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے ایک بڑا عذاب ہے۔

اسی طرح بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تسلی کے لئے یہ بھی فرمایا کہ تمہارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ دنیا میں جتنے رسول آئے سب کے ساتھ یہی ہوتا رہا ہے، اس لئے تم صبر سے کام لو بالآخر انجام کار کی کامیابی تمہارے لئے ہی ہے۔ ایک جگہ فرمایا:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا.
(الفرقان: ۳۱)

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے مجرمین میں کوئی نہ کوئی دشمن بنایا ہے اور تمہارا رب تمہاری ہدایت اور مدد کے لئے کافی ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

Marfat.com

وَاصْبِرْ وَ مَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ.

(النحل: ۱۲۷، ۱۲۸)

اور صبر کرو اور تمہارا صبر نہیں ہے مگر اللہ کی راہ میں اور تم ان پر غم نہ کرو اور ان کی چالوں سے کسی تنگی میں مبتلا نہ ہو، بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور جو نیکوکار ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰی حِیْنٍ وَ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ.

(الصافات: ۱۷۱۔۱۷۵)

اور ہمارے خاص مرسل بندوں کے لئے ہمارا یہ فیصلہ پہلے سے صادر ہو چکا ہے کہ مدد کے حق دار وہی ہوں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہنے والا ہے تو کچھ دنوں کے لئے ان سے اعراض کرو اور ان کو دیکھو وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔

فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ.

(الزخرف: ۴۳)

تو تم اس سے چمٹے رہو جو وحی تمہاری طرف کی گئی ہے یقیناً تم ہی صراط مستقیم پر ہو۔

ایک اور جگہ فرمایا:

کَذٰلِکَ مَا اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ

ایسے ہی ان سے پہلے کے لوگوں کے پاس جو رسول بھی آیا اس کو انہوں

Marfat.com

أَوْ مَجْنُونٌ أَتَوَاصَوْا بِهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنْتَ بِمَلُومٍ وَ ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ.
(الذاریات: ۵۲۔۵۳)

نے جادوگر یا دیوانہ ہی کہا ہے، کیا انہوں نے بعد والوں کے لئے یہ وصیت کر دی تھی؟ بلکہ یہ ہیں ہی سرکش لوگ، تو تم ان سے اعراض کرو تم پر کوئی الزام نہیں اور یاددہانی کرتے رہو کیوں کہ یاددہانی ایمان والوں کو نفع پہنچاتی ہے۔

بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی! یہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے تم سے پہلے کے نبیوں کے ساتھ بھی ہو چکا ہے اور جب بھی لوگوں نے اس گھٹیا کردار کا مظاہرہ کیا ہے، ہم نے انہیں کڑی سزا دی ہے، اس لئے اگر یہ بھی اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو ان کو بھی کڑی سزا ملے گی۔ بایں صورت پریشان انہیں ہونا چاہیے کہ ان کا مستقبل تاریک اور بھیانک ہے، تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

ایک جگہ فرمایا:

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ.
(الانعام: ۱۰)

اور تم سے پہلے بھی متعدد رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے تو ان میں سے جن لوگوں نے مذاق اڑایا ان کو اس چیز نے آ گھیرا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ

اور تم سے پہلے بھی متعدد رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے تو میں نے کافروں

Marfat.com

أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ. (الرعد: ۳۲)

کو مہلت دی پھر انہیں دھر لیا تو دیکھو کیسی رہی میری گرفت۔

ایک جگہ یوں فرمایا:

وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ اِبْرَاهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَ اَصْحٰبُ مَدْيَنَ وَ كُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ. (الحج: ۴۲:۴۴)

اور اگر یہ لوگ تمہاری تکذیب کر رہے ہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ،ان سے پہلے قوم نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم ،قوم لوط اور مدین کے لوگ بھی تکذیب کر چکے ہیں اور موسیٰ کی بھی تکذیب کی گئی تو میں نے ان کافروں کو کچھ ڈھیل دی پھر ان کو دھر لیا تو دیکھو کیسی ہوئی میری پھٹکار!

اور ایک جگہ اس اسلوب میں تسلی دی:

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ. (لقمان: ۲۳. ۲۴)

اور جس نے کفر کیا اس کا کفر تمہارے لئے باعث غم نہ ہو، ہماری ہی طرف ان سب کی واپسی ہے تو جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا ہم اس سے ان کو آگاہ کریں گے ، اللہ دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے، ہم ان کو کچھ دن برومند کریں گے پھر ان کو ایک سخت عذاب کی طرف ڈھکیلیں گے۔

ایک جگہ رسول کی تسلی کے لئے یہ اسلوب اختیار کیا:

Marfat.com

وَ اِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَ بِالْکِتَابِ الْمُنِیْرِ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ.

(الفاطر: ۲۵.۲۶)

اور اگر یہ تم کو جھٹلاتے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی جھٹلایا، ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل، صحیفوں اور کتاب منیر کے ساتھ آئے پھر میں نے انہیں پکڑ لیا جنہوں نے کفر کیا، تو دیکھو! کیسی رہی میری گرفت!

اور ایک جگہ اس طرح فرمایا:

فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ کَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ یُهْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُوْنَ.

(الاحقاف: ۳۵)

تو تم ثابت قدم رہو جس طرح اولوا العزم رسول ثابت قدم رہے اور ان کے لئے جلدی نہ کرو جس دن یہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے جس سے ان کو ڈرایا جا رہا ہے تو یہ محسوس کریں گے کہ گویا دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے، پس تمہارا کام پہنچا دینا ہے، بالآخر تباہ وہی لوگ ہوں گے جو نافرمانی کرنے والے ہیں۔

بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ سے فرمایا کہ ہم تمہاری تسلی کے لئے انبیائے سابقین کی سرگزشت سنا رہے ہیں۔ سنو!

وَ کُلًّا نَّقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَکَ.

اور ہم رسولوں کی سرگزشتوں میں سے ہر ایک سرگزشت تمہیں سنا رہے ہے

Marfat.com

(ھود: ۱۲۰) ہیں جس سے تمہارے دل کو تقویت دیں۔

بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کی ہٹ دھرمیوں اور بطور استہزاء ان کے مطالبۂ عذاب پر اپنے رسول کو یوں تسلی دی ہے کہ اے نبی! اس سے پہلے بھی ایسا بہت ہوا ہے کہ رسول اپنی امت کے ایمان سے مایوس ہو گئے ہیں اور ہٹ دھرموں نے اللہ کی ڈھیل سے یہ سمجھ لیا کہ ان کی عذاب کی دھمکی محض ایک دھونس ہے، لیکن پھر اس کے بعد ہماری مدد ان کے لئے ظہور میں آئی اور ان ہٹ دھرموں اور سرکشوں کے ناپاک وجود سے زمین صاف کر دی گئی۔ ایک جگہ فرمایا:

حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ وَلَمْ یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ. (یوسف: ۱۱۰)

یہاں تک کہ جب نوبت یہ آ گئی کہ رسول اپنی قوموں سے مایوس ہو گئے اور لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ انہیں جھوٹ ڈراوے سنائے گئے تو ان کو ہماری مدد آ پہنچی پس نجات ملی ان کو جن کو ہم نے چاہا اور مجرموں سے ہمارے عذاب کو ٹالا نہیں جا سکا۔

کہیں کہیں اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کی مسلسل تکذیب پر اپنے رسول کو ایسے محبت آمیز اسلوب میں تسلی دی ہے جس سے امت کے تئیں رسول کا درد بھی کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا. (الکھف: ۶)

تو شاید تم ان کے پیچھے اپنے آپ کو مارے غم کے ہلاک کر ڈالو گے اگر وہ اس بات پر ایمان نہیں لائے۔

Marfat.com

ایک دوسری جگہ فرمایا:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ أَ لَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ. (الشعراء:۳)	شاید تم اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو گے اس بات پر کہ وہ ایمان لانے والے نہیں بن پا رہے ہیں۔

بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اہل کفر و شرک کے بکواس پر صبر کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے حصول صبر کے لئے نماز کے اہتمام کی تاکید فرمائی اور یہ تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تم پر ایسی بخشش ہوگی کہ تم نہال ہو جاؤ گے۔ فرمایا:

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا وَ مِنْ آنَاءِ اللَّیْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی. (طٰه: ۱۳۰)	تو جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع اور اس کے غروب سے پہلے اور رات کے اوقات میں بھی اس کی تسبیح کرو اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ تم نہال ہو جاؤ۔

اسی طرح یہ بھی فرمایا:

وَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ. (المومن:۵۵)	اور تم صبر کرو۔ یقیناً اللہ کا وعدہ شدنی ہے اور اپنے گناہ کی معافی مانگتے رہو اور صبح و شام اپنے رب کی تسبیح کرتے رہو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِأَعْیُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ	اور صبر کے ساتھ اپنے رب کے فیصلہ کا انتظار کرو بے شک تم ہماری

Marfat.com

رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ مِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ۔ (الطور: ۴۸،۴۹) | نگاہوں میں ہو اور اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ جس وقت تم اٹھتے ہو اور رات میں بھی تم اس کی تسبیح کرو اور ستاروں کے پیچھے ہٹنے کے وقت بھی۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ حضرت داؤدؑ کے حالات زندگی پیش کر کے اپنے رسول کو تسلی دی ہے کہ دیکھو! داؤد صرف ایک پیغمبر ہی نہیں تھے بلکہ نہایت قوت و شوکت کے مالک حکمراں بھی تھے وہ چاہتے تو مخالفین کا منہ اپنی طاقت و قوت سے بند کر دیتے لیکن انہوں نے صبر کیا اور قوم کی طرف سے آنے والی ہر مصیبت کو مزید رجوع الی اللہ اور اوابیت کا ذریعہ بنایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مخالفت کا زور آپ سے آپ ٹوٹ گیا۔ فرمایا:

اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ اِنَّهٗ أَوَّابٌ۔ (ص: ۱۷) | یہ جو کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور ہمارے بندے داؤد کا حال یاد کرو جو بڑی قوت والا تھا یقیناً وہ اللہ کی طرف بڑا رجوع کرنے والا تھا۔

بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی ان لفظوں میں دی کہ تم اپنے موقف پر ڈٹے رہو یہ لوگ تمہارا انداق اڑا کر تمہیں بے صبری پر مجبور کرنے نہ پائیں کہ تمہاری ہوا خیزی ہو۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا:

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ۔ (الروم: ۶۰) | تو تم صبر کرو۔ بے شک اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور یہ یقین نہ رکھنے والے تم کو بے وزن نہ بنانے پائیں۔

Marfat.com

بعض جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یوں تسلی دی ہے کہ اے نبی! تم ان کی حرکتوں پر صبر کرو اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی تو جس عذاب کی ان کو دھمکی دی جا رہی ہے وہ عذاب ان پر آ کر رہے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تمہاری زندگی ہی میں اس عذاب کا کوئی حصہ وجود پذیر ہو جائے ورنہ آخرت میں تو بہر حال ان کو اپنے کیئے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ چنانچہ فرمایا:

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ. (المومن:۷۷)

پس تم صبر کرو۔ اللہ کا وعدہ یقیناً پورا ہو کر رہے گا یا تو ہم تم کو اس کا کچھ حصہ دکھا دیں گے جس کی وعید ان کو سنا رہے ہیں یا تم کو وفات دے دیں گے پھر ان کی واپسی تو ہماری طرف ہونی ہی ہے۔

اور بعض جگہوں پر آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ تم ان کی یاوہ گوئیوں پر صبر کا مظاہرہ کرو اور خوبصورتی کے ساتھ انہیں نظر انداز کرو۔ جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تب ہم ان کو ان کے کرتوت کا مزہ چکھائیں گے۔

چنانچہ فرمایا:

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا. (المزمل:۱۰)

اور ان کی بکواس پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ انہیں نظر انداز کرو۔

اور بعض مقامات پر قرآن کی مخالفت کرنے والوں کے رویہ سے دکھی ہونے پر صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لا رہے ہیں بلکہ اسکی مخالفت کر رہے ہیں تو اس پر تمہیں گھبرانے اور رنجیدہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں ہے جس نے

Marfat.com

اس قرآن کی تبلیغ و اشاعت کی ذمہ داری تم پر ڈالی ہے وہ اس پیغام کو عام کرنے کی راہ خود ہموار کرے گا اور تمہاری اس دعوت کو شاندار انجام سے ہمکنار کرے گا۔ فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ. (القصص: ۸۵)	بے شک جس نے تم پر قرآن کی ذمہ داری ڈالی ہے وہ خود تمہیں ایک اچھے انجام تک پہنچائے گا

اسی طرح بعض جگہوں پر یہ اسلوب اختیار فرمایا کہ یہ کفار و مشرکین جو تم پر ایمان نہیں لا رہے ہیں اس سے تمہیں بہت زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں تمہاری کوئی کوتاہی نہیں ہے بلکہ سارا قصور اس بنجر زمین کا ہے جس پر تم کاشت کر رہے ہو۔ فرمایا:

أَفَمَنْ زُیِّنَ لَهُ سُوْءُ عَمَلِهٖ فَرَآهُ حَسَنًا فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُکَ عَلَیْهِمْ حَسَرَاتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ. (الفاطر: ۸)	تو کیا جس کی نگاہوں میں اس کا برا عمل رچا بسا دیا گیا اور اب وہ اسکو اچھا سمجھنے لگا ہے (ایمان لانے والا بن سکتا ہے!) دراصل اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو تم ان کے غم میں اپنے آپ کو ہلکان نہ کرو، اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

ہٹ دھرموں کی ہٹ دھرمی اور مسلسل انکار سے رسول کو جو ذہنی کوفت ہوتی تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ جو لوگ ابلیس کی پیروی کریں گے ہم ان کو ان کے پیر کے ساتھ جہنم میں جھونک دیں گے۔ اب ان لوگوں پر ہماری یہ بات صادق آچکی ہے اس لئے ان کی بازگشت کا کوئی امکان نہیں

Marfat.com

ہے۔ ہماری یہ بہت پرانی سنت ہے کہ جو لوگ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور تنبیہ و انذار کے باوجود اپنے رویہ میں تبدیلی لانے کو تیار نہیں ہوتے ہم ان کے لئے خیر کی تمام راہیں مسدود کر دیتے ہیں اور انہیں اپنی توفیق سے محروم کر دیتے ہیں۔ اس حقیقت کا اظہار اللہ تعالیٰ نے یوں کیا:

وَلَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰیٓ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ إِنَّا جَعَلْنَا فِيٓ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ. (یس: ۷۔۱۰)

اور ان میں سے بہتوں پر ہماری بات پوری ہو چکی ہے تو وہ ایمان لانے والے نہیں بنیں گے، ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں جو ان کی تھوڑیوں تک ہیں پس ان کے سر اٹھے رہ گئے ہیں اور ہم نے ان کے آگے سے بھی ایک روک کھڑی کر دی ہے اور ان کے پیچھے سے بھی ایک روک کھڑی کر دی ہے اس طرح ہم نے ان کو ڈھانک دیا ہے تو اب ان کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے ان کے لئے یکساں ہے ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

کفار و مشرکین نے جب اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے اصنام و آلہ سے ڈرانا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ کیا ان احمقوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ اپنے محبوب بندہ کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ فرمایا:

Marfat.com

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَ يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهُ مِنْ هَادٍ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّضِلٍّ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ. (الزمر: ۳۶.۳۷)

کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے اور تم کو ان سے ڈراتے ہیں جن کو انہوں نے اللہ کے سوا اپنا کارساز بنا رکھا ہے حالانکہ جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جس کو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا اللہ غلبہ والا اور انتقام لینے والا نہیں ہے؟

اس طرح کے کلمات تسلی قرآن مجید میں جگہ جگہ ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر یہ بھی فرمایا کہ اے نبی! اس طرح کے ناعاقبت اندیشوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو وہ جتنا کھیل تماشا کرنا چاہیں کرلیں ان کے اس رویہ سے بہت زیادہ بددل ہونے کی ضرورت نہیں بالآخر انہیں ہماری بارگاہ میں حاضری دینی ہے پھر خود ہی ان کی سمجھ میں آجائے گا کہ وہ جو کچھ کر رہے تھے اپنے حق میں اچھا کر رہے تھے یا برا؟

ایک جگہ فرمایا:

فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ يَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِىْ يُوْعَدُوْنَ. (الزخرف: ۸۳)

تو ان کو چھوڑ دو یہ بوالفضولی اور ہنسی مسخری کرلیں یہاں تک کہ وہ اس دن سے دوچار ہوں جس کی ان کو دھمکی دی جا رہی ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ. (الدخان: ۵۹)

تو تم بھی انتظار کرو وہ بھی انتظار ہی کر رہے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

اللہ کا اپنے رسولؐ سے وعدہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے رسول سے کئی طرح کے وعدے کیے ہیں جن میں سے بعض کا تعلق آپ ﷺ کی دنیوی زندگی سے ہے اور بعض کا اخروی زندگی سے مثلاً: دنیوی زندگی سے متعلق ایک وعدہ یہ تھا کہ تم جس قرآن کے حامل بنائے گئے ہو اسے لوگوں تک پہنچاؤ، تمہارے اس کام میں یقیناً رکاوٹیں ڈالی جائیں گی لیکن یقین رکھو کہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچائی جا سکتی۔ فرمایا:

یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ.
(المائدۃ:۶۷)

اے رسول! تمہاری طرف جو چیز تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے اس کو اچھی طرح پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ لوگوں سے تمہاری حفاظت فرمائے گا، اللہ کافروں کو ہرگز بامراد نہیں کرے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے یہ وعدہ کیا تھا کہ تم اپنا کام کرو ہم تمہاری نگرانی کر رہے ہیں اس لئے کوئی فرد یا جماعت تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ فرمایا تھا:

Marfat.com

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا. (الطور: ۴۸)

تو صبر کے ساتھ اپنے رب کے فیصلہ کا انتظار کرو تم ہماری نگاہوں میں ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ ہر طرح سے پورا کیا۔ مثلاً: منافقین نے اللہ کے رسول اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ہر منصوبہ کو ناکام بنادیا۔

ایک جگہ فرمایا:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا. (التوبة: ۷۴)

یہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور اپنے اسلام کے اظہار کے بعد کفر کا ارتکاب کیا ہے اور انہوں نے وہ چاہا جو وہ نہ پا سکے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ تم اپنا فریضۂ رسالت ادا کرو، کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، ہم تمہاری طرف سے نمٹنے کے لئے کافی ہیں، فرمایا تھا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ. (الحجر: ۹۴. ۹۵)

تو جو کچھ تمہیں حکم ملا ہے اس کو آشکارا طور سے سنا دو اور مشرکوں سے اعراض کرو، ہم ان مذاق اڑانے والوں سے تمہاری طرف سے نمٹنے کے لئے کافی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے سارے وعدے پورے کئے بالآخر وہ مرحلہ آیا کہ اسلام غالب ہوا اور باطل نابود۔ قرآن کہتا ہے:

Marfat.com

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا.

حق آ گیا اور باطل نابود ہوا، بے شک باطل کو نابود ہونا ہی تھا۔

(بنی اسرائیل: ۸۱)

اللہ تعالیٰ کا آنحضرت ﷺ سے سب سے بڑا وعدہ یہ تھا کہ آخرت میں مغفرت اور ابدی جنت نصیب ہوگی۔ چنانچہ اللہ نے اپنے رسول اور اس کے ساتھیوں سے وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

أُولَٰئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ.

(آل عمران: ۱۳۶)

یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔

اور انشاء اللہ یہ وعدہ بھی پورا ہوگا۔ لیکن چونکہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے اس لئے انتظار کرنا ہوگا۔

☆☆☆

Marfat.com

اللہ کا رسول سے خطاب

قرآن مجید میں اللہ کے اپنے رسول سے خطاب کی کئی نوعتیں ہیں کہیں تو اس پہلو سے ہے کہ اے نبی! تم میرا فلاں پیغام لوگوں تک پہنچا دو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. (آل عمران: ۳۱)	اے نبی! کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

یا یہ کہ:

قُلْ اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ. (آل عمران: ۳۲)	اے نبی! کہہ دو کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی۔ پس اگر یہ اعراض کریں تو یاد رکھیں کہ اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

کہیں مخاطب آپ ﷺ کو بنایا گیا ہے لیکن ہدایت منافقوں کو دی گئی ہے۔ مثلاً:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُوْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ	پس نہیں۔ تیرے رب کی قسم۔ یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنی

Marfat.com

بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.
(النساء: ۶۵)

نزاعات میں تم ہی کو حکم نہ مانیں اور جو کچھ تم فیصلہ کرو اس سے وہ اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور سر تسلیم خم کر دیں۔

اور کہیں آپ ﷺ کو مخاطب بنایا گیا ہے آپ ﷺ کی تثبیت و تسلی کے لئے جیسا کہ پیچھے بھی گزر چکا ہے اور اس آیت میں بھی ہے:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ.
(النساء: ۱۱۳)

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تو یہ ٹھان ہی لی تھی کہ تمہیں بے راہ کر کے ہی رہے گا حالانکہ یہ خود اپنے آپ کو بے راہ کر رہے ہیں، تمہارا کچھ نہیں بگاڑ رہے ہیں۔

اور کہیں اس پہلو سے مخاطب بنایا گیا کہ تم اپنی ذمہ داری پوری کرو، خدا بے زار لوگوں کی خواہشات اور ان کے مطالبات پر کان نہ دھرو۔ مثلاً فرمایا:

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ.
(المائدة: ۴۸)

اور ان کے درمیان فیصلہ کرو اس کے مطابق جو اللہ نے اتارا ہے اور اس حق سے ہٹ کر جو تمہارے پاس آ چکا ہے ان کی خواہشات پر دھیان نہ دو۔

اور کہیں اس طرح مخاطب بنایا ہے کہ تم اپنے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں مداہنت سے کام نہ لو ورنہ تمہاری اس محنت کی اللہ کے یہاں کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں ہوگی۔ چنانچہ فرمایا:

Marfat.com

یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ. (المائدة:۶۷)	اے رسول! تمہاری طرف جو چیز تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے اس کو اچھی طرح پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔

اور کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو جذبۂ خیر کے تحت حد مطلوب سے آگے گزر جانے پر تنبیہ فرمائی اور فرمایا ہے کہ تمہارا جذبۂ خیر ہر چند کہ ہے انتہائی قابل قدر لیکن معیار دعوت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے کسی سائل کا سوال بنانے کے بجائے خدائے عزیز و جبار کے فرمان واجب الاذعان کی حیثیت سے پیش کرو۔ مثلاً فرمایا:

وَ اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکَ اِعْرَاضُھُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَاۗءِ فَتَاْتِیَھُمْ بِاٰیَةٍ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ. (الانعام:۳۵)	اور اگر ان کا اعراض تم پر بہت گراں گزر رہا ہے تو اگر تم زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی زینہ ڈھونڈھ سکو کہ ان کے پاس کوئی نشانی لا دو تو کر دیکھو۔ سنو! اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا اس لئے تم جذبات سے مغلوب ہو جانے والوں میں سے نہ بنو۔

یا مثلاً:

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَکُوْا وَمَا جَعَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا وَ مَاۤ اَنْتَ	اور مشرکوں سے اعراض کرو اور اگر اللہ چاہتا تو یہ شرک نہ کر پاتے اور ہم نے تم کو ان پر نگراں مقرر نہیں کیا

Marfat.com

عَلَیۡهِمۡ بِوَکِیۡلٍ. — ہے اور نہ تم ان کے ضامن ہو۔
(الانعام: ۱۰۶)

اور کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس مسامحت پر تنبیہ فرمائی ہے جو بر بنائے کریم النفسی آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ منافقین کی فریب کاریوں سے واقف ہونے کے باوجود جب آنحضرت ﷺ نے ان کے سلسلہ میں چشم پوشی کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

عَفَا اللّٰهُ عَنۡکَ لِمَ أَذِنۡتَ لَهُمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکَ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ تَعۡلَمَ الۡکَاذِبِیۡنَ. (التوبة: ۴۳)

اللہ تمہیں معاف کرے تم نے کیوں انہیں اجازت دے دی یہاں تک کہ جو راست باز ہیں وہ بھی تم پر ظاہر ہو جاتے اور تم جھوٹوں کو بھی جان لیتے۔

بعض مقامات پر آپ ﷺ کو مخاطب بناتے ہوئے فرمایا کہ عزت کے جھوٹے دعویداروں کی لاف زنی اور تعلّی سے تم ملول خاطر نہ ہو، عزت و سرفرازی اللہ کے لئے ہے اس لئے جو اس سے وابستگی اختیار کرے گا عزت اسی کو ملے گی۔ فرمایا:

وَلَا یَحۡزُنۡکَ قَوۡلُهُمۡ اِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیۡعًا. (یونس: ٦٥)

اور تم کو ان کی بات مبتلائے غم نہ کرے بیشک عزت تمام تر اللہ کے لئے ہے۔

کہیں آپ ﷺ کو مخاطب بناتے ہوئے کافروں اور مشرکوں کے تئیں نفرت و بے زاری کا اظہار کیا ہے اور فرمایا کہ ان ظالموں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ یہ ماننے والے نہیں ہیں۔ اس لئے اس جہان رنگ بو سے کچھ دنوں اور متمتع ہو لیں۔ جلد ہی ان کو ان کے کئے کی سزا مل جائے گی۔ فرمایا:

Marfat.com

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ.

ان کو چھوڑ دو یہ کچھ دنوں اور کھا پی لیں اور اپنی آرزوؤں میں مگن رہیں، عنقریب انہیں پتہ چل جائے گا۔ (الحجر: ۳)

بعض مقامات پر فرمایا کہ ایذا دینے والوں سے انتقام لینا چاہو تو ان کی ایذا کے موافق ان سے انتقام لینے کی اجازت ہے لیکن مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ صبر کرو، یہی بہتر ہے۔ فرمایا:

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِيْنَ.

اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا لے سکتے ہو جتنا تمہارے ساتھ کیا گیا ہے اور اگر تم صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ (النحل: ۱۲۶)

اور بعض جگہوں پر بظاہر خطاب اللہ کے رسول ﷺ سے فرمایا ہے لیکن عتاب کفار و مشرکین پر ہوا ہے۔ مثلاً:

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ.

کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے یہ ساری چیزیں ایک رجسٹر میں درج ہیں بے شک یہ اللہ کے لئے نہایت آسان ہے۔ (الحج: ۷۰)

خطاب کے اس پہلو پر آگے ایک مستقل بحث آرہی ہے۔

اس طرح سیکڑوں مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے مختلف اسالیب میں اور مختلف پہلوؤں سے خطاب فرمایا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

اللہ کا رسول پر عتاب

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے متعدد مقامات پر اس انداز میں خطاب فرمایا ہے جیسے اس کی طرف سے ان پر عتاب ہو رہا ہو۔ چنانچہ ان مقامات پر عام طور سے مفسرین نے لکھا بھی یہی ہے کہ یہاں اللہ کا رسول پر عتاب ہوا ہے۔ مثلاً سورۃ انفال میں ہے:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ.
(الانفال: ۶۷۔۶۸)

کوئی نبی اس بات کا روادار نہیں ہوتا کہ اس کو قیدی ہاتھ آئیں یہاں تک کہ وہ اس کے لئے ملک میں خونریزی برپا کردے، یہ تم ہو جو دنیا کے سروسامان کے طالب ہو، اللہ تو آخرت چاہتا ہے اور اللہ غلبہ والا، حکمت والا ہے اگر اللہ کا نوشتہ پہلے سے موجود نہ ہوتا تو جو روش تم نے اختیار کی ہے اس کے باعث تم پر ایک عذاب عظیم آدھمکتا۔

Marfat.com

ان آیات کی تاویل میں عام طور سے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں اللہ کے رسول ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور بالخصوص حضرت ابوبکرؓ پر عتاب ہے۔ عتاب کی وجہ انہوں نے یہ بتائی ہے کہ بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں جب اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہؓ سے استصواب کیا تو صحابہؓ کی بڑی اکثریت نے جن میں حضرت ابوبکرؓ سرفہرست ہیں یہ رائے دی کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے جب کہ بعض صحابہؓ کی جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں یہ رائے تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے لیکن چونکہ صحابہؓ کی اکثریت چھوڑ دینے کے حق میں تھی اور خود اللہ کے رسول ﷺ کا رجحان بھی اسی طرف تھا اس لئے انہیں چھوڑ دیا گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اللہ کے رسول ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر سخت عتاب فرمایا ہے:

دراصل خطاب کی نوعیت کو سمجھنے میں غلطی کرنے سے اسی قسم کی غیر محتاط تاویلیں سامنے آتی ہیں، بعض مفسرین نے اس رائے کی خطرناکی کو محسوس کرتے ہوئے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو تو اس عتاب سے نکال لیا لیکن صحابۂ کرام پر عتاب کے وہ بھی قائل ہیں۔ حالانکہ یہاں ان آیات میں خطاب نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے سرے سے ہے ہی نہیں۔ بے شک ان آیات سے قبل کی آیات میں خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے اور ان آیات کے بعد والی میں بھی خطاب آپ ﷺ ہی سے ہے جیسا کہ ''یٰأیہا النبی'' سے معلوم بھی ہوتا ہے لیکن زیر بحث آیات میں خطاب نبی کے معاندین سے ہے جیسا کہ نبی کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھی ہے کہ ''ما کان لنبی..... الخ''

زیر بحث ٹکڑے سے پہلے کفار قریش کے اس پروپگنڈہ کا ذکر ہے کہ اگر جناب رسول اور ان کے ساتھی حق پر ہیں تو یہ ہر سطح پر مغلوب کیوں نظر آرہے ہیں؟ اور انہوں نے ہی جنگ بدر کی فتح و ہزیمت کو حق و باطل کی کسوٹی قرار دینا شروع کر دیا تھا کیوں کہ

Marfat.com

ان کے سان وگمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ مٹھی بھر نہتے مسلمان ہماری دل بادل فوج کو شکست دے سکتے ہیں۔لیکن جب وہ جنگ بدر میں بری طرح شکست کھا گئے اور اپنے بڑے بڑے سرداروں تک سے ہاتھ دھو بیٹھے تو انہیں اپنی قوم کے مورال کو باقی رکھنے کے لئے ایک دوسرا پروپگنڈا کرنا پڑا کہ بھلا یہ کسی پیغمبر کا کام ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی قوم کو باہم لڑا دے، ملک میں خونریزی کرے، اپنے بھائیوں کو قیدی بنائے، ان سے فدیہ لے، اور ان کا مال لوٹے؟ ان آیات میں ان کے اسی پروپگنڈے کا جواب ہے اور خطاب تمام تر کفار قریش سے ہے۔ انہی کو مخاطب کر کے یہاں فرمایا گیا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا اس کے اصلی ذمہ دار تم ہو۔رسول یا اس کے ساتھی نہیں ہیں۔ نبی اور رسول کبھی اس بات کے لئے تیار نہیں ہوگا کہ وہ قیدی پکڑے، فدیہ وصول کرے، مال غنیمت لوٹے اور زمین میں خونریزی کرے۔ان چیزوں کے طالب تم ہو نبی نہیں۔ نبی اللہ کا فرستادہ ہے اور اللہ اپنے نبی کے لئے دنیا نہیں آخرت چاہتا ہے۔سب کچھ کیا تم نے اور اب منہ کی کھانے کے بعد الزام نبی پر لگا رہے ہو۔ یہ تو غنیمت ہے کہ اتنا ہی ہوا ورنہ تمہاری شرارت کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم پر کوئی سخت عذاب آجاتا اور زمین کو تمہارے ناپاک وجود سے یکسر پاک کر دیا جاتا، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے اور اس کے نزدیک ابھی تمہاری مکمل تباہی کا وقت نہیں آیا ہے اس لئے فی الحال صرف یہ کچوکا لگا کر تمہیں چھوڑ دیا ہے۔

یہاں کسی پہلو سے بھی رسول اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر عتاب کا سراغ نہیں ملتا ویسے بھی ''لولا کتاب من اللہ'' کے ذریعہ قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر جو عتاب ہوئے ہیں ان کا مصداق رسول اور اسکے ساتھی نہیں ہیں۔ یہ عتاب کا وہ سخت ترین اسلوب ہے جو اہل ایمان کے لئے ان کی کسی اجتہادی غلطی پر استعمال نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۷ کا معاملہ بھی ہے۔آیت یہ ہے:

Marfat.com

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ وَ تَخْشَی النَّاسَ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاہُ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْھَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَھَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِھِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْھُنَّ وَطَرًا وَ کَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا.

اور جب کہ تم اس سے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور تم نے بھی انعام کیا یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو روکے رکھو اور اللہ سے ڈرو تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حق دار ہے اس بات کا کہ تم اس سے ڈرو پس جب زید نے اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا تو ہم نے اس کو تم سے بیاہ دیا کہ مومنوں کے لئے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی تنگی باقی نہ رہے جب وہ ان سے اپنا تعلق کاٹ لیں اور خدا کا فیصلہ شدنی تھا۔

اس کے تعلق سے مفسرین کی ایک جماعت نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ دل میں جو چھپائے ہوئے تھے وہ یہی نکاح کی پیشین گوئی اور اس کا خیال تھا۔ اسی کو بعد میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا اور ڈر اس بات کا تھا کہ بعض لوگ اس پر بدگمانی کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کر لیں یا اپنی گمرہی میں مزید اضافہ نہ کر لیں۔ اللہ کے رسول کے اس ڈر پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر عتاب فرمایا۔

عجیب و غریب بات ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو جو ڈر تھا وہ تمام تر مصلحت خیر پر مبنی تھا اس میں اسلام کے کسی ضابطہ کو نظر انداز کرنے یا خواہش نفس کی تسکین کا سرے سے

Marfat.com

کوئی داعیہ تھا ہی نہیں۔ اس کے باوجود پتہ نہیں کیسے اللہ کے رسول مستحق عتاب ٹھہرے! یہاں زیادہ سے زیادہ اگر کوئی بات کہی جاسکتی ہے تو وہ یہ کہ آپ ﷺ جن مصالح کے پیش نظر حضرت زیدؓ کو اقدام طلاق سے منع فرما رہے تھے ان سے بڑی مصلحت اللہ کے پیش نظر تھی جس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے فرما بھی دیا تھا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ لوگوں کی بدگمانی اور مزید گمرہی کے اندیشہ سے اس پر عمل درآمد کرنے میں متامل تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تنبیہ فرمائی۔ اس تنبیہ کا اسلوب بھی اتنا پیارا ہے کہ اسے کسی طرح بھی عتاب پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح سورۂ تحریم آیت: ا کے سلسلہ میں بھی مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں آنحضرت ﷺ پر اللہ کا عتاب ہوا ہے۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مدینہ میں ہوتے تو بعد نماز عصر یا سونے سے پہلے اپنی تمام بیویوں کے یہاں تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایک زوجۂ محترمہ کے یہاں تحفہ میں شہد آیا ہوا تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی ضیافت اسی شہد سے کرتی تھیں کیوں کہ آپ ﷺ کو شہد بہت پسند تھا۔ وہاں پائے جانے والے کچھ شہد ایسے ہوتے تھے جن میں مغافیر کا رس بھی ہوتا تھا اور مغافیر کی بو سب کو پسند نہیں ہوتی، آپ ﷺ کی بعض ازواج کو بھی اس کی بو پسند نہیں تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شہد میں بھی مغافیر کا رس تھا اس لئے آپ ﷺ کی ان ازواج نے اپنے شوہر سے اس بو کی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ تو آپ ﷺ نے محض اس لئے شہد کو اپنے اوپر مطلق ممنوع قرار دے لیا کہ کیا پتہ کس شہد میں مغافیر کی آمیزش ہو اور اسکی وجہ سے بیویوں کو ناگوار بو جھیلنی پڑے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ تنبیہ نازل فرمائی کہ:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ.	اے نبی! تم اپنی بیویوں کی دل داری میں اپنے اوپر وہ چیز حرام کیوں ٹھہراتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے

Marfat.com

جائز کی ہے اور اللہ بخشنے والا ، رحم فرمانے والا ہے (التحریم: ۱)

اس آیت کا مدعا سیدھا سیدھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اے نبی! ان بیویوں کے یہاں جانے سے پہلے شہد کے استعمال سے گریز میں کوئی حرج نہیں جن کو مغافیر کی بو پسند نہیں لیکن اسے مطلق اپنے اوپر ممنوع قرار دے لینا کسی طرح بھی درست نہیں ہے کیوں کہ بعد میں امت شہد سے صرف اس لئے دست کش ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ نے اسے اپنے اوپر ممنوع قرار دے لیا تھا پس بیویوں کی دل داری میں ایک حلال چیز کو اپنے اوپر ممنوع قرار دے کر امت کے لئے ایک ایسا اسوہ چھوڑ جانا کہ حلال بھی حرام سمجھ لیا جائے کسی نبی کے لئے مناسب نہیں ہے، شہد کو اپنے اوپر ممنوع قرار دیتے وقت تمہاری نگاہ اس حکمت پر نہیں پڑی اس لئے اللہ تمہیں معاف کرتا ہے لیکن آئندہ تحلیل وتحریم کے باب میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا۔

اس محبت آمیز تنبیہ میں عتاب کا کوئی پہلو کہاں سے نکل آیا؟

اور بالکل اسی طرح کا معاملہ سورہ عبس کی ابتدائی آیات کا بھی ہے۔ آیات یہ ہیں:

عَبَسَ وَ تَوَلّٰی اَنْ جَآءَهُ	اس نے تیوری چڑھائی اور منہ
الْاَعْمٰیؕ وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ	بسورا کہ اس کے پاس نابینا آیا اور
یَزَّكّٰۤی اَوْ یَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی	تمہیں کیا معلوم شاید وہ اپنی اصلاح
اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی	کرتا یا نصیحت سنتا تو نصیحت اس کو نفع
وَ مَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّكّٰی وَ اَمَّا مَنْ	پہنچاتی، جو بے پروائی برتتا ہے اس کے
جَآءَكَ یَسْعٰی وَهُوَ یَخْشٰی	تو تم پیچھے پڑے ہوئے ہو حالانکہ اگر وہ
فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ	اپنی اصلاح نہیں کرتا تو اسکی ذمہ داری
(عبس: ۱۔۱۱)	تم پر نہیں ہے اور جو تمہارے پاس شوق

Marfat.com

سے آتا ہے اور وہ اللہ سے ڈرتا
بھی ہے تو تم اس سے بے پروائی برتتے
ہو، ہرگز نہیں یہ تو ایک یاددہانی ہے

ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے عام طور سے مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہاں نبی کریم ﷺ پر اللہ کا عتاب ہوا ہے یہاں پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اصل واقعہ ہے کیا؟ اسی سے بات سمجھ میں آئے گی کہ آیا آنحضرت ﷺ پر اللہ کا عتاب ہوا ہے یا نہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی عہد میں اللہ کے رسول ﷺ قریش کے اعیان واکابر پر بڑی توجہ صرف کر رہے تھے، آپ ﷺ کی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح یہ سرداران قریش اسلام کو سمجھ لیں، اگر اسلام ان کی سمجھ میں آ گیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو جو لوگ ان کے زیر اثر ہیں وہ آپ سے آپ اسلام کی آغوش میں آ جائیں گے۔ اسی زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک روز اللہ کے رسول ﷺ قریش کے سرداروں کی ایک مجلس میں ان سے محو گفتگو تھے، انہیں ہر طرح سے مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے تھے، ان کا اس موقع پر سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ جناب! آپ کے متبعین میں مفلس اور قلاش لوگ ہی زیادہ ہیں، اگر ہم آپ کے ساتھ ہو جائیں تو ان مفلسوں اور قلاشوں کو اپنا ساتھی اور ہم نشیں بنانا پڑے گا آپ انہیں دلیل یہ دے رہے تھے کہ یہ ایک فکر ہے، ایک فلسفہ ہے۔ جو لوگ بھی اس سے مطمئن ہو جاتے ہیں وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں، کتنے ہی اعلیٰ خاندانوں سے تعلق رکھنے والوں نے بھی اسلام قبول کیا ہے اس لئے یہ بات درست نہیں کہ یہ محض مفلسوں اور قلاشوں کی جماعت ہے۔ اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہؓ بن ام مکتوم آ گئے چونکہ وہ نابینا تھے اس لئے موقع کی نزاکت کا احساس نہیں کر سکے۔ اس موقع پر ان کا آ جانا ان متمردین کے لئے ایک موقع فراہم کرنا تھا کہ یہ دیکھئے اسی طرح کے لوگ ان کی جماعت میں ہیں۔ اس لئے اس موقع پر ان کی آمد آنحضرت ﷺ کو گراں گزری۔ ادھر

Marfat.com

اللہ کے رسول ﷺ متمردین قریش کو سمجھانے اور مطمئن کرنے کے لئے اتنی محنت کررہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ کہنا پڑا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کے پیچھے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو گے اگر وہ ایمان نہ لائے۔ موقع بہت اچھا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی تعلیم وتذکیر کے لئے اسے بہتر سمجھا اور نبی کریم ﷺ کو ایک محبت آمیز تنبیہ فرمائی کہ تم ان محروم القسمت لوگوں کی اصلاح کے لئے انہیں بھی نظر انداز کر رہے ہو جو اپنی اصلاح اور تزکیہ کے لئے پریشان اور متفکر ہیں۔ بلاشبہ یہاں اسلوب عتاب ہی کا ہے لیکن عتاب کا رخ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف نہیں بلکہ ان متمردین قریش کی طرف ہے جن پر بالواسطہ عتاب ہو رہا ہے۔ البتہ آپ ﷺ کو تنبیہ ضروری فرمائی جارہی ہے کہ دیوانی بھیڑ کے پیچھے پورے گلے سے غافل مت ہو جاؤ ورنہ اندیشہ ہے کہ یہ دیوانی بھیڑ بھی ہاتھ سے چلی جائے اور پورا گلہ منتشر ہو جائے جسے اکٹھا کرنے کے لئے نئے سرے سے پتہ پانی کرنا پڑے۔

یہ چند نمونے مشتے از خروارے تھے۔ انہیں پر باقی ان تمام آیات کو قیاس کیا جاسکتا ہے جن میں اللہ کے رسول ﷺ پر عتاب تسلیم کیا گیا ہے۔ بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ سے بھی لغزشیں ہوئی ہیں لیکن آپ ﷺ کی لغزشوں کی نوعیت اتنی سنگین نہیں ہے کہ آپ ﷺ پر اللہ کا عتاب ہو۔ ان آیات پر تدبر کی نظر ڈالی جائے تو صاف محسوس ہوگا کہ ان میں آپ ﷺ کو صرف اس بات پر تنبیہ کی گئی ہے کہ آپ ﷺ محض جذبۂ خیر کے تحت حد اعتدال سے تجاوز کر گئے ہیں اور یہ تجاوز بھی محض قوم کی محبت اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تھا اس لئے یہ کوئی ایسا جرم نہیں بنتا جس پر عتاب ہو۔ ان تمام مقامات پر آپ ﷺ کو صرف اسلئے تنبیہ کی گئی ہے کہ دعوت دین میں آپ ﷺ اپنے شان ومقام کا لحاظ رکھیں۔ اگر کوئی ایمان نہیں لاتا تو اس کی سزا وہ خود بھگتے گا، آپ ﷺ کو ان کے لئے اپنے اوپر اتنا بوجھ نہیں ڈال لینا چاہئے جتنے کا مکلف اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی نہیں۔ ہمارے علمائے تفسیر کو رسول پر عتاب کی بات کہنے کی جسارت نہیں کرنی چاہئے۔

☆☆☆

Marfat.com

معراج نبوی ﷺ

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے واقعۂ معراج کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرمایا:

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيَاتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ.

بہت ہی باعظمت ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو ایک شب لے گئی مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ اس کو ہم اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سمیع وبصیر ہے۔

اس بات پر تمام علماء ومفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں اللہ کے رسول کے جس سفر کا ذکر ہے اس سے مراد معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس معراج کی غایت یہ بتائی ہے کہ اس کے ذریعہ ہم اپنے رسول کو کچھ ایسے آثار اور انوار و برکات کا مشاہدہ کرائیں جن سے یہ دونوں ہی مقدس گھر معمور ہیں۔ رہی یہ بات کہ یہ معراج جسمانی ہوئی یا روحانی تو قطعِ نظر اس سے کہ اس سلسلہ میں حضراتِ صحابہؓ اور علماء کے درمیان کیا اختلاف ہے؟ میں صرف قران کے الفاظ پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے:

Marfat.com

سب سے پہلی قابلِ لحاظ چیز تو یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ ہیں "أسریٰ بعبده لیلاً" "اسراء" کے معنیٰ شب میں سفر کرنے کے ہوتے ہیں لیکن جب اسکا صلہ "ب" آجاتا ہے تو فعل "اسریٰ" متعدی ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں اس کے معنیٰ ہوں گے رات میں کسی کو سفر کرانا۔ اگر اللہ کے رسول کی معراج محض روحانی یعنی بصورت خواب ہوئی تو ان الفاظ سے تصویرِ حال ناموزوں نظر آرہی ہے۔

دوسری قابلِ لحاظ چیز یہ ہے کہ خود اسی سورہ میں آگے آیت ٦٠ میں اس کے لئے "الرؤیا" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ جس طرح خواب کے لئے آتا ہے اسی طرح مشاہدہ کے لئے بھی آتا ہے اس لئے اس لفظ کا وہی معنیٰ مُراد لینا مناسب ہوگا جو "اسریٰ" سے مناسبت رکھتا ہو۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو قرآن کے الفاظ خود اس باب میں رہنمائی فراہم کر دیتے ہیں کہ یہ معراج روحانی نہیں بلکہ با قاعدہ جسمانی ہوئی۔ قرآن مجید میں "رأیٰ" اور "اراءۃ" بیشتر مقامات پر اسی معنیٰ میں استعمال ہوئے ہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ لفظِ "رؤیا" کا استعمال قران مجید میں جہاں بھی ہوا ہے خواب ہی کے معنیٰ میں ہوا ہے لیکن اس سے کوئی فرق اس لئے نہیں پڑتا کہ جن چند مقامات پر اس لفظ کا استعمال ہوا ہے چونکہ وہ خواب ہی کے سیاق میں ہیں اس لئے ان مقامات پر کوئی دوسرا معنیٰ مراد نہیں لیا جاسکتا۔ لیکن آگے آیت ٦٠ میں جو "رؤیا" آیا ہے وہ اسی معراج والی "رؤیا" کے لئے آیا ہے اور یہاں قرینہ دلیل ہے کہ اس سے مراد خواب نہیں بلکہ مشاہدہ ہے۔

ان تفصیلات سے یہ بات تقریباً واضح ہے کہ ان لوگوں کی رائے زیادہ صحیح ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے معراج جسمانی کے قائل ہیں۔ ویسے بھی واقعۂ معراج ایک غیر معمولی واقعہ اسی صورت میں بنتا ہے جب معراج جسمانی ہوئی ہو۔

☆☆☆

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور مہاجرین کا مرتبہ ومقام

جب مکہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے نتیجہ میں معاشرہ کی ہر سطح کے لوگوں نے بڑی تعداد میں اسلام قبول کرلیا تو کفار ومشرکین کو مکہ میں اپنے پاؤں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی اس لئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مخالفت مین اتنی شدت پیدا کردی کہ نہ صرف یہ کہ عام مسلمانوں کی بلکہ خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خطرے میں پڑگئی اور بہت حد تک مکہ میں دعوت کا کام بھی رُک گیا تھا۔ ساری قوت مسلمانوں کی اسلام کے تحفظ اور اپنی جانوں کے دفاع پر صرف ہونے لگی تھی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ ہجرت کر جانے کا حکم دے دیا اور جب اللہ کے رسول اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہجرت کر گئے تو مسلمانوں کے اندر اس احساس کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو گیا تھا کہ مکہ کے ان زور آوروں کا زور توڑنا کسی کے لئے بھی ممکن نہیں۔ اور یہ احساس مسلمانوں کے لئے کوئی نیک فال نہ تھا اس لئے اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ رسولؐ اور اس کے ساتھیوں کی تسلی کے لئے کچھ ہدایات نازل فرمائے چنانچہ اس نے اپنے رسول سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ	اور کتنی ہی بستیاں ہیں جو قوت میں تمہاری اس بستی سے کہیں بڑھ

Marfat.com

الَّتِیْ أَخْرَجَتْکَ أَهْلَکْنَا هُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ. (محمد: ۱۳)

چڑھ کر تھیں جس نے تم کو نکالا ہم نے ان کو ہلاک کر چھوڑا تو کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ بن سکا۔

یہ آیت جہاں اللہ کے رسول ﷺ کی ہجرت کی جانب واضح اشارہ کر رہی ہے وہیں یہ بھی بتا رہی ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ مکہ کے اہل کفر و شرک اتنے زور آور ہیں کہ ان کو مغلوب کرنا ممکن نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ابھی انہیں مہلت دینا چاہتا ہے اور مسلمانوں کو وہاں پہنچا دینا چاہتا ہے جہاں دعوت کے امکانات مکہ کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔

اللہ کے رسولؐ اور ان کے قریبی رفقاء کے ہجرت کر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دیگر اہل ایمان کو بھی مدینہ ہجرت کر جانے کی ترغیب دی تاکہ مسلمان وہاں اکٹھا ہو کر ایک مضبوط قوت بن سکیں۔ چنانچہ اس نے فرمایا

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ. (النحل: ۴۱)

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے کہ ان لوگوں پر ظلم ڈھائے گئے ہم ان کو دنیا میں بھی اچھی طرح متمکن کریں گے اور آخرت کا اجر تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے ہی کاش وہ اس حقیقت کو جانیں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ پہلے ہجرت کر گئے ہیں انہیں بھی، جنہوں نے بعد میں ہجرت کی ہے انہیں بھی اور جنہوں نے مہاجرین کو انتہائی ناگفتہ بہ حالات میں مدد بہم پہنچائی ہے انہیں بھی ہم اپنی عنایاتِ بیکراں سے نوازیں گے۔ اس حوالہ سے پہلے تو انہیں یہ خوش خبری دی کہ چوں کہ انہوں نے ہماری رضا کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے اس لئے ہم بھی ان سے راضی ہو گئے۔ اب دنیا میں بھی ان کے حالات جلد ہی بدل جائیں گے

Marfat.com

اورآخرت میں بھی انہیں ابدی راحت والی جنت عطا کریں گے، فرمایا:

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ (التوبة: ۱۰۰)

اور مہاجرین وانصار میں سے سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور وہ جنہوں نے خوبی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور بڑی کامیابی یہی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے والوں اور اس راہ میں استقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کی لغزشوں سے صرفِ نظر کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرمایا:

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (النحل: ۱۱۰)

پھر تمہارا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آزمائشوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور ثابت قدمی دکھائی تو ان باتوں کے بعد بے شک تمہارا رب بڑا ہی بخشنے والا ہے رحم فرمانے والا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کے متوقع ہیں اور اللہ بڑا

Marfat.com

رَّحِيْمٌ. (البقرة:۲۱۸) بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے گناہوں کی معافی کے اعلان کے ساتھ انہیں جنت کی بشارت بھی دی اور یہ بھی فرمایا کہ یہ میرے پاس سے ملنے والا اجر ہے اور میرے اجر سے اچھا اجر کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا

فَـالَّـذِيْـنَ هَـا جَـرُوْا وَأُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ أُوْذُوْافِيْ سَبِيْلِىْ وَقَاتَلُوْاوَقُتِلُوْا لَاُ كَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّـئَـاتِهِـمْ وَلَاُدْخِـلَنَّهُمْ جَنّـٰاتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَا رُ ثَـوَابًـا مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ. (آل عمران:۱۹۵)	تو جنہوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے، اور میری راہ میں ستائے گئے لڑے اور مارے گئے، میں ان سے ان کے گناہوں کو دور کردوں گا اور ان کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ اللہ کے پاس سے ان کا بدلہ ہوگا اور بہترین بدلہ تو اللہ کے پاس ہی ہے۔

بعض جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مہاجرین و مجاہدین کا درجہ سب سے اونچا ہے اور جن کو ہجرت و جہاد کی سعادت ملے اصل کامیاب وہی ہیں۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا:

اَلَّـذِيْـنَ آمَنُوْاوَهَا جَرُوْا وَ جَاهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَ مْوَالِهِمْ وَأَنْـفُسِهِـمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَاللّٰهِ وَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ. (التوبة:۲۰)	جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کیا ان کا درجہ اللہ کے ہاں بہت بڑا ہے۔ اور یہی لوگ فائز المرام ہیں۔

Marfat.com

اور جو لوگ ہجرت اور جہاد سے جان چراتے ہیں اور دعوائے ایمان کے باوجود اللہ کی راہ میں جان و مال اور وطن کی قربانی دینے کو تیار نہیں ہیں اللہ کے نزدیک وہ مومن نہیں ہیں ان کا دعوائے ایمان جھوٹا ہے۔ ابھی زندگی کی آسائشوں میں انہیں اس بات کا احساس نہیں ہے لیکن اس زندگی کے خاتمہ کے ساتھ ہی ان کی فضیحت شروع ہو جائے گی اور بالآخر انہیں ہمیشہ نار جہنم میں جلنا پڑے گا البتہ جو لوگ خواہش اور کوشش کے باجود ہجرت و جہاد کا فریضہ ادا نہ کر سکیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو عند اللہ معذور سمجھا جائے گا اور انہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا اور جو لوگ ہجرت و جہاد کریں گے اور اسی حال میں انہیں موت آجائے گی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بہترین اجر کو اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے قرآن مجید میں اس طرح کی متعدد آیات ہیں یہاں صرف دو مثالوں پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ سورۂ نساء میں ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ	بے شک جن لوگوں کی جان فر
الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا :	شتے اس حال میں قبض کریں گے کہ وہ
فِیْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا: كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ	اپنی جانوں پر ظلم ڈھائے ہوں گے وہ
فِی الْاَرْضِ قَالُوْا: اَلَمْ تَكُنْ	ان سے پوچھیں گے کہ تم کس حال میں
اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا	پڑے رہے وہ جواب دیں گے ہم تو
فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ	اس سرزمین میں بالکل بے بس تھے وہ
سَآءَتْ مَصِیْرًا	کہیں گے کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی
اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ	کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے یہی
وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ	لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ
حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا	کتنا برا ٹھکانہ ہے البتہ وہ بے بس مرد
فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ	عورتیں اور بچے جو نہ تو کوئی تدبیر کر

Marfat.com

عَنۡهُمۡ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوۡرًا
وَمَنۡ يُّهَاجِرۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ يَجِدۡ
فِى الۡاَرۡضِ مُرٰغَمًا كَثِيۡرًا وَّسَعَةً وَ
مَنۡ يَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَيۡتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى
اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ يُدۡرِكۡهُ الۡمَوۡتُ
فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا.

(النساء:۹۷۔۱۰۰)

سکتے اور نہ کوئی راہ پا رہے ہیں توقع ہے کہ اللہ ان سے درگزر فرمائے گا بے شک اللہ معاف کرنے والا، مغفرت فرمانے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں بڑے ٹھکانے پائے گا اور اسے بڑی وسعت ملے گی اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف ہجرت کرکے نکلے گا پھر اس کو موت آجائے گی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ لازم ہوگیا اور اللہ بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

اور سورۂ انفال میں ہے

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ
هَاجَرُوۡا وَجَاهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ
اَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالَّذِيۡنَ
اٰوَوْا وَّنَصَرُوۡۤا اُولٰٓئِكَ بَعۡضُهُمۡ
اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ
يُهَاجِرُوۡا مَا لَـكُمۡ مِّنۡ وَّلَايَتِهِمۡ مِّنۡ
شَىۡءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوۡا‌ وَاِنِ
اسۡتَـنۡصَرُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ فَعَلَيۡكُمُ

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کیا اور باہم دگر ایک دوسرے کے ولی ہیں جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی یہی لوگ رہے وہ لوگ جو ایمان لائے لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے کوئی رشتۂ ولایت نہیں ہے تا آں

Marfat.com

النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ، وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ آوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَّهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَکُمْ فَاُولٰئِکَ مِنْکُمْ.

(الانفال: ۷۲۔۷۵)

کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ دین کے معاملہ میں تم سے مدد طلب کریں تو تم پر ان کی مدد واجب ہے الا آں کہ یہ مدد کسی ایسی قوم کے مقابل میں ہو جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے، اور جنہوں نے کفر کیا آپس میں وہ ایک دوسرے کے حامی اور مددگار ہیں تو اگر تم یہ نہ کرو گے تو ملک میں بڑا ظلم وفساد ہوگا اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے مغفرت اور باعزت روزی ہے اور جو اس کے بعد ایمان لائیں اور ہجرت کریں اور تمہارے ساتھ جہاد میں شریک ہوں تو یہی لوگ تمہارے اندر کے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

ازواجِ نبی ﷺ

قران مجید میں نبی کریم ﷺ کی بیویوں کا ذکر دو پہلوؤں سے ہوا ہے

ایک پہلو تو یہ ہے کہ عام اہل ایمان سے ان کا کیا رشتہ ہے؟

دوسرا پہلو یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے ان کے رشتہ کی نوعیت کیا ہے؟

عام اہل ایمان سے ان کا رشتہ دو طرح کا ہے

۱۔ایک یہ کہ وہ ان کی مائیں ہیں۔قران کہتا ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب:٦)

نبی کا حق مومنوں پر ان کی اپنی ذات سے زیادہ ہے اور ان کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔

۲۔دوسرا یہ کہ وہ تمام مومن خواتین کے لئے اسوہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الأحزاب:۳۲)

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔

اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کے رشتہ کی نوعیت یہ ہے کہ چوں کہ وہ نبی کی بیویاں ہیں اس لئے انہیں ایسی زندگی گزارنی چاہیے جو ازواجِ نبی کے شایانِ شان ہو۔ان کے شایانِ شان جو کردار ہے اس کی تفصیل قرآن نے یوں بیان کی ہے:

Marfat.com

(الف) وہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹ باٹ سے اجتناب کریں۔ قرآن کہتا ہے:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا. (الاحزاب: ۲۸)

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینتوں کی طالب ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں۔

(ب) وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کریں اور آخرت کی فکر کریں۔ قرآن کہتا ہے:

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا. (الاحزاب: ۲۹)

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کی طالب ہو تو اطمینان رکھو کہ اللہ نے تم میں سے خوبی کے ساتھ نباہ کرنے والیوں کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

(ج) ان کے مرتبہ کے لحاظ ہی سے ان کی سزا اور اسی کے شایانِ شان جزا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا. (الاحزاب: ۳۰)

اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہو گی تو اس کے لئے دو چند عذاب ہے اور یہ بات اللہ کے لئے آسان ہے۔

اور آگے ہے:

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ،

اور جو تم میں سے اللہ اور اللہ کے رسول کی فرماں بردار بنی رہے گی اور عملِ صالح کرتی رہے گی تو ہم اس کو دوہرا اجر دیں گے،

Marfat.com

وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا. (الاحزاب: ۳۱) — اور ہم نے اس کے لئے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔

(د) وہ گفتگو میں نہ ایسی لچک رکھیں جو فتنہ کو دعوت دے اور نہ ایسی خشونت پیدا کریں جو معروف کے خلاف ہو کیوں کہ دونوں صورتوں میں ماں کے درجہ کے مجروح ہونے کا اندیشہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ لَهُ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا. (الاحزاب: ۳۲) — اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو اگر تم تقوی اختیار کرو تو تم لہجہ میں نرمی نہ دکھاؤ کہ جس کے دل میں کوئی بیماری ہے وہ کسی طمع خام میں مبتلا ہو جائے البتہ بات معروف کے مطابق کہو۔

(ہ) وہ درونِ خانہ کو اپنا دائرۂ کار سمجھیں۔ فرمایا:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ. (الاحزاب: ۳۳) — اور اپنے گھروں کو لازم پکڑو۔

(و) گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں آرائش سے احتراز کریں۔ ارشاد ہوا

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى. (الاحزاب: ۳۳) — اور سابقہ جاہلیت کے سے انداز اختیار نہ کرو۔

(ز) عبادات کا اہتمام کریں۔ فرمایا:

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِيْنَ الزَّكَاةَ: (الاحزاب: ۳۳) — اور نماز کا اہتمام کرو اور زکاۃ دیتی رہو

(ح) اللہ کا جو پیغام رسول کے ذریعہ ان کو ملا ہے اس کی دوسری عورتوں میں تبلیغ و تذکیر کریں۔ فرمایا:

Marfat.com

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ. (الاحزاب: ۳۴)

اور تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی جو تعلیم ہوتی ہے اس کی تذکیر کرو۔

(ط) وہ رسول پر بحیثیت بیوی ایسا دباؤ نہ ڈالیں اور نہ ایسی حرکتیں کریں جن سے رسول کا وقار مجروح ہو۔ اسی طرح رسول کو بھی یہ ہدایت ہوئی ہے کہ وہ بحیثیت شوہر ان کا پورا پورا خیال رکھیں، نہ محبت میں بہت آگے چلے جائیں اور نہ نفرت ہی میں حدود سے تجاوز کریں۔ اس پہلو سے سورہ طلاق اور سورہ تحریم کا مطالعہ مفید ہوگا۔

☆☆☆

Marfat.com

فریضہ شہادتِ حق

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو دینِ حق کی شاہراہ پر گامزن کیا تھا اور اس کی شہادت کی ذمہ داری بھی ان پر ڈالی تھی تاکہ سارے انسانوں کو اس کے ذریعہ منزلِ مقصود تک پہنچنے میں سہولت ہو پھر آپ ﷺ کی دعوت و شہادت کے ذریعہ جو لوگ بھی اس شاہ راہ پر آجائیں ان کو بھی اس بات کا مکلف بنایا کہ وہ دوسرے لوگوں کے سامنے اس دینِ حق کی شہادت دیں۔ چنانچہ فرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا.	اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر دین حق کی گوائی دینے والے بنو اور رسول تم پر اس کی گواہی دینے والا بنے۔

(البقرۃ: ۱۴۳)

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو اور آپ ﷺ کی جدوجہد کے نتیجہ میں جو امت برپا ہوئی ہے اس کو بھی شہادتِ حق کی ادائیگی کی تلقین فرمائی اور یہ بھی وضاحت فرمائی کہ نہ یہ کوئی ایسا مشکل کام ہے جس کی طاقت تمہارے اندر نہیں ہے اور نہ یہ کوئی ایسا فریضہ ہے جو پہلی بار تم پر ہی عائد ہوا ہے بلکہ یہ وہی کام ہے جو

Marfat.com

تمہارے باپ ابراہیمؑ انجام دے چکے ہیں اور خود انہی نے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ نسلِ اسماعیل میں ایک ایسا پیغمبر مبعوث فرما جو دینِ حق کی گواہی دے اور اس کے ذریعہ ایک ایسی امت برپا کر جو اس فریضہ کی ادائیگی کرے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ. (الحج:۷۸)	اور اللہ کی راہ میں جد و جہد کرو جیسا کہ اس کا حق ہے اسی نے تم کو چنا ہے اور دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے تمہارے باپ ابراہیم کی ملت کو تمہارے لئے پسند فرمایا۔ اسی نے اس سے پہلے تمہارا نام مسلم رکھا اور اس قرآن میں بھی تمہارا نام مسلم ہی ہے تا کہ رسول تم پر اللہ کے دین کی گواہی دے اور تم دوسرے لوگوں پر اس کی گوائی دو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت بھی فرمادی ہے کہ ہم نے جس طرح محمد ﷺ کو شاہد دین بنا کر بھیجا ہے اسی طرح تمام پیغمبروں کو شاہد دین حق بنا کر بھیجا تھا جیسا کہ فرمایا:

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا. (المزمل:۱۵)	بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول تم پر دین حق کی گواہی دینے وال بنا کر بھیجا ہے جیسا کی ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔

اور متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے خود حضرت محمد ﷺ کو ان کی یہ حیثیت یاد دلائی ہے۔

مثلاً: ایک جگہ فرمایا:

Marfat.com

يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا.

(الاحزاب: ۴۵)

اے نبی! بے شک ہم نے تم کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو شاہد حق اور اس کی امت کو امتِ دعوت بنایا ہے۔ اب یہ تو لوگوں کی شومیٔ قسمت ہے کہ رسول کی حیثیت کو پہچان نہیں پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ منکرین ابھی تو اپنے رسول کو نہیں پہچان رہے ہیں لیکن قیامت کے روز اچھی طرح پہچانیں گے لیکن اس وقت پہچاننے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ فرمایا:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ.

(النحل: ۸۴)

اور یاد کرو اس دن کو جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے پھر جن لوگوں نے کفر کیا نہ ان کو عذر کرنے کی اجازت دی جائے گی اور نہ ان سے یہ فرمائش ہوگی کہ وہ اللہ کو راضی کریں۔

اور بعض جگہوں پر اپنے رسول سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر آج یہ تمہاری حیثیت کو نہیں پہچان پا رہے ہیں تو گھبراؤ مت قیامت کے روز جب ہم ہر امت سے گواہ اٹھائیں گے تو تمہیں بھی تمہاری امت کے گواہ کی حیثیت سے سامنے لا کھڑا کریں گے پھر دیکھنا کہ اس وقت ان سے کیا جواب بن پڑتا ہے؟ فرمایا:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰؤُلَاءِ.

(النحل: ۸۹)

اور یاد کرو جس دن ہم ہر امت سے ایک گواہ ان پر انہی میں سے اٹھائیں گے اور تم کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

Marfat.com

ایک دوسری جگہ ہے:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا. (النساء: ۴۱)

تو اس دن ان کا کیا حال ہوگا جب ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور تم کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لا کھڑا کریں گے۔

پھر اس دن رسول کے ان ناقدروں کی جو کیفیت ہوگی قرآن نے اس کا ذکر اس طرح کیا ہے:

يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا. (النساء: ۴۲)

اس دن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جنہوں نے رسول کی نافرمانی کی، تمنا کریں گے کہ کاش ان کے سمیت زمین برابر کر دی جاتی (لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہوگا) اور اس دن وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔

یہاں تک سیرتِ رسول کے ماخذ کی حیثیت سے قرآن مجید کی جن آیتوں کو پیش کیا گیا ہے ان کا تعلق زیادہ تر آپ کے ذاتی تعارف اور مقامِ رسالت و نبوت سے تھا۔ اب آگے اس کا دوسرا حصہ ہے جس میں آپ ﷺ کی دعوت، ارکانِ دعوت اور مراحلِ دعوت کے تعلق سے گفتگو کی جائے گی۔

☆☆☆

Marfat.com

باب دوم

Marfat.com

اس حصہ میں جن گوشوں سے بحث کی جا رہی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں

☆ دعوت

☆ ارکان دعوت

☆ توحید

☆ الوہیت، ربوبیت

☆ شریعت الٰہی کی پابندی

☆ اقامت دین

☆ تین اوامر

عدل، احسان، ایتائے ذی القربیٰ

☆ تین منہیات

فحشاء، منکر، بغی

☆ ملی اتحاد

☆ اطاعت رسول

☆ دعوت کے تدریجی مراحل

Marfat.com

دعوت

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا ہے ان تمام کا بنیادی مقصدِ بعثت امت کی تعلیم و اصلاح رہا ہے اسی لئے ان کی دعوت میں ایک معلم کی شفقت اور ایک داعی کی دل سوزی و غمگساری بہت واضح طور سے نظر آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ہدایت بھی اسی کی ہوئی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو فرمایا:

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ۔ (طٰہٰ: ۴۴)

پس تم دونوں اسے نرمی کے ساتھ دعوت دینا شاید وہ یاد دہانی حاصل کرے یا ڈرے۔

جب دعوت کا لہجہ نرم اور ہمدردانہ ہوتا ہے تو مدعو کے اندر تذکّر کا داعیہ پیدا ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے اور تذکر ہی کے راستہ سے خشیتِ الٰہی تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اب اگر مدعو کے اندر خشیت پیدا ہو جائے تو آپ سے آپ وہ نیکیوں کے لئے تیار اور برائیوں سے دست بردار ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص اس لینت اور ہمدردی کی قدر نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سنگدل اور ہٹ دھرم ہے۔ مدعو کی سنگ دلی اور ہٹ دھرمی کا نقصان داعی کو نہیں ہوتا بلکہ اس کا نقصان خود مدعو ہی اٹھاتا ہے اس لئے داعی کو لینت اور ہمدردی

Marfat.com

ہی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے منافقین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم رسول کی دعوت قبول کرو گے تو راہ یاب ہو گے ورنہ خود ہی بھٹکتے رہو گے، کسی کا کیا بگاڑو گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُوْلَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَ إِنْ تُطِيعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ. (النور: ۵۴)

اے نبی! ان سے کہہ دو کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اگر تم اعراض کرو گے تو یاد رکھو کہ رسول پر صرف وہ ذمہ داری ہے جو اس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر وہ ذمہ داری ہے جو تم پر ڈالی گئی ہے اب اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو راہ یاب ہو گے اور رسول پر فقط واضح طور سے پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔

نبی کی بعثت درحقیقت مدعو قوم کے لئے ایک رحمت ہوتی ہے کیوں کہ وہ قیادت کی راہ ہموار کرنے کے لئے نہیں بلکہ قوم کی تعلیم واصلاح کے لئے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ. (القصص: ۴۶)

لیکن تم اپنے رب کی طرف سے رحمت کے طور پر بھیجے گئے ہو کہ ایک ایسی قوم کو ڈراؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا تا کہ وہ یاد دہانی حاصل کریں۔

رسول کی دعوت حقیقی زندگی کی دعوت ہوتی ہے، اسی دعوت سے انسان کو نورِ بصیرت

Marfat.com

حاصل ہوتا ہے اور جو اس کو قبول کر لیتا ہے اس کا دل آئینۂ تجلیاتِ یزدانی اور مصدرِ انوارِ الٰہی بن جاتا ہے اور جس کا دل آئینۂ تجلیاتِ یزدانی اور مصدرِ انوارِ الٰہی ہو جائے اسے حیاتِ جاوداں حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ اس دنیا میں بھی عزت و وقار کی زندگی گزارتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اپنی طہارتِ قلب، فکرِ سلیم اور عملِ صالح کی وجہ سے زندہ ہی رہتا ہے۔ دنیا اسے یاد کرتی ہے اور اس کی زندگی کو اپنے لئے اسوہ بناتی ہے اور جب وہ آخرت میں بارگاہِ خداوندی میں حاضری دیگا تو اپنے حسنِ انجام سے بہت خوش اور مگن ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يٰـأَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَـنُـوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ.	اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی دعوت پر لبیک کہو جب کہ رسول تمہیں اس چیز کی دعوت دے رہا ہے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔
(الانفال: ۲۴)	

غور کیجئے: اندھیری رات کے دو مسافر ہیں جن میں سے ایک کے پاس روشنی ہے اور دوسرا روشنی سے محروم ہے۔ کیا دونوں کا سفر یکساں ہوگا؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ جس کے پاس روشنی ہے وہ تو نشیب و فراز اور عقبات و مہلکات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اس لئے اگر وہ جان بوجھ کر اپنی زندگی کا خاتمہ نہ کر لے تو اس کے لئے راستہ طے کرنا زیادہ دشوار نہیں ہے لیکن جو روشنی سے محروم ہے اور اسے اس اندھیری رات میں کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے وہ اندازے سے ہی آگے بڑھے گا۔ اگر راستہ میں عقبات و مہلکات ہیں تو ان میں اس کے گرنے کا خطرہ ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ تاریکی موت کا پیش خیمہ ہے اور روشنی زندگی کی ضمانت ہے۔ کفر بھی تاریکی ہے، اوہام و ظنون اور خواہشات و بدعات کی تاریکی۔ جب کہ اسلام نور ہے، صراطِ مستقیم کا نور۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کفر کی تاریکی کو موت اور نورِ اسلام کو زندگی سے تعبیر کیا ہے۔ فرمایا:

Marfat.com

أَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَ جَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَّمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا، كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِيْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ.
(الانعام: ۱۲۲)

کیا وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک روشنی عطا کر دی جس کو لے کر وہ لوگوں میں چلتا ہے اس کے مانند ہوگا جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہے، ان سے نکلنے والا نہیں؟ اسی طرح کافروں کی نظر میں ان کے اعمال مزین کر دئے گئے ہیں۔

رسول کی دعوت چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ڈالی گئی ایک ذمہ داری ہوتی ہے، اسلئے اسکی کامیابی کے امکانات بہت روشن ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود اسکے لئے اسباب و وسائل مہیا کرتا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ مکہ کی زمینِ شور میں بھی اللہ تعالیٰ نے روئیدگی کی صلاحیت پیدا کی اور انتہائی ناسازگار حالات میں بھی ایک بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا۔ یوں کفر کی دنیا دن بدن سمٹتی چلی گئی اور اسلام کی فضا وسیع تر ہوتی گئی۔ اسی صورتِ حال کی تعبیر کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ.
(الرعد: ۴۱)

کیا وہ یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم سرزمین (مکہ) کی طرف بڑھ رہے ہیں اس کو اس کے اطراف سے کم کرتے ہوئے؟ فیصلہ اللہ کرتا ہے اور کوئی اس کے فیصلہ کو ٹالنے والا نہیں ہے اور وہ بہت جلد حساب چکا دینے والا ہے۔

Marfat.com

دعوت کے سلسلہ میں رسول کی ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ وہ لوگوں کو بتا دے کہ ہم جس دعوت کو لے کر اٹھے ہیں وہ بالکل حق ہے اور ہم پر دعوت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ہی ڈالی ہے، ہم اسی کی ڈالی گئی ذمہ داریوں کو ادا کر رہے ہیں جو لوگ اس کو قبول کریں گے ان کو آخرت میں کامیابی کی بشارت دیتے ہیں اور جو لوگ اس سے اعراض کریں گے ان کو انجامِ بد سے آگاہ کرتے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَ مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا.

اور ہم نے اس کو حق کے ساتھ اتارا ہے اور یہ حق ہی کے ساتھ اترا ہے۔ اور اے نبی! ہم نے تم کو صرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ (بنی اسرائیل: ۱۰۵)

رسول پر دعوت کی یہ ذمہ داری چونکہ اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے اس لئے اس نے اس کی کامیابی کی ضمانت بھی فراہم کی ہے۔ اس کی یہ بڑی معروف سنت ہے کہ وہ اپنے کسی بندہ پر جب کوئی ذمہ داری ڈالتا ہے اور وہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے پوری طرح آمادہ اور تیار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں اس کی مدد فرماتا ہے اور اگر اس کے اندر اس ذمہ دارانہ منصب کے حصول کی کوئی تمنا نہ ہو بلکہ صرف تعمیلِ حکم میں وہ اسے اٹھا رہا ہو اور اسکے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار ہو تب تو نصرتِ الٰہی قطعی اور یقینی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سے فرمایا:

إِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلٰى مَعَادٍ.

بے شک جس نے تم پر قرآن کی ذمہ داری ڈالی ہے وہ تمہیں ایک اچھے انجام تک پہنچا کے رہے گا۔ (القصص: ۸۵)

اس کے بعد فرمایا:

Marfat.com

وَمَا كُنتَ تَرْجُوْ أَنْ يُّلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكَافِرِيْنَ.
(القصص: ۸۶)

اور تم تو اس کے آرزو مند تھے نہیں کہ تم پر کتاب اتاری جائے اور یہ تو تم پر تمہارے رب کا فضل ہے چنانچہ تم کافروں کے پشت پناہ نہ بنو۔

اس نے اپنی اسی سنت کے مطابق دعوتِ دین میں وہ تاثیر اور کشش عطا فرمائی کہ لوگ ایک تسلسل کے ساتھ اسلام میں داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کفر کا دائرہ سمٹ رہا ہے اور اسلام کا دائرۂ اثر فزوں تر ہے جس کا ذکر سورۂ رعد کی اس آیت میں بھی ہے جو پیچھے نقل کی گئی ہے۔

رسول کی دعوت بے لوث ہوتی ہے، وہ اپنی اس خدمت پر کسی سے اجر کا طالب نہیں ہوتا اور نہ معاشی مشکلات سے گھبراتا ہے کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ رزق کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جسے رزق دینا چاہے وہ معاشی ناکہ بندیوں کے باوجود بھوکا نہیں مر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسکے لئے رزق کی ایسی راہیں کھول دے گا جن کی طرف لوگوں کا ذہن بھی نہیں جاتا۔ وہ بڑی محکم قوت و تدبیر کا مالک ہے۔

رسول اپنی دعوت کے تمام مراحل میں نہایت واضح لفظوں میں یہ اعلان کرتا ہے کہ:

مَا أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَمَا أُرِيْدُ أَنْ يُّطْعِمُوْنِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ.
(الذاریات: ۵۷۔۵۸)

نہ میں ان سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ رزق کا سامان کریں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھلائیں ۔ بے شک اللہ ہی روزی رساں، زور آور اور قوت والا ہے۔

رسول اس قدر بے لوث اور بے نیاز کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس سے فرما دیا ہے:

Marfat.com

لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَّحْنُ نَرْزُقُکَ. (طٰہٰ: ۱۳۲)

ہم تم سے رزق کا مطالبہ نہیں کرتے بلکہ ہم خود ہی تم کو رزق فراہم کرتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ. (الحجر: ۸۸)

اور ہم نے ان (کافروں) کی بعض جماعتوں کو جن چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے ان کی طرف نگاہ نہ اٹھاؤ۔

گویا دعوتِ دین کے لئے کسی خارجی زاد و راحلہ کی ضرورت نہیں، وہ اپنا زاد و راحلہ خود اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جس فریضۂ دعوت کی ادائیگی کے لئے مبعوث فرمایا تھا اسے پہلے اپنے لوگوں میں ادا کرنا تھا پھر اسے وسعت دے کر تمام انسانوں تک پہنچانا تھا۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ کی دو حیثیتیں مقرر کی گئیں، خود نبی کریم ﷺ نے اپنے ہم وطنوں اور قرابت داروں سے فرمایا:

انی رسول اللہ الیکم خاصۃو الی الناس کافۃ. (جمھرۃ خطب العرب)

بے شک میں تمہاری طرف خاص طور سے اور باقی لوگوں کی طرف عام طور سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

بالفاظِ دیگر آپ ﷺ کی ایک بعثت خاص تھی اور دوسری عام۔ بعثتِ خاص کا اس آیت میں ذکر ہے:

وَأَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْأَقْرَبِیْنَ. (الشعراء: ۲۱۴)

اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

Marfat.com

وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا. (الشوریٰ: ۷)	اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف ایک عربی قرآن وحی کیا تا کہ تم اہلِ مکہ اور اس کے گردو پیش والوں کو آگاہ کردو۔

اللہ کی ہدایت کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے سب سے پہلے اپنے گھر، خاندان اور اعزہ واقارب کو اپنا مخاطب بنایا اور انہیں پوری دردمندی اور دل سوزی کے ساتھ دعوت دی، اس کے بعد حکمِ خداوندی ہوا کہ اب تم انذارِ عام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ چونکہ نبی کریم ﷺ کو اپنے قرابت داروں کی طرف سے بھی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تھا اس لئے فطری طور سے دوسروں کے پاس اس پیغام کو لے کر جانا اور بھی بے جگری ہی کا کام تھا اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے انذارِ عام کی تیاری کا حکم دیا تو ان کے احساس کے پیشِ نظر اسے ایک بڑی ذمہ داری قرار بھی دیا۔ چنانچہ فرمایا:

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا. (المزمل: ۵)	یقیناً ہم تم پر ایک بھاری بات (بڑی ذمہ داری کا بوجھ) ڈالنے والے ہیں۔

نبی کریم ﷺ ایک تو اس بات سے ملول رہتے تھے کہ ان کے گھر، خاندان اور قرابت کے لوگ ہی دعوتِ دین کے قبول کرنے میں سنجیدہ نظر نہیں آرہے تھے اوپر سے اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی بڑی ذمہ داری کا بوجھ ڈالنے کا عندیہ دے دیا تھا۔ ایسی حالت میں آپ ﷺ کا انتہائی فکرمند ہونا فطری امر تھا۔ اس فکروتردد میں آپ ﷺ بالعموم اپنی چادر میں لپٹے لپٹائے رہتے تھے۔ جو غموں میں ایک بڑا سہارا ہوتی ہے۔ ہر فکرمند انسان کی حالت یہی ہوتی ہے، انہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ سے فرمایا:

Marfat.com

يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ.

(المدثر: ۱۔۷)

اے چادر لپیٹے رکھنے والے اٹھ اور انذارِ عام کر اور اپنے رب ہی کی کبریائی کا اعلان کر، اپنے دامن کو پاک رکھ اور ناپاکی کو چھوڑ اور اپنی کاوش کو زیادہ خیال کر کے منقطع نہ کر اور اپنے رب کے لئے ثابت قدم رہ۔

اس پیار بھرے اسلوبِ خطاب میں اللہ تعالیٰ نے جہاں نبی کریم ﷺ کو یہ تسلی دی کہ چادر اوڑھ لپیٹ کر فکر و تردد کرنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ جس کام پر مامور کئے گئے ہو اسے مستعدی سے انجام دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ گھبراؤ نہیں۔ ہم نے جو ذمہ داری تم پر ڈالی ہے اسے انجام تک پہنچانے کی تدبیر ہم خود کریں گے، تم اٹھو اور اپنے رب کی کبریائی کا اعلانِ عام کرو۔ مخالفین تم پر کتنی ہی خاک بازی کریں تم اسکی پرواہ ہرگز مت کرو اور اپنے دامن پر نجاستِ شرک کا کوئی چھینٹا نہ آنے دو، شرک سے بالکل دور رہو۔ اب تک تم نے دعوت کا جو فریضہ انجام دیا ہے اسے کافی خیال کر کے بیٹھ نہ رہو بلکہ اپنی اس دعوت کے دائرۂ کار کو سارے عالم تک پھیلاؤ۔ تمہاری یہ دعوت سارے عالم میں عام ہو کر رہے گی اور یہ مخالفین اپنے کیفر کردار کو پہنچ کر رہیں گے۔ غلبۂ اسلام کی گھڑی آئے گی ضرور لیکن اس گھڑی کے آنے تک تمہیں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ وہیں یہ بھی فرمایا کہ جس دعوت کو لے کر اٹھے ہو وہی دعوت تمام انبیا کی رہی ہے اور تمام انبیا کی امتوں نے وہی رویہ اختیار کیا جو تمہاری امت نے اختیار کیا ہے۔ اس لئے یہ کوئی نئی صورتِ حال تمہارے سامنے نہیں آ گئی ہے کہ تم پریشان ہو۔ میں نے تمام رسولوں کو یہ ہدایت دی تھی کہ:

Marfat.com

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ.

اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو میں اس سے اچھی طرح واقف ہوں جو کچھ تم کرتے ہو۔

(المومنون: ۵۱)

اور یہ بھی فرمایا

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ.

(المومنون: ۵۲)

یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ہی ڈرو۔

لیکن افسوس کہ بعد میں لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا اور ٹکڑیوں میں بٹ گئے۔

فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ.

(المومنون: ۵۳)

پس امتوں نے اپنے دین کو اپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور ہر گروہ اسی میں مگن ہے جو اسکے پاس ہے۔

اس لئے اے نبی! تمہاری قوم کا موجودہ رویہ کوئی حیرتناک رویہ نہیں ہے۔ تم اپنا فرض ادا کرو، اگر لوگ اپنی غفلت اور سرمستی سے باز نہیں آتے تو اسکی سزا وہ خود بھگتیں گے۔ فرمایا:

فَذَرْهُمْ فِىْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ.

(المومنون: ۵۴)

تو ان کو ان کی سرمستی میں چھوڑ دو یہاں تک کہ ان کی تباہی کے لئے جو وقت مقرر ہے وہ آجائے۔

اور اگر وہ تمہارے ساتھ نازیبا حرکتیں کرتے ہیں تو ان کی ان حرکتوں کا جواب عمدہ سلوک سے دو۔ یہ عمدہ سلوک ایک ایسا حربہ ہے جس سے بڑے بڑے مخالفین اور معاندین کے دل جیتے جاسکتے ہیں اور وہ دشمنی چھوڑ کر دوستی کے لئے آمادہ ہوسکتے ہیں۔ دیکھو! دل ہر

Marfat.com

ایک کے پاس ہوتا ہے اور ہر شخص نیکی اور برائی میں تمیز جانتا ہے۔ اچھی طرح جان لو کہ:

لَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ أَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ. (حم السجدہ: ۳۴)

بھلائی اور برائی دونوں یکساں نہیں ہو سکتے تم برائی کو اس طریقہ سے دفع کرو جو زیادہ بہتر ہے تو تم دیکھو گے کہ وہی جس کے اور تمہارے درمیان عداوت ہے وہ تمہارا دوست بن گیا ہے۔

ہر چند کہ زیادتی کرنے والے کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کرنے کی قانونی گنجائش ہے جو اُس نے کیا لیکن یہ رویہ ہر حالت میں مفید نہیں ہوتا البتہ تحمل اور حسن سلوک ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے دلوں پر قبضہ کیا جا سکتا ہے۔ اس حقیقت کی وضاحت ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ أَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ. (النحل: ۱۲۵۔۱۲۶)

لوگوں کو اپنے رب کے راستہ کی طرف دعوت دو حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے عمدہ ہو بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور خوب جانتا ہے ان کو بھی جو ہدایت یاب ہیں اور اگر تم ان کی کسی حرکت کا بدلہ لو تو بس اسی کے مانند بدلہ لو جو تمہارے ساتھ کیا گیا ہے لیکن اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

ارکانِ دعوت دین

ارکان دعوت دین بنیادی طور سے تین ہیں۔

۱۔توحید

۲۔شریعتِ الٰہی کی پابندی

۳۔اطاعتِ رسول

تمام رسولوں کی دعوت انہیں تین ارکان پر مبنی رہی ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی انہی تینوں بنیادی ارکان کی دعوت دی ہے۔

توحید:

دنیا کی ساری قومیں اور ہر مذہب کے لوگ اللہ کو مانتے ہیں لیکن ان کے ماننے اور رسول ﷺ کی ہدایت کے مطابق ماننے میں بڑا فرق ہے۔ یہ تو سب لوگ مانتے ہیں کہ اللہ ہے لیکن اگر اس کی صفات اور حقوق کے ساتھ اسے نہ مانا جائے تو یہ ماننا نہیں ہے۔ اصل ماننا یہ ہے کہ اس بات کو تسلیم کریں کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا خالق ہے اور وہی رازق بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو حکم دیا کہ تم مشرکوں سے کہہ دو کہ میں اللہ کے علاوہ کسی کو بھی اپنا معبود اور کارساز نہیں بنا سکتا کیوں کہ وہی پوری کائنات کا خالق اور اس میں رہنے بسنے والی مخلوقات کا رازق ہے۔ فرمایا:

Marfat.com

قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَكُوْنَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قُلْ إِنِّيٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ.

(الأنعام: ۱۴۔۱۶)

اے نبی! کہو: کیا میں اللہ کے سوا جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے کسی اور کو اپنا کارساز بناؤں؟ حالانکہ وہ کھلاتا ہے، کھاتا نہیں کہہ دو کہ مجھے تو حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا بنوں اور (اے مکہ والو!) تم بھی مشرکوں میں سے نہ بنو کہہ دو کہ اگر میں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی تو میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو شخص اس دن اس سے محفوظ رکھا گیا درحقیقت وہی ہے جس پر اللہ نے رحم فرمایا اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی دو بڑی اہم اور معروف صفات ہیں:

۱۔ الوہیت ۲۔ ربوبیت

الوہیت:

توحید الوہیت کے اقرار کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا آقا اور معبود تسلیم کرے، اس کے ہر حکم کو مانے، اپنا سر اطاعت اسی کے آگے خم کرے اور اپنی تمام تر عبادتوں کا مستحق اسی کو سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ سے فرمایا کہ اے نبی! اگر یہ یہود و نصاریٰ یہودیت اور نصرانیت کی حمایت اور اسلام کی مخالفت میں تم سے بحث

Marfat.com

ومجادلہ کر رہے ہیں تو تم ان سے صاف کہہ دو کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے تو اپنے آپ کو مکمل طور سے اللہ کے حوالہ کر دیا، وہ ہمیں جس چیز کا بھی حکم دے گا ہم اس کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے حکم کے خلاف ہم ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے اور ہم تم کو بھی اسی کی دعوت دیتے ہیں۔ اب اگر تم اس دعوت کو قبول کر لیتے ہو تو اپنے لئے ہدایت کی راہ کھولو گے لیکن اگر تم اس دعوت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو تو ہم اپنا فریضۂ دعوت ادا کئے دے رہے ہیں، آگے تم جانو اور تمہارا رب جانے۔ فرمایا:

فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ. (آل عمران: ۲۰)

پس اگر وہ تم سے اس بارے میں جھگڑتے رہیں تو کہہ دو کہ میں نے اور جنہوں نے میری پیروی کی اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کر دیا اور اہلِ کتاب اور امیوں سے پوچھو کہ کیا تم بھی اسی طرح اسلام لاتے ہو؟ اب اگر وہ بھی اسی طرح اسلام لائے تب تو وہ بھی راہ یاب ہوئے لیکن اگر انہوں نے اعراض کیا تو تمہارے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو خود دیکھ رہا ہے۔

اسی طرح کی بات ایک اور موقع پر کہہ دینے کی ہدایت فرمائی البتہ اسلوب ایسا اختیار فرمایا جس میں اہلِ ایمان کے لئے تسلی اور اہلِ کفر و شرک کے لئے وعید و تہدید کے پہلو بھی نمایاں ہو جائیں۔ فرمایا:

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي

اے نبی! میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو تم

Marfat.com

هٰذِهِ الدُّنْيَا، حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللّٰهِ
وَاسِعَةٌ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ
أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ قُلْ اِنِّيْ
اُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ
الدِّيْنَ وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ
الْمُسْلِمِيْنَ قُلْ اِنِّيْ أَخَافُ اِنْ
عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ
قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِيْنِيْ
فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ قُلْ اِنَّ
الْخَاسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا
اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلَا
ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ لَهُمْ
مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ
تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ
بِهٖ عِبَادَهٗ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ وَالَّذِيْنَ
اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ أَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَ
اَنَابُوْا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى
فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ
الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ، اُولٰئِكَ
الَّذِيْنَ هَدَاهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰئِكَ هُمْ
اُولُوا الْاَلْبَابِ. (الزمر: ۱۰۔ ۱۸)

اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو لوگ اس دنیا میں نیکی کریں گے، ان کے لئے آخرت میں نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین کشادہ ہے تو جو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے ان کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا کہہ دو کہ مجھے تو حکم ملا ہے کہ میں اللہ ہی کی بندگی کروں اسی کی خالص اطاعت کے ساتھ اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں کہہ دو کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہہ دو کہ میں تو اللہ ہی کی بندگی کرتا ہوں اسی کی خالص اطاعت کے ساتھ، سو تم اس کے سوا جس کی چاہو بندگی کرو۔ کہہ دو کہ حقیقی خسارہ والے وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو قیامت کے دن خسارے میں ڈالا۔ یاد رکھو کہ کھلا ہوا خسارہ وہی ہے ان کے لئے ان کے اوپر سے بھی آگ ہی کا اوڑھنا ہوگا اور

Marfat.com

نیچے سے بھی آگ ہی کا بچھونا ہوگا یہ وہ چیز ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس اے بندو! مجھ ہی سے ڈرو اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت میں ملوث ہونے سے احتراز کیا اور وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے ان کے لئے خوشخبری ہے تو میرے، ان بندوں کو خوشخبری دے دو جو بات کو توجہ سے سنتے اور اس میں سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت بخشی اور یہی عقل والے ہیں۔ (ترجمہ)

اسی سورہ میں آگے ہے کہ جو لوگ اللہ کی توحید الوہیت کے قائل نہیں ہیں اگر ان سے کائنات کی بعض ایسی مخلوقات کی تخلیق کے بارے میں پوچھا جائے جن کے مقابلہ میں ان کے جھوٹے خداؤں کی حیثیت پر کاہ کے برابر بھی نہیں ہے تو یہ خود ہی اعتراف کریں گے کہ جی بالکل ان کا خالق اللہ ہے لیکن ان بے عقلوں کی سمجھ میں نہیں آتا کہ جب اللہ تعالیٰ اتنے بڑے بڑے کام کر لینے پر قادر ہے تو اسے ان چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے کسی اور کی ساجھیداری کی کیا ضرورت؟ اسی طرح ان سے کہا جائے کہ تم نے جن کو اللہ کے علاوہ اپنا معبود بنا رکھا ہے ذرا بتاؤ کہ ان کی کارگزاریاں کیا ہیں؟ تو ان کے گیند کی ہوا نکل جائے گی اور سوائے سکوت کے ان کے پاس کوئی چارہ نہیں رہ جائے گا۔ پھر بھی یہ اپنے فکر و عقیدہ پر نظرِ ثانی کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس سے بڑی بے عقلی اور خرد باختگی اور کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ	اور اگر تم ان سے پوچھو کہ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ	آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو
قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ	جواب دیں گے: اللہ نے، ان سے
اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ	پوچھو کہ بھلا یہ چیزیں جن کو تم پوجتے ہو
كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ	اگر اللہ نے مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی

Marfat.com

هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ.

(الزمر: ۳۸)

چاہی تو یہ اس کی پہنچائی ہوئی تکلیف کو دور کرنے والی بن سکتی ہیں؟ یا اگر اس نے مجھ پر کوئی فضل کرنا چاہا تو کیا یہ اس کو روک لینے والی ہو سکتی ہیں؟ کہہ دو کہ اللہ میرے لئے کافی ہے اور بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

یہ سورۂ زمر پوری کی پوری توحید ہی کی سورہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید الوہیت کو مختلف اسالیب سے ثابت کیا ہے مثلاً یہ کہ انسانوں کی زندگی اور موت کا مالک صرف اللہ ہے، شفاعت اسی کا حق ہے، مختلف آلام و مصائب سے نکالنے والا وہی ہے، رزق و فضل بھی اسی کے اختیار میں ہے، یاس و قنوطیت کے ماحول میں امید کی کرن بھی اسی کے حکم سے نمودار ہوتی ہے، حصولِ رحمت کے لئے درخواست بھی اسی کی بارگاہ میں گزاری جا سکتی ہے، نئی زمین اور نئے قوانین بھی اسی کے حکم سے وجود میں آئیں گے، قیامت کے دن عدالت و شہادت کا قیام بھی اسی کے اذن سے عمل میں آئے گا، نیکو کاروں کو ان کی نیکی کا صلہ اور ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا بھی وہی دے گا، فرشتے بھی اسی کے حکم کے پابند ہیں، وغیرہ۔

ان تمام حقائق کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ ان علم سے کورے اور عقل سے پیدل لوگوں سے پوچھو کہ کیا اس کے باوجود ایک خدا کو چھوڑ کر ہزاروں خداؤں کی پرستش کی کوئی گنجائش ہے جب کہ تمام قدیم آسمانی صحیفے بھی شرک سے اجتناب اور توحید کو قبول کرنے کی ہی دعوت دیتے آئے ہیں؟ فرمایا:

Marfat.com

قُلْ أَ فَغَيْرَ اللّٰهِ تَأْمُرُوْنِّیْ أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُوْنَ وَ لَقَدْ أُوْحِیَ إِلَیْکَ وَ إِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ أَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشَّاکِرِیْنَ.
(الزمر: ۶۴ . ۶۶)

اے نبی! کہو کہ اے نادانو! کیا پھر بھی تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کا حکم دیتے ہو؟ دراں حالیکہ تمہاری طرف بھی اور تم سے پہلے والوں کی طرف بھی یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے، اور تم نامرادوں میں سے ہو کر رہ جاؤ گے۔ بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسی کے شکر گزاروں میں سے بنو۔

بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کے مختلف مراحل کا حوالہ دے کر اپنے رسول کو اپنی توحید الوہیت کی دعوت دینے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا:

قُلْ إِنِّیْ نُهِیْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَاءَنِیَ الْبَیِّنَاتُ مِنْ رَّبِّیْ وَ أُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا أَشُدَّکُمْ ثُمَّ لِتَکُوْنُوْا شُیُوْخًا وَ مِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْا أَجَلًا مُّسَمًّی وَّ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ هُوَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَ

اے نبی! کہہ دو کہ مجھے اس بات سے روک دیا گیا ہے کہ میں ان کی بندگی کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جب کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے واضح آیتیں آ چکی ہیں اور مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں اپنے آپ کو رب العالمین کے حوالہ کر دوں وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون کی ایک پھٹکی سے پھر وہ تم کو ایک بچہ کی صورت میں وجود میں

Marfat.com

يُمِيتُ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ.
(المومن: ٦٦.٦٨)

لاتا ہے پھر وہ تم کو پروان چڑھاتا ہے کہ اپنی جوانی کو پہنچو پھر وہ تم کو مہلت دیتا ہے کہ بڑھاپے کو پہنچو تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور بعض کو وہ مہلت دیتا ہے کہ تم ایک مدت معین پوری کرو اور یہ اس لئے ہے کہ تم سمجھو وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اس کو حکم دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

اس کائنات کا متصرف حقیقی چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے علاوہ کوئی اور نہیں اس لئے تمام بندوں کو اس کے اس کلی تصرف کا اعتراف کرنا چاہئے اور اپنی ضروریات و مسائل میں اسی سے رجوع کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو اپنے رسول کو اس حقیقت کا اعتراف کرنے کا حکم دیا ہے اور اسکے توسط سے تمام انسانوں کو اپنی قدرت کے اعتراف کی دعوت دی ہے۔ فرمایا:

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ

اے نبی! کہو کہ اے اللہ! بادشاہی کا مالک! تو ہی جس کو چاہے بادشاہی دے، جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور تو ہی جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں خیر

Marfat.com

وَ تُولِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ.
(آل عمران: ۲۶۔ ۲۷)

ہے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، تو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور تو جس پر چاہتا ہے بے حساب فضل فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنی توحید الوہیت کی دعوت دینے کا حکم دیا ہے اور بعض مقامات پر تو یہ چیلنج بھی دیا ہے کہ اے نبی! ان منکرین و مکذبین سے کہو کہ اگر وہ ہماری توحید کو نہیں مانتے تو اپنے شرک کا ثبوت پیش کریں، اور اے نبی! ان کے سامنے ان کے شرک کے ایک ایک پہلو کو رکھ کر ان سے پوچھو کہ آخر اس پہلو سے تمہارے جھوٹے خداؤں کی کیا کارگزاریاں ہیں؟ بتاؤ۔ ایک جگہ فرمایا:

قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِیعُ الْعَلِیمُ.
(المائدة: ۷۶)

اے نبی! ان سے پوچھو کہ کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کی بندگی کرتے ہو جو تمہارے لئے کسی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتی اور سننے والا، جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَیَجْمَعَنَّکُمْ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ لَا

اے نبی! پوچھو کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ پھر جواب دے دو کہ اللہ ہی کا ہے؟ اس نے اپنے اوپر رحمت واجب کر رکھی

Marfat.com

رَيْبَ فِيْهِ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْا
اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَهٗ مَا
سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

(الأنعام: ۱۲.۱۳)

ہے وہ تم کو جمع کر کے ضرور لے
جائے گا قیامت کے دن کی طرف جس
میں کوئی شبہ نہیں جنہوں نے اپنے آپ
کو گھاٹے میں ڈالا وہی ہیں جو اس پر
ایمان نہیں لائے اور اسی کے قبضۂ
قدرت میں ہے وہ چیز جو رات میں
ساکن ہوتی ہے اور جو چیز دن میں
متحرک ہوتی ہے اور وہی سننے والا ،
جاننے والا ہے۔

اسی سورہ میں آگے فرمایا:

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ
بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ
يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ
عِبَادِهٖ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ قُلْ
اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ
شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ
هٰذَا الْقُرْآنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْ
بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ
اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ لَّا اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا
هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِيْ بَرِيْءٌ

اور اگر اللہ تم کو کسی دکھ میں مبتلا کر
دے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس کا
دور کرنے والا بن سکے اور اگر وہ کسی
خیر سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر
قادر ہے اور وہ اپنے بندوں پر پوری
طرح حاوی ہے اور وہ حکمت والا، خبر
رکھنے والا ہے، اے نبی! ان سے پوچھو
کہ سب سے بڑی شہادت کس کی
ہے؟ پھر کہو کہ اللہ کی ۔ وہ میرے اور
تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری
طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے کہ میں

Marfat.com

مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ.
(الأنعام: ۱۹،۱۷)

بھی اس کے ذریعہ سے تم کو ڈراؤں اور وہ بھی جن کو یہ پہنچے کیا تم اس بات کے گواہ بنتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں؟ کہہ دو کہ میں تو اس کی گواہی نہیں دیتا کہہ دو کہ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور میں ان سے بری ہوں جن کو تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔

پھر آگے اسی سورہ میں ہے:

وَ قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ آيَةً وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ.
(الأنعام: ۳۷)

اور یہ کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتار دی گئی؟ ان سے کہہ دو کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ کوئی نشانی اتار دے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

آگے مزید فرمایا:

قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ.
(الأنعام: ۴۶)

اے نبی! ان سے پوچھو کہ اللہ تمہارے سننے اور دیکھنے کی صلاحیت کو سلب کر لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو اسے تمہارے پاس لا دے؟

Marfat.com

قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ.
(الأنعام: ۴۷)

پوچھو کہ تم بتاؤ: اگر اللہ کا عذاب تم پر بے خبری میں اچانک آدھمکے یا ڈنکے کی چوٹ ہی آئے تو ظالموں کے سوا اور کون ہلاک ہوگا؟

پھر آگے ہے:

قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً لَئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ.
(الأنعام: ۶۳۔۶۵)

ان سے پوچھو: خشکی اور تری کی تاریکیوں سے تم کو کون نجات دیتا ہے جب کہ اسی کو تم پکارتے ہو گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی کہ اگر اس نے ہم کو اس مصیبت سے نجات دی تو ہم اس کے شکر گزار بندوں میں سے بن جائیں گے، کہہ دو کہ اللہ ہی تم کو نجات دیتا ہے اس مصیبت سے بھی اور دوسری ہر تکلیف سے بھی لیکن تم پھر شرک کرنے لگتے ہو۔ کہہ دو کہ اللہ قادر ہے اس بات پر کہ تم پر تمہارے اوپر سے کوئی عذاب بھیج دے اور تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب اٹھا دے یا تم کو گروہ در گروہ کر کے آپس میں گتھم گتھا کر دے اور ایک کو دوسرے کے تشدد کا مزا اچھی طرح چکھا دے۔

Marfat.com

اس طرح کی بے شمار مثالیں قرآن مجید میں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنی توحید الوہیت کی دعوت دینے کا حکم دیا ہے اور جو لوگ اسکی توحید الوہیت کے قائل نہیں تھے ان کے سامنے آپ ﷺ ان کے شرک کی حقیقت مختلف اسالیب سے اجاگر کر دیں تا کہ ان کو تنبہ ہو۔ اسی طرح متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ تم انہیں جس توحید کی دعوت دے رہے ہو ان سے بتا دو کہ ہم خود اسی توحید کے قائل ہیں اور چونکہ عقیدۂ توحید کو تسلیم کرنا فطرت کا بدیہی تقاضا ہے اس لئے ہم تم سے بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ تم اسے مانو۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا:

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ	اے نبی! کہہ دو کہ اے لوگو! اگر تم
فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَا اَعْبُدُ	میرے دین کے باب میں شک میں
الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ	ہو تو سن لو کہ میں ان کو نہیں پوجتا جن کو تم
لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ	پوجتے ہو اللہ کے علاوہ بلکہ میں تو اس
وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تم کو وفات
وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَ	دیتا ہے اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں ایمان
لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا	والوں میں سے بنوں اور یہ کہ اپنا رخ
تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ	یکسو ہو کر اطاعت کی طرف کرو اور
وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ	مشرکوں میں سے نہ بنو اور اللہ کے سوا
اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ وَ اِنْ	ان چیزوں کو نہ پکارو جو تم کو نہ نفع پہنچاتی
يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا	ہیں اور نہ نقصان اور اگر تم ایسا کرو گے
كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ	تو یقیناً تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے
بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ	اور اگر اللہ تم کو کسی مصیبت میں گرفتار کر
مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ	دے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس

Marfat.com

الرَّحِيْمُ ، قُلْ يٰأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ.

(یونس: ۱۰۸.۱۰۴)

مصیبت کو دور کر سکے اور اگر وہ تمہارے ساتھ کسی خیر کا رادہ کرے تو کوئی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں وہ اسے نوازتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اور وہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ اے نبی! کہہ دو کہ اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آ گیا ہے تو جو ہدایت قبول کرے گا وہ اپنے ہی لئے کرے گا اور جو بھٹکے گا تو اس کا وبال اسی پر آئے گا اور میں تمہارے ایمان کا ذمہ دار نہیں ہوں۔

ایک دوسری جگہ ہے:

كَذٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِىْ أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِىْ أَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ.

(الرعد: ۳۰)

اسی طرح ہم نے تم کو بھیجا ہے ایک ایسی امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں تا کہ تم انہیں وہ چیز سنا دو جو ہم نے تم پر وحی کی ہے اور وہ تو رحمٰن کا انکار کر رہے ہیں لیکن تم کہہ دو کہ میرا رب وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

Marfat.com

اسی سورہ میں آگے فرمایا:

أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ.

(الرعد: ۳۳)

کیا وہ ذات جو ہر ایک سے اس کے عمل پر محاسبہ کرنے والی ہے (اور وہ جسے کوئی قدرت نہیں یکساں ہیں) اور انہوں نے اللہ کے شریک بنا لئے ہیں، ان سے کہو کہ ان کے نام تو بتاؤ، کیا تم اللہ کو ایسی چیزوں کی خبر دے رہے ہو جن کے زمین میں وجود سے وہ بے خبر ہے؟ یا یونہی ہوائی اڑا رہے ہو۔

اور بعض مقامات پر تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ اے نبی! ان مشرکوں سے پوچھو کہ یہ دنیا میں نہیں دیکھتے کہ اگر کسی چیز میں کئی حصہ دار ہوں تو کسی ایک کی مستقل قیادت تمام شرکاء کے لئے ہمیشہ کے لئے قابلِ برداشت نہیں ہوتی، ایک نہ ایک دن قیادت کی تبدیلی کا مطالبہ سامنے آ ہی جاتا ہے۔ پھر بھلا یہ شرکاء اللہ کی کبریائی کو مستقلاً کیسے برداشت کر رہے ہیں جب کہ ان کے پجاریوں کے مفادات اور درخواستوں میں بڑا تضاد رہتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا.

(بنی اسرائیل: ۴۲)

اے نبی! کہہ دو کہ اگر کچھ اور بھی معبود ہوتے جو اس کے شریک ہوتے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو ایک نہ ایک دن وہ عرش والے پر ضرور چڑھائی کرنے کی کوئی راہ نکالتے۔

اس طرح کی بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو توحید الوہیت

Marfat.com

کی دعوت دینے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید کی کئی سورتوں میں توحید باری تعالیٰ کا ذکر تفصیل سے ہوا ہے لیکن سورۂ اخلاص میں تو اللہ تعالیٰ نے اپنی اس حیثیت کا مکمل تعارف انتہائی جامع الفاظ میں کرا دیا ہے اور اپنے رسول سے کہا ہے کہ تم میرے بندوں تک یہ بے آمیز تصورِ توحید پہنچا دو۔ فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ. (الاخلاص)

کہہ دو وہ اللہ اکیلا ہے۔ باہمہ اور بے ہمہ ہے، نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

اس سورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ وہ کسی کی نسل سے تعلق رکھتا ہے اور نہ کوئی اس کی نسل کا ہے۔ وہ خالق ہے باقی سب اس کی مخلوق۔ اس لئے پوری کائنات میں کوئی اس کا شریک و سہیم نہیں۔

ربوبیت:

ربوبیت کا مطلب ہے انتظام کرنا، چیزوں کو ٹھیک ٹھاک کرنا، ہموار اور سازگار بنانا، پرورش اور پرداخت کرنا۔ توحیدِ ربوبیت کا معاملہ توحیدِ الوہیت سے بھی زیادہ نازک اور اہم ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا یہی وصف ہے جس میں ہر عقیدہ و مسلک اور ہر نظریہ و مذہب میں بڑی بے اعتنائی پائی جاتی ہے۔ اہل کفر و شرک تو اللہ تعالیٰ کو فرائض ربوبیت سے فارغ کر چکے ہیں اور یہ کام انہوں نے اپنے دیویوں اور دیوتاؤں کے حوالہ کر دیا ہے۔ لیکن بہت سے مسلمان بھی ہیں جن کے یہاں توحیدِ ربوبیت کا تصور بہت کمزور ہے، عقیدۃً تو وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا معبود بھی مانتے ہیں اور رب بھی لیکن عملاً ربوبیت کو انہوں نے بھی متعدد ہستیوں اور شکتیوں کے درمیان تقسیم کر رکھا ہے۔ بس غنیمت یہ ہے

Marfat.com

کہ اہلِ کفروشرک کی طرح ہر چیز کے الگ الگ رب نہیں بنائے ہیں۔

توحیدِ ربوبیت کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے پہلی وحی میں بھی ربوبیت کا تصور ڈال دیا ہے تاکہ رسم بسم اللہ ہی سے اس عقیدہ کی اہمیت سامنے رہے۔ چنانچہ فرمایا:

اِقْرَأْ بِـاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ (العلق: ۱۔۲)

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے پیدا کیا۔

قرآن مجید کی سب سے پہلی سورہ کا آغاز بھی ربوبیت کے ذکر کے ساتھ ہوا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (الفاتحۃ: ۱)

شکر ہے اللہ کا جو سارے عالم کا رب ہے۔

قرآن مجید کا اختتام بھی ذکرِ ربوبیت کے ساتھ ہوا ہے:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ (الناس: ۱)

اے نبی! کہہ دو کہ میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب کی۔

تصورِ ربوبیت کے بغیر نہ ایمان معتبر ہے اور نہ عمل۔ ربوبیت کا یہ تصور تمام شعبہ ہائے حیات میں بھی ضروری ہے اور زندگی کے تمام مراحل میں بھی ضروری ہے۔ اسی لئے قرآن کہتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ اب نہ کوئی اندیشہ کرو اور نہ غم اور اس جنت کی خوش خبری قبول فرماؤ جس

Marfat.com

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ.

(حم السجدة: ۳۰. ۳۲)

کا تم سے وعدہ کیا جارہا تھا ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی تھے اور آخرت کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور تم کو اس جنت میں ہر وہ چیز ملے گی جس کو تمہارا دل چاہے گا اور اس میں تمہارے لئے ہر وہ چیز ہے جو تم طلب کرو گے رب غفور رحیم کی طرف سے سامانِ ضیافت کے طور پر۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ سے فرمایا کہ ربوبیت کے بارے میں حجت کرنے والوں سے کہو کہ تم کیسے بے وقوف ہو کہ اللہ کی توحیدِ ربوبیت کے بارے میں ہم سے حجت کر رہے ہو جب کہ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اللہ ہی ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ اللہ کی ربوبیت کا انکار تو محسن کے احسان کا انکار ہے۔ پھر تم سوچ لو کہ محسن کے احسان کی ناشکری اور منعم کے انعام کی ناقدری کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ جہاں تک ہمارا معاملہ ہے تو ہم کسی اور کی ربوبیت کے بارے میں سوچ تک نہیں سکتے۔ فرمایا:

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ.

(البقرة: ۱۳۹)

اے نبی! کہہ دو کیا تم ہم سے اللہ کی ربوبیت کے بارے میں حجت کرتے ہو حالانکہ وہی ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی، ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال اور ہم تو خالص اسی کے لئے ہیں۔

Marfat.com

شرک وبدعت اور یہودیت ونصرانیت کا وجود ہی اسی تصور کی کمزوری سے ہوا ہے۔ یہ سارے شاخسانے انسانیت کے لئے لعنت ہیں اور یہ لعنت انسانوں نے خود اپنی ناعاقبت اندیشی سے اپنے اوپر مسلط کرلی ہے۔ خود ہی سوچئے کہ اگر ایک ضرورت مند یہ جان جائے کہ اس کی ضرورت ہر در سے پوری ہو سکتی ہے تو وہ کسی ایک آقا کی غلامی کا قلادہ اپنی گردن میں کیوں ڈالے گا؟ یہ اور بات ہے کہ غلامی کا قلادہ گلے میں ڈالے بغیر کسی در سے حاجت روائی نہیں ہوتی، یوں وہ بے چارہ ایک آقا کی غلامی چھوڑتا ہے تو بہت سارے آقاؤں کی غلامی اسے کرنی پڑتی ہے۔ اس لعنت سے نجات کا واحد راستہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو تسلیم کرنا ہے۔ اس لئے انسانوں کو اس راہِ نجات کی قدر کرنی چاہئے۔ اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں نے اس راہِ نجات کی قدر کی ہے۔ ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ سے فرمایا کہ تم اپنی اس قدر دانی کا ذکر ان ناقدروں کے سامنے کرو شاید ان کا جذبۂ قدردانی بھی بیدار ہو جائے اور وہ بھی ہماری توحید ربوبیت کے قائل ہو جائیں۔ اسی میں ان کی بھلائی ہے ورنہ انہیں سزا بھگتنی پڑے گی اور کل قیامت کے روز ان میں سے کوئی بھی ان کے کرتوت کی ذمہ داری اپنے سر لینے کو تیار نہیں ہوگا جن کی ربوبیت کے یہ قائل رہے ہیں۔ فرمایا:

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰانِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی	اے نبی! کہہ دو میرے رب نے
صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ	میری رہنمائی ایک سیدھی راہ کی طرف
اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ	کر دی ہے دین قیم ملت ابراہیم کی
الْمُشْرِكِیْنَ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ	طرف جو یکسو تھے اور مشرکوں میں سے
نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ	نہ تھے، کہہ دو میری نماز، میری قربانی،
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ	میری زندگی اور میری موت سب اللہ
وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ	رب العالمین کے لئے ہے، اس کا

Marfat.com

الْمُسْلِمِيْنَ قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَا آتَاكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

(الأنعام: ۱۶۱۔۱۶۵)

کوئی ساجھی نہیں اور مجھے اسی کا حکم ملا ہے اور میں نے پہلے اسلام قبول کیا ہے پوچھو کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب بناؤں! جب کہ وہی ہر چیز کا رب ہے اور ہر جان جو کمائی کرتی ہے وہ اسی کے کھاتے میں جاتی ہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور پھر تمہارا لوٹنا تمہارے رب ہی کی طرف ہے۔ تب وہ بتائے گا وہ جس میں تم اختلاف کر رہے تھے اور وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور بعض کے درجات بعض پر بلند کئے تا کہ اس نے جو کچھ تمہیں عنایت کیا ہے اس میں تمہارا متحان لے بے شک تیرا رب جلد عمل کی پاداش دینے والا ہے اور وہ بخشنے والا اور مہربان بھی ہے۔ (ترجمہ)

اللہ کے رسول ﷺ جب مشرکین ومبتدعین اور یہود ونصاریٰ کے سامنے اس طرح کے حقائق رکھتے تو بجائے اس کے کہ وہ قیامت کی ہولنا کی اور اپنے نتائج عمل کی خطرنا کی سے خوف کھاتے، الٹے رسول ﷺ سے باندازِ استہزاء یہ سوال کرتے کہ جناب! قطعی طور سے یہ بھی واضح فرمادیجئے کہ آپ کی وہ قیامت والی گھڑی کب آئے گی اور ہمیں سبق سکھائے گی؟ اللہ تعالیٰ نے اس صورتِ حال کی منظر کشی یوں کی ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

اے نبی! وہ تم سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا

Marfat.com

رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ.

(الأعراف: ۱۸۷)

وقوع کب ہوگا؟ کہہ دو کہ اس کا علم تو صرف میرے رب کو ہے وہی اسکو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا آسمان اور زمین اس سے بوجھل ہیں، وہ تم پر اچانک ہی آ دھمکے گی وہ تم سے اس طرح سوال کرتے ہیں جیسے تم اس کی تحقیق کیے بیٹھے ہو کہہ دو اس کا علم تو صرف اللہ کو ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہی کا کرشمہ ہے کہ اس نے انسان کو بحر و بر کی وسعتوں میں سفر کرنے اور اپنی معاشی ضرورتوں کی تکمیل کا سامان فراہم کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ یہ اسی کی عنایت ہے کہ لوگ بے خوف وخطر بری، بحری اور فضائی سفر کرتے اور اپنے معیارِ زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی تدبیریں کرتے ہیں، کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ان مسافروں کو کسی افتاد سے دوچار کر دیتا ہے اور ایسا اس لئے کرتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کی قدرت کا یقین ہو جائے اور وہ اپنی قوتِ بازو سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی توفیق بخشی اور اسکی ربوبیت پر بھروسہ کریں، مصیبت کی گھڑی میں انسانوں کا یہ احساس بیدار رہتا ہے لیکن اس کا اثر دیر تک نہیں رہتا۔ وہ بہت جلد اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ اور اپنی خرمستیوں میں کھو جاتے ہیں اور اپنی نجات کی تاویل یوں کرنے لگتے ہیں کہ اگر اس موقع پر ہم نے فلاں تدبیر نہ کی ہوتی تو اس مصیبت سے نہ نکل پاتے۔ اب انہیں اپنی نجات میں تدبیرِ الٰہی نظر نہیں آتی بلکہ اپنی قابلیت اور صلاحیت یاد آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ ایسے ناہنجاروں کو بتا دو کہ وہ اپنی نجات کی جن تدبیروں کے بل بوتے پر ہماری تدبیرِ نجات کو فراموش کر رہے ہیں وہ اپنی تدبیروں کو ہماری تدبیر سے بڑی نہ سمجھیں، ہم ان سے بڑی

Marfat.com

تدبیر کرنے پر قادر ہیں ہم ان کو دوبارہ کسی اور مصیبت میں ڈال سکتے ہیں اور نجات کی ساری راہیں مسدود کر سکتے ہیں، اس لئے ذرا ہوش کے ناخن لیں، زیادہ قابلیت نہ بگھاڑیں۔فرمایا:

وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِي آيَاتِنَا قُلِ اللّٰهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَ جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَ فَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَّ جَاءَ هُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰاكِرِينَ فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ.

(یونس: ۲۱۔۲۳)

اور انسان کا حال یہ ہے کہ جب کسی تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچی ہو ہم اسے اپنے فضل سے نوازتے ہیں تو وہ ہماری نشانیوں کے باب میں چالیں چلنے لگتا ہے، کہہ دو کہ اللہ اپنی تدبیروں میں تم سے کہیں زیادہ تیز ہے جو چالیں تم چل رہے ہو ان کو ہمارے فرستادے نوٹ کر رہے ہیں وہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں سفر کراتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور کشتیاں ہوا کے موافق چل رہی ہوتی ہیں اور وہ اس میں مگن ہوتے ہیں کہ دفعۃً ایک بادِ تند آتی ہے اور ان پر ہر جانب سے موجیں اٹھنے لگتی ہیں اور انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ اب گئے تو وہ اللہ کو پکارتے ہیں خالص اس کی اطاعت کا عہد کرتے ہوئے، کہتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس آفت سے نجات دے دی تو ہم تیرے شکر گزار بندے بن جائیں گے لیکن جب وہ ان کو نجات دے دیتا ہے تو وہ نجات پاتے ہی ناحق زمین میں اترانے لگتے ہیں۔(ترجمہ)

Marfat.com

بعض آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کے کئی پہلوؤں کا ایک ساتھ ذکر کر کے اپنے رسول سے فرمایا کہ ذرا ان سے پوچھو کہ ربوبیت کے یہ سارے جتن کون کر رہا ہے؟ تم؟ تمہارے دیوتا؟ یا ہم؟ فرمایا:

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ.

(یونس: ۳۱، ۳۲)

اے نبی! ان سے پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین سے روزی کون دیتا ہے؟ یا کون ہے جو سمع و بصر پر اختیار رکھتا ہے؟ اور کون ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو ساری کائنات کا انتظام کرتا ہے؟ تو وہ خود ہی کہیں گے کہ اللہ۔ تو ان سے کہو کہ کیا پھر بھی تم اللہ سے ڈرتے نہیں؟ پس وہی اللہ تمہارا رب حقیقی ہے تو حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے تو تمہاری عقل کہاں الٹ جاتی ہے؟

آگے ہے:

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْ إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ أَفَمَنْ يَّهْدِيْ إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُّتَّبَعَ أَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْ إِلَّا أَنْ يُّهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ

اے نبی! ان سے پوچھو کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہو؟ کہہ دو اللہ ہی ہے جو حق کی توفیق بخشتا ہے۔ تو کیا جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ پیروی

Marfat.com

تَحْكُمُوْنَ. کئے جانے کا زیادہ مستحق ہے یا وہ
(یونس: ۳۵) جو بغیر رہنمائی کے خود راہ نہیں پاتے؟
بھلا تمہیں کیا ہو گیا ہے! تم کیسا فیصلہ
کرتے ہو؟

انسانوں کو اپنی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے ان تمام کی فراہمی اللہ رب العالمین کے سوا کسی اور سے ممکن نہیں ہے اس لئے اس کے علاوہ کسی اور کو اپنی ضرورتوں میں پکارنا بھی نہیں چاہئے اور نہ اس کے علاوہ کسی اور کو رب ماننا چاہئے۔ قرآن کی صورت میں اللہ کے رسول ﷺ جو پیغامِ حق لے کر آئے ہیں اس کی یہ بڑی اہم دفعہ ہے۔ قرآن کا بیان ہے:

لَـهُ دَعْـوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ	حقیقی پکارنا تو صرف اس کو پکارنا
يَـدْعُـوْنَ مِـنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ	ہے رہے وہ جن کو یہ اس کے سوا
لَهُـمْ بِشَىْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى	پکارتے ہیں تو وہ ان کی کوئی بھی دادرسی
الْـمَـاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَ	نہیں کر سکتے، ان کو پکارنا ایسا ہی ہے
مَـا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلَالٍ	جیسے کوئی اپنے دونوں ہاتھ پانی کی
وَلِـلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ	طرف بڑھائے کہ وہ اسکے منھ تک پہنچ
وَالْاَرْضِ طَـوْعًـا وَّ كَـرْهًـا وَّ	جائے اور حال یہ ہو کہ وہ اس کے منھ
ظِلَالُهُـمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ قُلْ مَنْ	تک پہنچنے والا ہی نہ ہو، ایسے ہی
رَّبُّ السَّـمٰـوَاتِ وَالْاَرْضِ قُلِ	کافروں کی فریاد صدا بصحرا ہی ثابت
اللّٰـهُ قُلْ اَفَـاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ	ہوگی اور آسمانوں و زمین میں جو کچھ
اَوْلِيَـاءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا	ہیں سب چار و ناچار اللہ ہی کو سجدہ
وَّلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى	کرتے ہیں اور ان کے سائے بھی صبح

Marfat.com

وَالْبَصِیْرُ اَمْ ھَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ.
(الرعد: ۱۶.۱۴)

وشام۔ اے نبی! ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہہ دو: اللہ۔ ان سے پوچھو تو کیا اس کے باوجود بھی تم نے اس کے سوا کارساز بنا رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کے لئے بھی نہ کسی نفع پر کوئی اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی ضرر پر؟ ان سے پوچھو کہ کیا اندھے اور بینا دونوں یکساں ہو جائیں گے؟ یا کیا روشنی اور تاریکی دونوں برابر ہیں؟ (ترجمہ)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے یہ بھی فرما دیا ہے کہ تم میری ربوبیت کا واضح انداز میں اعلان کر دو۔ جہاں تک ماننے اور نہ ماننے کا معاملہ ہے تو یہ مدعو قوم کے اوپر ہے۔ جو لوگ اپنے غلط عقیدہ پر قائم رہیں گے اللہ ان کو ہرگز راہ یاب نہیں کرے گا البتہ جو اپنی غلطیوں پر معافی مانگ لیں گے اور پروردگارِ عالم کی طرف متوجہ ہوں گے اللہ انہیں رہنمائی فراہم کرے گا اور صحیح عقیدہ ان کے دل و دماغ میں اتار دے گا؟ فرمایا:

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِیْ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ.
(الرعد: ۲۷)

اے نبی! کہہ دو اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور اپنی طرف رہنمائی ان لوگوں کی کرتا ہے جو اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ربوبیت کا نظام اللہ کے علاوہ اور کوئی چلا بھی نہیں سکتا، کیوں کہ اس فراخ دلی کے ساتھ بغیر طمع کے کوئی دوسرا اپنی نعمتیں لٹا نہیں سکتا اور اگر دیتا بھی تو سنبھال کر تھوڑا تھوڑا دیتا کہ اس کا سارا مال ختم نہ ہو جائے ایسا وہ اسلئے کرتا کہ: اولاً اس کے پاس جو مال ہے وہ محدود ہے لامحدود نہیں ہے۔ ثانیاً اسے قلب کی وہ فراخی اور وسعت حاصل بھی نہیں ہے جو اللہ کا خاصہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ تم لوگوں سے کہہ دو کہ نظامِ ربوبیت تمہارے بس کی چیز نہیں ہے۔ فرمایا:

Marfat.com

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّىْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا.

(بنی اسرائیل: ۱۰۰)

اے نبی! کہہ دو کہ اگر میرے خزانوں کے مالک تم ہوتے تو خرچ کرتے وقت ختم ہو جانے کے اندیشہ سے تم ہاتھ روک لیتے اور انسان بڑا ہی تنگ دل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی انہی عنایاتِ بیکراں کے سبب قرآن مجید کے مختلف مقامات پر اپنی آیاتِ ربوبیت کا حوالہ دے کر انسانوں سے شکر گزاری کا مطالبہ کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا:

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُوْنَ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا يَاْكُلُوْنَ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ .

(یس: ۷۱-۷۳)

اور کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے چوپائے پیدا کئے اور اب یہ ان کے مالک ہیں اور ہم نے ان کو ان کا مطیع بنا دیا ہے تو یہ ان میں سے بعض پر سواری کرتے ہیں اور بعض سے غذائی ضروریات پوری کرتے ہیں اور ان میں ان کے لئے دوسری منفعتیں اور پینے کی چیزیں بھی ہیں تو کیا یہ شکر نہیں کرتے!

ایک دوسری جگہ زمین کے انہی آثارِ ربوبیت کی طرف انسانوں کی توجہ مبذول کراتے ہوئے ان نعمتوں کی مسئولیت کا احساس دلایا ہے۔ فرمایا:

Marfat.com

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ. (الملک:۱۵)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو ایک فرماں بردار اونٹنی کی طرح بنایا پس تم اس کے مونڈھوں پر چلو پھرو اور اس رب کے بخشے ہوئے رزق سے کھاؤ اور یاد رکھو کہ اس کی طرف اکٹھا ہونا ہے۔

اور بعض مقامات پر مشاہداتِ ربوبیت کی تعلیم دی ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ. (الجاثیۃ: ۱۲۔۱۳)

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو سازگار بنایا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تا کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو اور اس نے تمہارے لئے ان چیزوں کو مسخر کیا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب کو اپنی طرف سے، بے شک اس کے اندر بہت ساری نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر سے کام لیں۔

اللہ تعالیٰ بار بار اپنی آیات و آثار ربوبیت کے ذکر کے بعد جو یہ فرماتا ہے: "لعلکم تشکرون" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نعمت حاصل کرنے کے ساتھ منعم کی شکر گزاری اور سامانِ ربوبیت پانے کے ساتھ اس کی مسئولیت کا احساس انسانی فطرت کا بدیہی تقاضا ہے۔ جو لوگ اس تقاضا کو سمجھتے اور شکر گزاری کو اپنا شیوہ بناتے ہیں ان پر منعم

Marfat.com

کی عنایات میں مزید اضافہ ہوتا ہے، لیکن جو لوگ ناشکری کرتے ہیں ان سے منعمِ حقیقی سخت ناراض ہوتا ہے اور انہیں عذابِ شدید کی وعید سناتا ہے۔ فرماتا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ. (ابراهيم: ۷)

اگر تم شکرگزار رہو گے تو میں تمہیں اور نوازوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہوگا۔

یہ اور اس طرح کی بے شمار آیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ داعی اعظم ﷺ کو سب سے زیادہ توحید کی دعوت پر توجہ دینے کا حکم ہوا ہے کہ یہی خلاصہ تخلیق کائنات ہے۔ اسی لئے اس دعوت کو سب سے اچھی دعوت قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَ قَالَ إِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. (حم السجدة: ۳۳)

اور اس سے بہتر بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

اور اسی لئے دعوتِ توحید کو صراطِ مستقیم کی دعوت کہا گیا ہے۔ فرمایا گیا:

وَ إِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ. (المومنون: ۷۳)

اور اے نبی! یقیناً تم ان کو صراط مستقیم کی دعوت دے رہے ہو۔

اور اسی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ تم لوگوں کو بتا دو کہ توحید ہی میرا راستہ ہے اور میں سوچ سمجھ کر تمہیں اس کی دعوت دے رہا ہوں۔ فرمایا:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِىْٓ أَدْعُوْٓا إِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ. (یوسف: ۱۰۸)

اے نبی! اعلان کر دو کہ یہی میرا راستہ ہے اور میں اللہ کی طرف دعوت سمجھ بوجھ کر دے رہا ہوں۔

☆☆☆

Marfat.com

شریعتِ الٰہی کی پابندی

دعوت کا دوسرا اہم رکن شریعتِ الٰہی کی پابندی ہے، شریعتِ الٰہی کیا ہے؟ اس کو معلوم کرنے کا سب سے اہم ذریعہ کتابِ الٰہی قرآن مجید ہے اور اس شریعت کو کتاب الٰہی کی ہدایت کے مطابق نافذ کرنے کی ذمہ داری اللہ کے رسول ﷺ کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ سے فرمایا:

اِنَّـآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡکَ الۡکِتَابَ بِـالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَآ اَرَاکَ اللّٰہُ.	اے نبی! ہم نے یہ کتاب تم پر حق کے ساتھ اتاری ہے تا کہ تم لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے تمہیں دکھایا ہے۔
(النساء: ۱۰۵)	

بعض دوسرے مقامات پر عام انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتاب جسے ہم نے اپنے رسول کے توسط سے تمہارے پاس بھیجا ہے تم اس کی ہدایت کی اتباع کرو، اس کی اتباع سے اعراض کر کے ہمارے غضب کو دعوت نہ دو، یاد رکھو کہ یہ کتاب تمہارے لئے فضل ورحمت الٰہی کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

فرمایا:

Marfat.com

وَ هٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. (الانعام: ۱۵۵)

اور یہ ایک مبارک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے تو تم اس کی اتباع کرو اور اللہ کے غضب سے ڈرو شاید تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ کتاب دے کر اس سے صرف اتنا فرمایا کہ تم اس کو لوگوں تک پہنچا دو اور اس پر عمل کر کے انہیں دکھا دو کہ اس کی تمام ہدایات و تعلیمات قابل عمل ہیں۔ جہاں تک ان پر عمل کرنے کا معاملہ ہے تو یہ ان کی ذمہ داری ہے۔ سارے لوگوں کو اس پر لازماً کاربند کر دینا تمہارے فرائض میں نہیں ہے۔ جو لوگ اس کی اہمیت سمجھ کر اسے قبول کریں گے اور اپنی زندگی اس کی ہدایات کے مطابق گزاریں گے وہ اپنا فائدہ کریں گے اور جو لوگ اس روشنی سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے وہ خود ہی کھڈ میں گریں گے، کسی کا کچھ نہیں بگاڑیں گے۔ فرمایا:

اِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ. (الزمر: ۴۱)

بے شک ہم نے یہ کتاب تم پر لوگوں کے لئے خاص مقصد سے اتاری ہے تو جو اس سے ہدایت حاصل کرے گا وہ اپنے لئے کرے گا اور جو گمرہی کی طرف جائے گا اس کی گمرہی کا وبال خود اس کے سر ہوگا تم ان پر کوئی وکیل نہیں ہو۔

اور یہ بھی فرما دیا کہ قرآن کی صورت میں آنے والی واضح ہدایاتِ ربانی کو قبول نہ کرنے والے فاسق ہیں۔ فرمایا:

Marfat.com

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُوْنَ. (البقرة: ۹۹)

اور یقیناً ہم نے تمہاری طرف واضح آیات نازل کر دی ہیں اور ان کا انکار فاسق لوگ ہی کریں گے۔

دراصل شریعتِ الٰہی کی پابندی میں سب سے بڑی رکاوٹ زخارف دنیا سے بے پناہ محبت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ ہدایت دی کہ تم سب سے پہلے ان کا زاویۂ نظر بدلنے کی کوشش کرو۔ انہیں بتاؤ کہ یہ جہان رنگ و بو چند روزہ ہے، اس کی مرغوبات و مطلوبات عارضی ہیں۔ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے اور وہ ابدی ولازوال ہے اس لئے اس چند روزہ چمک دمک پر اپنی ساری توجہ مبذول کرنے کے بجائے ابدی راحت پر مرکوز رکھو تب تمہیں شریعتِ الٰہی کی اہمیت معلوم ہوگی اور اس کی پابندی کا داعیہ تمہارے اندر پیدا ہوگا۔ فرمایا:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَ أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ.

لوگوں کی نگاہوں میں مرغوباتِ دنیا، عورتیں، بیٹے، سونے اور چاندی کے ڈھیر، نشان زدہ گھوڑے، چوپائے اور کھیتی آراستہ کر دی گئی ہیں حالانکہ یہ دنیوی زندگی کے ساز و سامان ہیں اور اللہ کے پاس بہترین ٹھکانا ہے۔ اے نبی! ان سے کہو کہ کیا میں تمہیں ان چیزوں سے بہتر چیز کا پتہ دوں؟ اچھا تو سنو! جو لوگ تقویٰ اختیار کریں گے ان کے لئے ان کے رب کے پاس باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

Marfat.com

(آل عمران: ۱۹۰) [illegible]

[illegible]

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ أَنْ آمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

(آل عمران: ۱۹۱۔۱۹۴)

اے ہمارے رب! تو نے یہ کارخانہ عبث نہیں بنایا، تو پاک ہے [illegible] ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اس کو حقیقۃً تو نے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا ایمان کی دعوت دیتے ہوئے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر اور ہمیں اپنے وفادار بندوں کے ساتھ موت دے اور اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما وہ جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ (ترجمہ)

Marfat.com

جو لوگ اپنا زاویہ نظر تبدیل کر کے اپنی اصلاح کے لئے فکر مند ہو جاتے ہیں اور اپنی اصلاح احوال کے لئے بارگاہ رب العزت میں درخواست گزارتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی درخواست قبول فرماتا، ان کی حوصلہ افزائی کرتا اور ان کے ایک ایک عمل کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے چنانچہ اوپر کی دعا کے جواب میں قرآن کہتا ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ. (آل عمران:۱۹۵)

تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی اس وعدے کے ساتھ کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے سے ہو، سو جنہوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے، ہماری راہ میں ستائے گئے، لڑے اور مارے گئے، میں ان سے ان کے گناہ دور کر دوں گا اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ اللہ کے پاس سے ان کا بدلہ ہو گا اور بہترین بدلہ تو اللہ کے پاس ہی ہے۔

اس تمہید کے بعد اب آگے شریعت الٰہی کی توضیح اور اس کی پابندی سے متعلق چند ہدایات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ سورہ نساء کی ایک بڑی مشہور آیت ہے جو خطبہ نکاح کا جز بھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے بڑی اہم اور اصولی شرعی ہدایات دی ہیں۔ سب سے پہلی

Marfat.com

بات یہ فرمائی کہ پوری کائنات اللہ کی مخلوق ہے اس لئے اس میں کسی کو بھی اپنی مرضی سے کوئی حکم چلانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے خالق نے اس سے استفادہ کے لئے جو اصول وقوانین بنائے ہیں ان کی روشنی میں ہی اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی نے اس میں من مانی کرنے کی کوشش کی تو وہ اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتا۔

دوسری اہم ہدایت یہ دی گئی ہے کہ تمام نسلِ انسانی ایک ہی آدمؑ اور حواؑ کا گھرانا ہے اس لئے نہ کوئی کسی سے برتر ہے اور نہ کمتر۔ چنانچہ رنگ ونسل کی بنیاد پر کسی قسم کے بھید بھاؤ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

تیسری اہم ہدایت یہ دی گئی ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حواؑ کو آدمؑ ہی کی جنس سے بنایا ہے اس لئے جس طرح مرد ایک محترم ذات ہے اسی طرح عورت بھی محترم ہستی ہے۔ جس طرح ایک مرد کسی کا بیٹا، کسی کا بھائی، کسی کا شوہر اور کسی کا باپ ہے اسی طرح ایک عورت بھی کسی کی بیٹی، کسی کی بہن، کسی کی بیوی اور کسی کی ماں ہے اور یہ ساری حیثیتیں احترام وتقدس کی متقاضی ہیں۔

اور چوتھی اہم ہدایت یہ دی گئی ہے کہ رحمی رشتوں کی بڑی اہمیت ہے۔ ان رشتوں کے کچھ حقوق ہیں اور کچھ فرائض۔ اس لئے لوگوں کو صرف حقوق حاصل کرنے میں ہی چوکسی نہیں دکھانی چاہئے بلکہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں بھی مستعدی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

اب آیت ملاحظہ فرمائیے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ	اے لوگو! اپنے اس رب سے
الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَ	ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے
خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا	پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا
رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ	پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت
الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ	سارے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور

Marfat.com

اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا. ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطہ
(النساء: ۱) سے تم باہم دگر طالب مدد ہوتے ہو اور
رحمی رشتوں کا خاص خیال رکھو بے شک
اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔

اس آیت کے بعد تنظیم معاشرہ سے متعلق مندرجہ ذیل بنیادی حقائق کا ذکر ہوا ہے:

۱۔ یتیموں کی کفالت مسلم معاشرہ کی ذمہ داری ہے۔ اگر اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ان یتیموں کی ماؤں سے شادی کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ ان سے شادی کی جاسکتی ہے:

(الف) عدل بین الازواج کو یقینی بنایا جائے گا۔

(ب) ان کے بھی مہر کی ادائیگی کی جائے گی۔

(ج) بیک وقت چار سے زائد بیویاں اپنی زوجیت میں نہیں رکھی جاسکتیں۔

۲۔ یتیموں کے مال کی حفاظت کی جائے اور اس کی حفاظت اس وقت تک کی جائے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائیں۔

۳۔ مال وراثت کی تقسیم کو یقینی بنایا جائے۔

۴۔ جو لوگ مال وراثت میں حق دار نہ ہوں لیکن وہ مختلف وجوہ سے ایک صاحب مال کے مال سے فائدہ اٹھانے کے مستحق ہوں تو ان کو وصیت کے ذریعہ فائدہ پہنچایا جائے البتہ وصیت میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ ایک تہائی مال سے زیادہ نہ ہو تاکہ حق داروں کی حق تلفی نہ ہو۔

۵۔ جنسی انارکی اور صنفی آوارگی کی روک تھام کی جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اولاد کی شادی کردی جائے اور رشتوں کی تلاش میں بے دار مغزی کا ثبوت دیا جائے۔

۶۔ جو لوگ فواحش کے مرتکب ہوں انہیں کڑی سزا دی جائے تاکہ دوسروں کو اس

Marfat.com

(آل عمران: ۱۵.۱۴)

، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور اللہ کی خوشنودی ہوگی۔

اسی سورہ میں آگے چل کر یہ وضاحت بھی فرمادی کہ جن کا زاویہ نظر بدل جاتا ہے ان کے کردار میں صالح تبدیلی آجاتی ہے، چنانچہ وہ اپنے پل پل کا جائزہ لیتے ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا رہتے ہیں کہ:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ أَنْ آمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَ آتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

(آل عمران: ۱۹۴.۱۹۱)

اے ہمارے رب! تو نے یہ کارخانہ عبث نہیں بنایا ہے، تو اس بات سے پاک ہے کہ کوئی عبث کام کرے۔ سو تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اس کو یقیناً تو نے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا ایمان کی دعوت دیتے ہوئے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر اور ہمیں اپنے وفادار بندوں کے ساتھ موت دے اور اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما وہ جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ (ترجمہ)

Marfat.com

جو لوگ اپنا زاویہ نظر تبدیل کر کے اپنی اصلاح کے لئے فکر مند ہو جاتے ہیں اور اپنی اصلاح احوال کے لئے بارگاہ رب العزت میں درخواست گزارتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی درخواست قبول فرماتا، ان کی حوصلہ افزائی کرتا اور ان کے ایک ایک عمل کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے چنانچہ اوپر کی دعا کے جواب میں قرآن کہتا ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ. (آل عمران:۱۹۵)

تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی اس وعدے کے ساتھ کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے سے ہو، سو جنہوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے، ہماری راہ میں ستائے گئے، لڑے اور مارے گئے، میں ان سے ان کے گناہ دور کر دوں گا اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ اللہ کے پاس سے ان کا بدلہ ہوگا اور بہترین بدلہ تو اللہ کے پاس ہی ہے۔

اس تمہید کے بعد اب آگے شریعتِ الٰہی کی توضیح اور اس کی پابندی سے متعلق چند ہدایات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ سورۂ نساء کی ایک بڑی مشہور آیت ہے جو خطبۂ نکاح کا جز بھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے بڑی اہم اور اصولی شرعی ہدایات دی ہیں۔ سب سے پہلی

Marfat.com

سے عبرت ہو۔

۷۔ جو لوگ کسی کی عزت و ناموس کو داغدار کرنے کے لئے الزام یا بہتان تراشی کا سہارا لیں انہیں بھی عبرت ناک سزا دی جائے تا کہ کسی کو کسی کی عزت پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔

۸۔ عورتیں مال وراثت نہیں ہیں کہ ان کے شوہروں کے انتقال کے بعد وہ بھی وارثوں میں تقسیم کی جائیں بلکہ وہ خود وارث ہیں اور ان کی حیثیت مستقل بالذات کی ہے۔

۹۔ اگر کوئی بیوی اپنی شکل وصورت کے لحاظ سے شوہر کے لئے پرکشش نہ ہو تو اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کی جائے بلکہ اس کے اچھے اوصاف کو سامنے رکھ کر دل کو سمجھایا جائے اور بیوی کی قدر افزائی کی جائے۔

۱۰۔ اگر زوجین کا نباہ ممکن نہ ہو تو خوبصورتی کے ساتھ علیحدگی اختیار کر لی جائے لیکن اس علیحدگی میں شوہر کو اپنی مردانگی اور فتوت کا پورا خیال رکھنا چاہیے، اسے اپنی اس مطلقہ بیوی سے وہ مال واپس نہیں لے لینا چاہیے جو اس نے بحیثیت شوہر دیا تھا۔

۱۱۔ جن عورتوں سے رحمی رشتہ کے سبب قربت قریبہ حاصل ہو ان سے نکاح ہرگز نہ کیا جائے۔

۱۲۔ رضاعی بھائی بہنیں بھی حرمت میں حقیقی بھائی بہنوں کی طرح ہیں۔

۱۳۔ اپنی بیوی کی ان بیٹیوں سے بھی نکاح نہ کیا جائے جو اس کے پہلے شوہر سے ہیں۔

۱۴۔ اپنی بیویوں کے علاوہ کسی اور عورت کو اپنے جنسی تصرف میں ہرگز نہ لایا جائے۔

۱۵۔ لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ غیر انسانی سلوک ہرگز نہ کیا جائے۔

۱۶۔ حرمت جان اور حرمت مال دونوں ناگزیر ہیں اس لئے نہ کسی کا مال ناحق لیا جائے اور نہ کسی کی جان ناحق تلف کی جائے۔

۱۷۔ کسی کی حق تلفی یا اس پر ظلم سے یکسر گریز کیا جائے۔

۱۸۔ صرف بڑے بڑے گناہوں سے ہی نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی

Marfat.com

اجتناب کیا جائے کیوں کہ یہی چھوٹے چھوٹے گناہ بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب تک پہنچا دیتے ہیں اور یہیں سے عادت بگڑتی ہے۔

۱۹۔ گھر بھی ایک چھوٹی سی ریاست ہے، اس کا بھی ایک سربراہ ہونا چاہئے اور گھر کی سربراہی مرد ہی کر سکتا ہے کیوں کہ وہی اس کا اہل ہے۔

۲۰۔ نیک بیویاں وہ ہیں جو شوہر کی اطاعت گزار ہوتی ہیں۔

۲۱۔ میاں اور بیوی دونوں اپنے اپنے حقوق کے ساتھ اپنے اپنے فرائض کو بھی یاد رکھیں۔

۲۲۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک واجب ہے۔ یہ ان کا حق ہے۔

۲۳۔ قرابت داروں کے بھی حقوق ہیں اس لئے ان کی ادائیگی بھی لازم ہے۔

۲۴۔ مال داروں کے مال میں مسکین کا بھی حق ہے اس لئے انہیں ان کا حق دیا جائے۔

۲۵۔ پڑوسیوں کے بھی حقوق ہیں اور ان کے حقوق کی ادائیگی بھی لازم ہے پڑوسیوں کی تین قسمیں ہیں:

(الف) وہ پڑوسی جن کے ساتھ رشتہ داری کا بھی تعلق ہو۔

(ب) وہ پڑوسی جن کے ساتھ رشتہ داری کا کوئی تعلق نہ ہو خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔

(ج) وہ پڑوسی جو وقتی اور عارضی ہوں خواہ وہ مرد ہوں یا عورت، جوان ہوں یا بوڑھے، مسلم ہوں یا غیر مسلم۔

ان سب کے ساتھ حسن سلوک ناگزیر ہے۔

۲۶۔ فخر و غرور حرام ہے۔

۲۷۔ بخل اور خست روا نہیں ہے۔

۲۸۔ انفاق بہت مستحسن چیز ہے لیکن وہ ریا و نمود سے پاک ہو۔

۲۹۔ اقامت صلاۃ ضروری ہے کیوں کہ اسی سے انسانوں کے ان کے رب سے تعلق کا پتہ چلتا ہے۔

Marfat.com

۳۰۔ شراب قطعی طور سے حرام ہے۔

۳۱۔ نشہ عقل کی نجاست ہے اور جنابت بدن کی۔ اس لئے دونوں سے اجتناب لازم ہے۔

۳۲۔ نماز کی ادائیگی طہارتِ کامل کے ساتھ ہونی چاہئے یعنی نمازی پاک بھی ہو اور باوضو بھی۔

۳۳۔ اگر کسی وجہ سے غسل یا وضو ممکن نہ ہو تو دونوں کی جگہ پر تیمم سے کام چلایا جا سکتا ہے۔

۳۴۔ نبی پر طعن کی قطعی اجازت نہیں ہے۔

۳۵۔ اعمال سفلیہ مثلاً سحر و شعبدہ، ٹونا ٹوٹکا، فال گیری اور کہانت وغیرہ جیسی چیزیں قطعاً حرام ہیں۔

۳۶۔ توحید ایک بنیادی فریضہ ہے اور ہر طرح کا شرک قطعی ناجائز اور حرام ہے۔

۳۷۔ حسد حرام اور ناجائز ہے۔

۳۸۔ امانت میں خیانت کی کوئی گنجائش نہیں۔

۳۹۔ اولوا الامر کی اطاعت واجب ہے۔

۴۰۔ اگر کسی مسئلہ میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہو جائے تو انہیں کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور کتاب و سنت کے فیصلہ کو خوش دلی کے ساتھ قبول کرنا چاہئے خواہ اس میں بظاہر نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

۴۱۔ اپنے نزاعی امور میں کتاب وسنت کے بجائے طاغوت سے رجوع ایمان کے منافی ہے۔

۴۲۔ ہر طرح کے نفاق سے اجتناب ضروری ہے۔

۴۳۔ رسول کی تشریعی حیثیت کو تسلیم کیا جائے کیوں کہ وہ اللہ کی تشریعی حاکمیت کا مظہر ہے۔

Marfat.com

۴۴۔ رسول کا استغفار شفاعت کے درجہ میں ہے اس لئے اس زمرہ میں داخل ہونے کی کوشش کی جائے جن کے لئے اللہ کے رسول نے استغفار فرمایا ہے۔

۴۵۔ تحفظ دین وایمان کی خاطر ہجرت کرنی پڑے تو بلا تأمل ہجرت کی جائے اور اپنے دین وایمان کو بچایا جائے۔

۴۶۔ اللہ کی راہ میں جہاد کی نوبت آئے تو اس سے جان نہ چرائی جائے۔

۴۷۔ گفتار اور کردار میں مطابقت پیدا کی جائے۔

۴۸۔ دنیا میں اگر کسی کو خیر پہنچتا ہے تو وہ اللہ کی رحمت کے تقاضے سے پہنچتا ہے اور اگر اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یا تو وہ امتحان کے لئے ہوتی ہے یا پھر وہ اس کے اپنے کرتوت کا نتیجہ ہوتی ہے۔

۴۹۔ افواہوں پر کان نہ دھرا جائے۔

۵۰۔ سیاست اسلام سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہ بھی اسلام ہی کا ایک حصہ ہے۔اس لئے اسے بھی غلاظت سے پاک رکھا جائے۔

۵۱۔ امیر کی اطاعت لازم ہے البتہ اگر امیر کا کوئی حکم اللہ اور اس کے رسول کے فرمان سے متصادم ہو تو اس کی مخالفت ضروری ہے۔

۵۲۔ امیر کو مامورین کے حقوق کا پاسدار ہونا چاہیے۔

۵۳۔ اسلامی معاشرہ میں سلام کی بڑی اہمیت ہے۔

۵۴۔ دارالکفر کے مسلمانوں کے کفر وایمان کی کسوٹی ہجرت ہے بشرطیکہ وہاں رہنے کی صورت میں ایمان محفوظ نہ ہو۔

۵۵۔ دارالحرب کے مخلص مسلمانوں کی جان کا تحفظ دارالاسلام کے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔

۵۶۔ قاتل سے قصاص لیا جائے۔ یہی قرینِ عدل ہے۔

Marfat.com

۵۷۔خوں بہا میں بھی عدل ضروری ہے۔

۵۸۔سفر میں نماز قصر کی اجازت ہے۔

۵۹۔نبی کا مقرر کردہ فریضہ عین اللہ کا مقرر کردہ فریضہ ہے۔

۶۰۔اہل ایمان کے معیار پسند و ناپسند کا اللہ کے معیار پسند و ناپسند کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

۶۱۔مومن اور منافق کے درمیان امتیاز کے لئے کسوٹی قرآن ہے۔

۶۲۔شرک نا قابل معافی جرم ہے۔

۶۳۔اللہ کی ہدایت کے برخلاف کسی کی پیروی کرنا شرک ہے۔

۶۴۔غیر اللہ کے نام کی نذریں ناجائز اور حرام ہیں۔

۶۵۔امیر اور غریب سب کے ساتھ عدل ضروری ہے۔

۶۶۔خواہش نفس کی پیروی ہدایت الٰہی کی ضد ہے۔

۶۷۔اللہ کے ساتھ دھوکا کرنے والا خود دھوکے میں ہے۔

۶۸۔مسلمانوں کے بالمقابل کفار سے دوستی دلیل کفر ہے۔

۶۹۔جماعتی زندگی بہت ضروری ہے۔

۷۰۔اللہ کے رسول ﷺ نے دنیا میں دین حق کی شہادت دی ہے اور آخرت میں لوگوں کے اعمال وسلوک کی شہادت دیں گے۔

۷۱۔شریعت میں صبر اور نماز کا درجہ بہت اونچا ہے۔

۷۲۔تثلیث کا عقیدہ باطل ہے۔

۷۳۔غلو فی الدین جائز نہیں۔غلو فی الدین کا بڑا سبب استکبار ہے۔

اتنے سارے معاشرتی اصول وآداب جو شریعتِ الٰہی کا اہم جز ہیں محض ایک سورہ ''النساء'' میں بیان کئے گئے ہیں۔اسی پر باقی سورتوں کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔یہ

Marfat.com

سارے اصول و آداب شریعتِ الٰہی کی اہم دفعات ہیں، اگر شریعتِ الٰہی کی جزئیات سے تفصیلی بحث کی جائے تو کم از کم سورۂ نساء کی طرح کا تجزیاتی مختصر مطالعہ ضروری ہوگا اس لئے اب ہم گفتگو کو سمیٹتے ہوئے شریعتِ الٰہی کی دو سب سے اہم ہدایات کا ذکر کر کے اس باب کو بند کریں گے۔

شریعتِ الٰہی کی سب سے اہم دو ہدایات ہیں:

۱۔ اقامتِ دین

۲۔ ملی اتحاد

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ اور دیگر انبیائے کرام کو بھی ان دو ہدایات کی تلقین فرمائی ہے۔

قرآن مجید کی ایک آیت ہے:

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِيٓ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰٓ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ۔ (الشوریٰ: ۱۳)	اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کی ہدایت اس نے نوح کو فرمائی اور جس کی وحی ہم نے تمہاری طرف کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔

اس آیت میں ان دونوں اہم ہدایات کو دیکھا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

اقامتِ دین

اقامت دین کا مطلب یہ ہے کہ دین ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی سے متعلق جو اصول وقوانین متعین کرتا ہے پہلے تو ہمیں خود ان سے واقفیت ہو پھر ہم ان پر پوری طرح عمل پیرا ہوں۔ دین کے ان اصول وقوانین کی معرفت حاصل کرنے کا سب سے معتبر ذریعہ کتاب الٰہی قرآن مجید ہے پھر حامل کتاب الٰہی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور زندگی کے تمام گوشوں سے متعلق آپ ﷺ کا اسوہ ہے۔ اس لئے اقامت دین کے لئے سب سے پہلے تو ان دونوں بنیادی مصادر کا گہرائی اور گیرائی کے ساتھ مطالعہ ہونا چاہیے، انہی سے پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے عقائد، ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت، معیشت اور سیاست سے متعلق کون کون سے ضابطے بنائے ہیں جن کی اقامت ہمارا فریضہ ہے اور جن پر عمل درآمد ضروری ہے۔ اس کے بعد ہی ہم سماج میں اقامت دین کر سکتے ہیں۔ زندگی کے ان تمام شعبوں سے متعلق معروفات اور منکرات کا پتہ لگا کر معروفات کو فروغ دینے اور منکرات کا قلعہ قمع کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اقامت دین کو ہمارا بنیادی فریضہ قرار دیا ہے۔ فرمایا:

Marfat.com

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (آل عمران: ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو، تمہیں لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے تم معروف کا حکم دیتے ہو اور منکر سے روکتے ہو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نبی کریم ﷺ کی اللہ کی طرف سے لائی ہوئی بہت اہم اور بنیادی تعلیم ہے۔ اسے تھوڑی سی وسعت دی جائے تو تین اوامر اور تین منہیات بنتے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ. (النحل: ۹۰)

بے شک اللہ عدل اور احسان کرنے اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے روکتا ہے۔

سطور ذیل میں ان تمام کی مختصر سی تشریح کی جاتی ہے۔

تین اوامر:

عدل:

عدل کا مطلب یہ ہے کہ جس کا جو حق ہو اسے وہ بے کم و کاست ادا کیا جائے خواہ وہ اللہ کا ہو یا اس کے بندوں کا۔ جہاں تک بندوں کے حقوق کا سوال ہے تو وہ بڑا تفصیلی موضوع ہے۔ اس موضوع کے تمام گوشوں کا احاطہ اس کتاب میں ممکن نہیں۔ پیچھے اس کے بعض گوشوں کا ذکر سورۂ نساء کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔ ایک نظر پھر ان پر ڈال لیجئے۔ ان حقوق العباد کی بڑی جہتیں ہیں۔ والدین کے اولاد پر حقوق، اولاد کے والدین پر حقوق، شوہر کے بیوی پر حقوق، بیوی کے شوہر پر حقوق، پڑوسیوں کے پڑوسیوں پر حقوق، مسلمانوں کے مسلمانوں پر حقوق، غیر مسلموں کے مسلمانوں پر حقوق وغیرہ حقوق

Marfat.com

العباد ہی کی مختلف جہات ہیں۔ان میں سے بعض کا مختصر ذکر آگے احسان کے حوالہ سے آئے گا۔ جہاں تک اللہ کے اس کے بندوں پر حقوق کا معاملہ ہے تو ان کی بھی کئی جہتیں ہیں جن میں سے سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کی ذات یا صفات میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے بالفاظِ دیگر اللہ کی توحید الوہیت اور توحید ربوبیت کا قولاً وعملاً اقرار کیا جائے جس کا قدرے تفصیل سے ذکر پیچھے گزر چکا ہے اب اگر کوئی شخص اللہ کی توحید کا قائل نہیں ہے تو قیامت کے روز اسے رسوائی کا منہ دیکھنا پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا. (بنی اسرائیل: ۲۲)	اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو شریک نہ کرو کہ سزاوار مذمت اور مستحق دھتکار ہو کر رہ جاؤ۔

آگے اس کی مزید وضاحت یوں فرمائی کہ:

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ. (بنی اسرائیل: ۲۳)	اور تیرے رب کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو۔

عدل یہی ہے کہ جس کا جو حق ہے اسے معلوم کر کے ادا کیا جائے بالخصوص اللہ کا جو مرتبہ اور مقام ہے اس کا پورا پورا خیال کیا جائے۔

احسان:

احسان کا مطلب یہ ہے کہ اہل حق کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان سے کریمانہ تعلق قائم کیا جائے اور ان کے ساتھ فیاضانہ و ہمدردانہ رویہ اختیار کیا جائے۔ یہ کریمانہ تعلق اور فیاضانہ و ہمدردانہ سلوک یوں تو ہر کسی کے ساتھ ہونا چاہئے لیکن اس رویہ کے سب سے زیادہ مستحق والدین ہیں جس طرح عدل کا سب سے زیادہ مستحق اللہ تعالیٰ ہے۔ کیوں کہ انسان کی پیدائش اور پرورش و پرداخت میں اللہ کے بعد سب سے اہم

Marfat.com

کردار والدین کا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ خصوصی سلوک کا حکم دیا ہے اور اس سلوک کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے فوراً بعد انہی کے حق کا ذکر کیا ہے البتہ یہاں ایک سوال ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے کہ والدین کے ساتھ سلوک کے لئے ان کے بڑھاپے کا حوالہ کیوں دیا گیا ہے؟ کیا بڑھاپے سے پہلے ان کے ساتھ یہ سلوک مطلوب نہیں ہے؟ اس سوال کا جواب جاننا بہت ضروری ہے ورنہ والدین کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔

دراصل والدین کو چونکہ کفالت کرنے کی عادت ہوتی ہے اس لئے جب تک وہ مجبور نہیں ہو جاتے معاشی خوش حالی کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں یہی سبب ہے کہ زندگی کے بیشتر مراحل میں انہیں اولاد کی محتاجگی رہتی ہی نہیں، علاوہ ازیں جب تک وہ مجبور نہیں ہو جاتے اولاد خود ہی ان کا لحاظ کرتی اور ان کی طرف سے کلی بے اعتنائی نہیں برتتی لیکن جب پیرانہ سالی کی وجہ سے ان کی تاب و توانائی باقی نہیں رہتی اور اولاد کی ان سے یافت کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے تو بالعموم اولاد کا رویہ ان کے ساتھ سرد مہری کا ہو جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کے لئے ان کی زندگی کے اس مرحلہ کا حوالہ دیا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں ہوگا کہ اس سے پہلے کے مراحل میں ان کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی اہمیت و ضرورت نہیں۔

والدین کے ساتھ سلوک و برتاؤ کے کیا آداب ہیں؟ ان کو جاننے کے لئے اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلہ میں تین اہم ہدایات دی ہیں:

۱۔ ان کے ساتھ نہ تو بے دلی کا اظہار کیا جائے اور نہ عملی بے زاری کا۔

۲۔ ان کے ساتھ ہمدردی اور الفت کا برتاؤ کیا جائے۔

۳۔ ان کے حق میں دعائے خیر کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا.

(بنی اسرائیل: ۲۳. ۲۴)

اور ماں باپ کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرو اگر وہ تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں، ان میں سے ایک یا دونوں تو ان کو اف نہ کہو اور نہ جھڑکو اور ان سے شریفانہ بات کہو اور ان کے لئے رحم دلانہ اطاعت کے بازو جھکائے رکھو اور دعا کرتے رہو کہ اے میرے رب! ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا پوسا۔

ایتائے ذی القربیٰ:

ایتائے ذی القربیٰ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ قرابت مند ہیں وہ محض رشتۂ قرابت کی وجہ سے اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کی ضرورتوں کا خیال رکھا جائے اور ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان کی مدد کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ چونکہ ان کی کفالت کی کوئی قانونی ذمہ داری نہیں ہے اس لئے ان کی غربت و افلاس سے اپنا کوئی لینا دینا نہیں۔ یاد رہے کہ جو لوگ قرابت داروں کو نظر انداز کرتے ہیں وہ اللہ کے اوامر کو نظر انداز کرتے ہیں۔ ہر غریب قرابت دار کا اپنے امیر قرابت دار کے مال میں حق ہے۔ اگر مالدار قرابت دار اپنے غریب قرابت دار کے ساتھ احسان کا معاملہ کرتا ہے تو وہ اپنا فرض ادا کرتا ہے اور اگر اس کو نظر انداز کرتا ہے تو اس کی حق تلفی کرتا ہے اور وہ اس حق تلفی کی وجہ سے عنداللہ ماخوذ ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

وَ آتِ ذَا الْقُرْبیٰ حَقَّهٗ. اور قرابت دار کو اس کا حق دو۔

(بنی اسرائیل: ۲٦)

تین منہیات:

یہ ہیں تین بنیادی اوامر۔ اب تین بنیادی منہیات کو دیکھئے۔ منہیات کے تعلق سے سب سے پہلا حکم الٰہی یہ ہے کہ فحشاء سے روکا جائے۔

فحشاء:

فحشاء کھلی ہوئی بے حیائی اور برائی کو کہتے ہیں مثلاً زنا، اغلام بازی اور اس قبیل کی دوسری چیزیں۔ جس طرح اوامر میں سب سے پہلے عدل کا ذکر کر کے یہ تاثر دیا گیا کہ اللہ کی ذات وصفات میں کسی اور کو شریک کرنا سب سے بڑا جرم ہے کیوں کہ سب سے بڑی ناانصافی یہی ہے اسی طرح منہیات کے باب میں سب سے پہلے فحشاء کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا کہ برائیوں میں یہ برائی سب سے بڑی ہے۔ غالباً اسی لئے حضرت مسیحؑ کے اقوال میں یہ ذکر بہت ملتا ہے کہ وہ مشرکین کو ان عورتوں سے تشبیہ دیتے تھے جنھوں نے اپنے شوہروں کے ساتھ بے وفائی کی ہو۔ فحشاء ایک ایسی برائی ہے جس سے خاندان کا نظام ہی درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر سماج میں یہ بیماری عام ہو جائے تو نہ عزتیں محفوظ رہیں گی اور نہ نسب ہی خالص رہ جائے گا اور نہ خاندانی نظام میں امن وشانتی اور محبت وغم خواری ہی باقی رہ پائے گی۔ چونکہ یہ سب سے خطرناک سماجی برائی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے اجتناب کی بڑی سخت ہدایت دی ہے۔ فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَاءَ سَبِيلًا. اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو۔ بے شک یہ کھلی ہوئی بے حیائی اور بری راہ ہے۔

(بنی اسرائیل: ۳۲)

Marfat.com

" لا تقربوا الزنا " کے اسلوب کو سامنے رکھئے۔ یہ نہیں کہا کہ زنا نہ کرو بلکہ یہ فرمایا کہ زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زنا سے تو بچنا ہی ہے۔ محرکات زنا سے بھی اجتناب ناگزیر ہے۔ گویا اختلاط مرد و زن، عریاں تصاویر کی نمائش، فلم اور ڈانس، عورتوں کی لچک دار گفتگو، ان سے تنہائی میں ملاقات، ان کی خواب گاہوں میں بے تکلفی کے ساتھ آمد و رفت، زنان خانوں کا طواف، مخلوط تعلیم، عورتوں کا بے پردہ گھروں سے باہر نکلنا اور مردانہ مجالس اور محافل میں شرکت وغیرہ محرکات زنا ہیں۔ یہ وہ صورتیں ہیں جن سے جنسی جذبات بھڑکتے ہیں اور عزتوں کی نیلامی کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔

منکر:

یہ معروف کی ضد ہے۔ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے کوئی اچھی سوسائٹی بہتر نہیں سمجھتی۔ مثلاً: ناجائز کسی کا قتل، کسی دوسرے کے مال میں خرد برد، بدعہدی، ناپ تول میں کمی بیشی، افواہ اور بدگمانی وغیرہ۔ یہ ایسی بیماریاں ہیں جن سے سماج میں اضطراب پیدا ہوتا ہے، باہمی محبتیں اور اخوتیں ٹوٹتی ہیں اور دشمنی کا بیج دلوں میں پڑتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطَانًا فَلَا یُسْرِفْ فِی الْقَتْلِ اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا وَ اَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا	اور جس جان کو اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے اس کو قتل نہ کرو مگر حق پر اور جو ظلماً قتل کیا گیا تو ہم نے اس کے ولی کو اختیار دے دیا ہے پس وہ قتل میں حد سے تجاوز نہ کرے کیوں کہ اس کی مدد کی گئی ہے اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ پھٹکو مگر اس طریقہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہو یہاں تک کہ وہ

Marfat.com

کِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ . ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ أَحْسَنُ تَأْوِيْلًا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا.

(بنی اسرائیل: ۳۶.۳۴)

اپنے سن رشد کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو کیوں کہ عہد کی بابت پرسش ہونی ہے اور جب تم ناپو تو ناپ پوری رکھو اور وزن صحیح ترازو سے کرو یہی بہتر اور مآل کار کے اعتبار سے خوب تر ہے اور اس چیز کے درپے نہ ہوا کرو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں کیوں کہ کان، آنکھ اور دل ہر ایک کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

بغی

بغی سرکشی اور اپنے زور واثر کے ناجائز استعمال کو کہتے ہیں۔ اس برائی میں مبتلا افراد بالعموم مغرور و متکبر ہوتے ہیں، انہیں اپنا وہ زور واثر تو نظر آتا ہے جو اس وقت انہیں حاصل ہوتا ہے لیکن یہ بالکل ہی یاد نہیں رہتا کہ اولاً یہ زور واثر عارضی ہے، دائمی نہیں ہے۔ ثانیاً اگر ان سے زیادہ زور واثر والا آدمی سامنے آجائے تو ان کا کیا بنے گا؟ اس لئے اس کردار کے حامل انسان کو احمق کہنا زیادہ موزوں ہوگا، اس کی حماقت اور بے عقلی ہی ہے کہ وہ زمین پر پاؤں پٹخ کر چلتا ہے اور اپنے پیروں کی دھمک سے جھوٹا رعب جمانا چاہتا ہے۔ ایسے کردار کے حاملین کو اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دی ہے:

وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا كُلُّ ذٰلِكَ

اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو۔ نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کے طول کو پہنچ سکتے ہو ان ساری باتوں کی

Marfat.com

كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا. برائی تمہارے رب کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہے۔

(بنی اسرائیل: ۳۸،۳۷)

جرم بغی کی شناعت ہی کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ. (یونس: ۲۳) اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تم پرآکررہے گا۔

یہ ہیں وہ اوامر ومنہیات الٰہی جن کی تبلیغ کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ پر ڈالی تھی۔ اگران اوامر ومنہیات کا خیال رکھا جائے تو سماج سے وہ برائی ختم ہوسکتی ہے جس کو ختم کرنے کے لئے ہی اللہ کے رسول ﷺ کی بعثت ہوئی تھی۔ یہ وہ ہدایات ربانی ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کے توسط سے ہم تک پہنچی ہیں۔ ان میں سے ہر ہدایت اپنے اندر بڑی حکمت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ. اے نبی! یہ حکمت کی ان باتوں میں سے ہیں جو اللہ نے تمہاری طرف وحی کی ہیں۔

(بنی اسرائیل: ۳۹)

جہاں تک ان ہدایات کے واضح ہونے کا معاملہ ہے تو اس میں کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ یہ بہت واضح اور صاف ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی ان کی دعوت میں کوئی کور کسر نہیں اٹھا رکھی ہے لیکن دنیوی مفادات اس طرح کی ہدایات کے لئے پہلے بھی حجاب بنتے رہے ہیں اور اب بھی بن رہے ہیں۔ جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور اپنے دنیوی مفادات کے لئے لوگوں کی راہیں روکتے اور ان میں کجی پیدا کرتے ہیں اس دعوت کو کبھی قبول نہیں کرسکتے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے خطاب کر۔

Marfat.com

ہوئے فرمایا:

الر کِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ اللّٰهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَوَيْلٌ لِلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ.

(ابراھیم: ۱.۳)

الر یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاؤ ان کے رب کے اذن سے ، خدائے عزیز وحمید کے راستہ کی طرف ، اس اللہ کے راستہ کی طرف جو آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کا مالک ہے اور کافروں کے لئے ایک عذاب شدید کی تباہی ہے ، ان کے لئے جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں ، یہی لوگ ہیں جو دور کی گمرہی میں جا پڑے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

ملی اتحاد

اقامت دین ملی اتحاد کے بغیر ممکن نہیں۔ کیوں کہ جب تک افراد کا فکر اور ان کا عقیدہ و عمل اجتماعی قوت کی شکل اختیار نہ کرے، ان کی برکات ظہور پذیر نہیں ہوتیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ ہدایت فرمائی کہ دین قائم کر دو ہیں یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اس میں باہم اختلاف نہ پیدا کرو۔

اتحاد کی بڑی اہمیت ہے، دنیا کا کوئی بڑا کام اجتماعی کوششوں کے بغیر انجام نہیں پا سکتا، پھر بھلا ایسا کام جو پوری دنیا میں کرنا ہے اس کے بغیر کیسے انجام پا سکتا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے جس اتحاد کی دعوت دی ہے وہ محض کسی ایک نکتہ یا چند نکتوں پر انسانی اتحاد کی دعوت نہیں ہے بلکہ وہ زندگی کے تمام شعبوں میں انسانی اتحاد کی دعوت ہے۔ اور چونکہ یہ اتحاد کچھ بنیادی اصولوں پر مبنی ہے اس لئے یہ اتحاد ان بنیادی اصولوں کو تسلیم کرنے والے تمام لوگوں کا اتحاد ہے۔ چنانچہ اسے ملی اتحاد کہنا زیادہ موزوں ہے۔ یہ ملی اتحاد دین کی بنیاد پر ہوگا، ذات یا نسل کی بنیاد پر نہیں، اس لئے اس اتحاد میں ان تمام لوگوں کی شمولیت ناگزیر ہے جو ایک اللہ، ایک رسول، ایک کتاب ہدایت اور ایک دین کے قائل ہوں۔ یہ اتحاد علاقائی سطح پر بھی مطلوب ہے اور ضلعی سطح پر بھی، صوبائی سطح پر بھی

Marfat.com

مطلوب ہے اور ملکی سطح پر بھی اور پھر بین الاقوامی سطح پر بھی۔ اس قسم کا اتحاد پیدا کرنے کی واحد صورت یہ ہے کہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید کو خدائی منشور کے طور پر تسلیم کریں پھر وہ منشور جس قسم کی اجتماعی زندگی کا حکم دے اس کا اہتمام کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن کی بنیاد پر جس سماج کی تشکیل کی تھی اس میں گھر کے لوگ بھی تھے اور علاقے کے لوگ بھی۔ اپنے ملک کے لوگ بھی تھے اور دوسرے ملکوں کے لوگ بھی۔ اس کے ممبر مکہ کے ابوبکر و عمر بھی تھے اور مدینہ کے اسید و معاذ بھی، روم کے صہیب بھی تھے اور فارس کے سلمان بھی، اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والے عثمان بھی تھے اور غلام زید بھی۔ گورے مصعب بھی تھے اور کالے بلال بھی، لیکن جب یہ لوگ ایک ملی اتحاد کا حصہ بن گئے تو نہ کوئی داخلی رہا نہ کوئی خارجی، نہ کوئی آقا رہا نہ کوئی غلام، نہ کوئی گورا رہا نہ کوئی کالا۔ اس خدائی منشور کی بنیاد پر فکری و عملی اتحاد سے پہلے انتہائی خطرناک حد تک انتشار تھا۔ خاندان خاندان سے متصادم تھا، قبیلہ قبیلہ سے برسر پیکار تھا اور ملک ملک سے برسر جنگ۔ نہ جان محفوظ تھی، نہ عزت و ناموس اور نہ جائیداد و املاک، آج بھی عالمی سطح پر جو انتشار اور خونی کھیل نظر آ رہا ہے اس کی وجہ یہی فکری و عملی انتشار ہے۔ خود مسلمانوں میں بھی جو مذہبی منافرت اور مسلکی جنگ ہے اس کی بنیادی وجہ قرآن سے دوری اور منشور الٰہی سے مہجوری ہے حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی طرف سے اتحاد کا جو پیغام لے کر آئے تھے وہ یہی تھا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا. (آل عمران: ۱۰۳)	اور سب لوگ مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں اختلاف نہ کرو۔

اور اس اتحاد کی برکت ان لفظوں میں بیان فرمائی:

Marfat.com

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ.

(آل عمران: ۱۰۳)

اور اپنے اوپر اللہ کے اس فضل کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے بالکل کنارے کھڑے تھے تو اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی ہدایات واضح کرتا ہے تا کہ تم راہ یاب ہو۔

یہ اتحاد اسی وقت ممکن ہو پائے گا جب نیکیوں کی طرف دعوت یعنی امر بالمعروف اور برائیوں سے بچنے کی تلقین یعنی نہی عن المنکر کا فریضہ انجام پاتا رہے۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی طرف سے اتحاد سے متعلق اتنی واضح ہدایات لے کر نہ آئے ہوتے اور لوگ اتحاد کی اہمیت نہ سمجھ پاتے تو معاملہ شاید زیادہ سنگین نہ ہوتا لیکن اتنی واضح ہدایات کے باوجود اگر خود کلمہ گو افراد کے اندر اتحاد پیدا نہ ہو سکے تو انہیں پسپائی اور رسوائی سے کون بچا سکتا ہے؟ ہمیں قرآن کی وہ آیات نگاہوں کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَلَا تَكُوْنُوْا

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دے، معروف کا حکم کرے اور منکر سے روکے اور یہی لوگ دراصل فلاح پانے

Marfat.com

كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَ أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ.
(آل عمران: ۱۰۴. ۱۵)

والے ہیں اور ہاں ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو منتشر ہو گئے اور باہم اختلاف کیا بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح ہدایات آ چکی تھیں اور یہی ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

مسلکی اور جماعتی اختلاف ان امور میں تو ہو سکتا ہے جو اجتہادی ہیں لیکن قطعی امور میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں، اگر اجتہادی امور میں اختلاف ہو تو یہ زیادہ خطرناک نہیں کیوں کہ ہر ایک کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت الگ الگ ہے۔اس قسم کے اختلافات فروع میں ہوتے ہیں اصول میں نہیں۔اس کے باوجود مسلکی اور جماعتی تصادم پوری دنیا میں ہے جو بالکل ہی نا قابل فہم ہے۔

ہر مسلک اور جماعت کے افراد کو یہ حق ہے کہ اگر وہ دین کے بنیادی امور کو تسلیم کرتے ہیں تو فروعی معاملات میں اپنے مسلک یا جماعت کو زیادہ اقرب الی الصواب قرار دیں لیکن دوسروں کی تنقیص، بیخ کنی اور ان کے وجود سے کھلواڑ کی اجازت کہاں سے مل گئی؟ ان تمام مسالک اور جماعتوں کے علماء اور قائدین کو اس سلسلہ میں سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے۔مسلکی اور جماعتی اختلافات کے باوجود ملی اتحاد کی راہیں موجود ہیں لیکن قرآن سے دوری کی وجہ سے وہ نظر نہیں آ رہی ہیں۔

اس وقت ملت کے جو افراد اتحاد کے خواہاں اور اس کے لئے کوشاں ہیں وہ مسلکوں اور جماعتوں کے جھگڑے کو پرایا جھگڑا سمجھ کر نظر انداز نہ کریں بلکہ اتحاد کے لئے ذہنوں کو ہموار کریں اور جوں ہی ذہن ہموار نظر آئے اس تصادم کو ختم کرنے کی کوشش کریں، اس سلسلہ میں قرآن مجید کی ان ہدایات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جن پر عمل پیرا ہو کر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے عہد میں مسلمانوں کے جھگڑے چکائے۔قرآن کہتا ہے:

Marfat.com

وَ اِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْءَ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَاءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ. (الحجرات: ۹)	اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ پس اگر ایک دوسرے پر تعدی کرے تو اس سے جنگ کرو جو تعدی کرے تا آنکہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف رجوع کرے، پس اگر وہ رجوع کر لے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کراؤ اور ٹھیک انصاف کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس آیت سے مندرجہ ذیل اجتماعی اصول نکلتے ہیں:

۱۔ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دوسرے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان کی اس لڑائی کو سنجیدگی کے ساتھ لیں اور بیچ میں پڑ کر صحیح صورت حال معلوم کریں اور دونوں کو اس بات کے لئے آمادہ کریں کہ ان کے درمیان مصالحت کی جو کوشش کی جا رہی ہے اسے تسلیم کریں۔

۲۔ فیصلہ میں خاندانی یا جماعتی عصبیت کو آڑے نہ آنے دیں بلکہ عدل کا جو تقاضا ہو اسے پورا کریں۔

۳۔ اگر کوئی فریق مالی، افرادی یا سیاسی قوت کے بل بوتے پر سرکشی دکھائے اور اس فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہ ہو تو اس کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے اور سارے مسلمان اس سے راہ و رسم بند کر دیں، ساتھ ہی متحد ہو کر اس سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں اور اس وقت تک اس کے ساتھ یہی رویہ رکھیں جب تک وہ ہتھیار ڈال نہ دے۔

Marfat.com

۴۔ اگر دونوں فریق مصالحت کے لئے تیار ہو جائیں تو ان کے درمیان مصالحت عدل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کرائی جائے تاکہ فریقین میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہو۔

۵۔ اگر کوئی فریق شروع میں مصالحت کے لئے آمادہ نہ ہو لیکن سماجی بائیکاٹ اور مسلمانوں کے متحدہ محاذ کا مقابلہ کرنے کی ہمت اپنے اندر نہ پاکر مصالحت کے لئے تیار ہو جائے تو اس کے ابتدائی انکار کو بنیاد بنا کر اس پر کوئی زیادتی نہ کی جائے بلکہ عدل کے مطابق ہی ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔

۶۔ مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائیوں کے اختلافات و نزاعات سے لاتعلق رہیں۔

۷۔ ان کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ جماعت یا پارٹی کی بنیاد پر اپنے لوگوں کے ہر جائز و ناجائز کا دفاع کریں۔

ان میں سے بعض احوال تو ایسے ہیں جن کو جماعتی یا مسلکی جھگڑوں میں اختیار کرنا ممکن نہیں ہوگا لیکن بعض احوال بہر حال ایسے ہیں جن کو ان جھگڑوں میں بھی اپنایا جا سکتا ہے اور ان کی مدد سے ملی اتحاد کی کوششیں کی جا سکتی ہیں۔

موجودہ ملکی یا بین الاقوامی حالات کے پیش نظر یہ توقع تو نہیں کی جا سکتی کہ تمام مسلمانوں کو ان الٰہی ہدایات کو تسلیم کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے لیکن کم از کم علماء کے اندر اس تعلق سے بیداری تو لائی ہی جا سکتی ہے جو ملی انتشار کو ختم کرنے میں معاون ہو سکتی ہے۔

اس حوالہ سے مسلمانوں میں بیداری لانے کے لئے دو کام بہت اہم ہیں:

۱۔ لوگوں کو کتاب الٰہی پڑھائی جائے، اس کے دروس کا اہتمام کیا جائے، مساجد میں بھی قرآن ہی پڑھ کر سنایا جائے، اس کے قوانین اور احکام بیان کئے جائیں اور مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ قرآنی احکام و قوانین کے بغیر نہ اتحاد ملی ممکن ہے اور نہ صحیح اسلامی زندگی۔

Marfat.com

۲۔ نماز باجماعت کے اہتمام کی کوشش کی جائے اور ہر کلمہ گو کو مسجد سے جوڑا جائے اور نماز کے حوالہ سے امیر کے فرائض اور مامورین کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے ساتھ ہی انہیں بتایا جائے کہ فواحش اور منکرات سے بچنے کے لئے نمازوں کا اہتمام ضروری ہے۔

یہ دونوں کام اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے سپرد کئے تھے اور آپ ﷺ نے ان دونوں کاموں کے ذریعہ ملت اسلامیہ کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیا تھا۔ قرآن کہتا ہے:

اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَ اَقِمِ الصَّلَاۃَ اِنَّ الصَّلَاۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ.

اے نبی! تم اس کتاب کی تلاوت کرو جس کی وحی تمہاری طرف کی گئی ہے اور نماز کا اہتمام کرو بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

(العنکبوت: ۴۵)

اسی طرح اس حوالہ سے ملت کے دردمند افراد کو یہ کام بھی کرنا ہے کہ ہر صاحب ایمان کے اندر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ وہ اپنی اولاد اور متعلقین کی تربیت کا خیال رکھیں گے کیوں کہ اس کے بغیر نہ گھر کا شیرازہ متحد ہو سکتا ہے اور نہ جماعت کا اور اگر گھر اور جماعت ہی کا شیرازہ منتشر ہو جائے تو ملی اتحاد کی حیثیت ایک خواب سے زیادہ نہیں رہ جائے گی، اولاد اور متعلقین اگر ہم فکر و ہم خیال نہ ہوں تو یہ بجائے خود ایک بڑی اذیت ہے اور راہ ارتقاء کی ایک بہت بڑی رکاوٹ۔

یہ تو دنیا کی بات ہے آخرت میں بھی اولاد اور ذریت کی معیت کے بغیر آسائش ادھوری ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ جو نیک لوگ دنیا میں اپنی اولاد اور متعلقین کی تربیت کا بھی اہتمام کریں گے اگر جنت میں ان میں سے کسی کا درجہ دوسرے

Marfat.com

سے نیچا رہا تو ایک کی خاطر دوسرے کو بھی ترقی دے کر اس کا ہم رتبہ بنا دیا جائے گا تا کہ اہل تعلق سے دوری کی کسک نہ رہ جائے۔ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنَاهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ: (الطور: ۲۱)	اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ان کے ساتھ ہم ان کی اولاد کو بھی جمع کر دیں گے اور ان کے عمل میں سے ذرا بھی کمی نہیں کریں گے۔

سماج میں جب کوئی برائی یا کمزوری اجتماعی شکل اختیار کر لیتی ہے اور ہمہ گیر ہو جاتی ہے تو اجتماعی شعور کی بیداری کی ضرورت پڑتی ہے اور ایسی صورت میں دعا بھی اجتماعی ہی اثر کرتی ہے۔ چونکہ اس وقت ملی انتشار ہمہ گیر ہے اس لئے تمام اہل ایمان بالخصوص علماء و قائدین کو پہلے بیداری کا ثبوت دینا ہوگا اور اب تک کی غفلتوں پر اجتماعی توبہ کرنی ہوگی۔ جیسا کہ ایک خاص موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا تھا:

تُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (النور: ۳۱)	اے ایمان والو! سب لوگ مل کر اللہ سے توبہ کرو شاید فلاح پاؤ۔

اگر واقعی احساس ندامت ہو اور اپنی کوتاہیوں پر اللہ سے سچی توبہ کی جائے تو وہ ضرور توبہ قبول فرمائے گا اور موجودہ ملی حالت کی ناگفتنی کو بہتر صورت حال سے بدل دے گا جیسا کہ عہد رسالت مآب ﷺ میں جب مسلمانوں کی ایک کمزوری پر اللہ تعالیٰ نے انہیں احساس دلایا تو ان کا احساس ندامت بیدار ہوا اور اپنی کمزوریوں پر اس سے تائب ہوئے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمانے کا مژدہ سنایا۔ فرمایا:

Marfat.com

وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ . (المجادلة:۱۳)	اور اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا. (النساء:۱۴۵. ۱۴۶)	منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور تم ان کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے اور جنہوں نے توبہ اور اصلاح کرلی اور اللہ کو مضبوطی سے تھام لیا اور اپنی اطاعت اللہ کے لئے خالص کرلی وہ ایمان والوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ ایمان والوں کو اجرعظیم عطا فرمائے گا۔

☆☆☆

Marfat.com

اطاعتِ رسول

دعوت دین کا تیسرا اہم اور بنیادی رکن اطاعت رسول ہے۔ رسول دنیا میں صرف اس لئے نہیں آتا کہ وہ لوگوں کی عقیدتوں کا مرکز بن جائے بلکہ وہ اصلاً اس لئے آتا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرے اور لوگ اس کی کامل اطاعت کریں، اس کی زندگی کو اپنے لئے اسوہ اور نمونہ بنائیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. (النساء: ٦٤)	اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت اس لئے ضروری ہے کہ ایک تو اللہ نے اسے بھیجا ہی اسی لئے ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، اسکی بات مانی جائے، اس کے حکموں پر چلا جائے اور اسکی زندگی کو اپنے لئے اسوہ بنایا جائے، دوسرے اس کا ہر حکم اللہ کا حکم، اسکی ہر تعلیم اللہ کی تعلیم اور اسکی دعوت دراصل اللہ کی دعوت ہے، مثلاً ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ. (البقرة: ٢٣٩)	اور اللہ کو یاد کرو اس طرح جس طرح اس نے تم کو سکھایا ہے۔

Marfat.com

اللہ کو یاد کرنے کی بہت ساری شکلیں ہیں اور ہر شکل میں اللہ کو یاد کرنا ہے لیکن اسکی یاد کا سب سے اعلیٰ مظہر نماز ہے۔ اب اگر کوئی شخص اس کی یاد کے اس مظہر کو اختیار کرے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی کیا صورت ہوگی؟ نماز کا جو طریقہ تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے وہ اللہ کے رسول ﷺ ہی کا بتایا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ کی نشان دہی پورے قرآن میں کہیں نہیں کی ہے۔ اب اگر اللہ کے سکھائے ہوئے طریقہ کے مطابق نماز پڑھنی ہے تو اسے کہاں تلاش کریں؟ ظاہر ہے کہ وہ رسول ﷺ ہی سے معلوم ہوگا تو گویا رسول کا طریقہ نماز کو سکھانا اللہ کا سکھانا ہوا، اس لئے ماننا پڑے گا کہ رسول کی تعلیم فی الواقع اللہ ہی کی تعلیم ہے۔

اسی طرح نبی یا رسول اپنی قوم کا سردار ہوتا ہے اور قوم کو سردار کی اطاعت کرنی ہے، اگر سردار کی اطاعت نہ کی جائے تو سمجھا جائے گا کہ قوم اسے سردار نہیں مانتی، خواہ زبان سے اس کا ذکر کتنا ہی زیادہ کیوں نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کو جب حضرت یحییٰ کی صورت میں فرزند کی بشارت دی تو حضرت یحییٰ کی خصوصیات میں ایک خصوصیت یہ بھی بتائی کہ وہ سردار ہوں گے۔ فرمایا:

اَنَّ اللّٰـهَ يُبَشِّـرُكَ بِيَحْيٰى مُـصَـدِّقًـا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ. (آل عمران: ۳۹)	کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کے ایک کلمہ کے مصداق، سردار، لذت دنیا سے کنارہ کش اور زمرۂ صالحین میں سے نبی ہوں گے۔

پھر چونکہ نبی ہر لحاظ سے معیار اور کسوٹی ہوتا ہے اس لئے بھی اس کی اطاعت ضروری ہے۔ رسول ﷺ کے معیار ہونے ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے کبھی غیر متوازن نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ اگر کبھی اللہ کا رسول حد مطلوب سے متجاوز ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے فوراً ٹوکا ہے۔ حالانکہ اگر کوئی رسول حد مطلوب سے متجاوز بھی ہوتا ہے تو

Marfat.com

کسی جذبۂ خیر کے تحت ہی ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ معیار ہے اس لئے اسکا متوازن رہنا ضروری ہے، مثلاً دیکھئے کہ جب معاندین اسلام نے رسول اللہ ﷺ کو زچ کرنے کے لئے ان سے یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ آپ بھی گزرے ہوئے انبیاء کی طرح کوئی معجزہ دکھائیے تو ہم آپ کی دعوت پر غور کر سکتے ہیں۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ کی خواہش ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کوئی حسی معجزہ عطا فرمادے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ انبیائے سابقین کو تو حسی معجزات دئے گئے تھے لیکن کیا معاندین اسلام ایمان لے آئے؟ دیکھو! یہ ایمان لانے کے لئے تم سے معجزہ کا مطالبہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمہیں زچ کرنے کے لئے وہ تمہارے سامنے اس طرح کے مطالبات کر رہے ہیں اس لئے تمہیں ان کے اس طرح کے مطالبات پر کان دھرنے کی ضرورت نہیں مگر چونکہ اللہ کے رسول ﷺ کو ان کا اعراض بہت گراں گزر رہا تھا اس لئے آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ کوئی حسی معجزہ دے ہی دیا جائے، مگر چونکہ اللہ تعالیٰ اس طرح کا کوئی حسی معجزہ دینا نہیں چاہتا تھا اس لئے جب اللہ کے رسول ﷺ کی خواہش بڑھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تنبیہ فرمائی کہ:

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ. (الانعام: ۳۵،۳۶)

اور اگر ان کا اعراض تم پر بڑا گراں گزر رہا ہے تو اگر تم زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی زینہ ڈھونڈ سکو کہ ان کے پاس کوئی نشانی لا دو تو کر دیکھو، سنو! اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا، پس تم جذبات سے مغلوب ہو جانے والوں میں سے نہ بنو، بات وہی مانیں گے جو سنتے اور سمجھتے ہیں، رہے یہ مردے تو

Marfat.com

اللہ ان کو اٹھائے گا پھر یہ اسی کی
طرف لوٹائے جائیں گے۔

رسول کی اطاعت اس لئے بھی ضروری ہے کہ رسول فطرت کو اجاگر کرنے آتا ہے۔ اس کی ہر تعلیم فطرت کا تقاضا ہوتی ہے اسی لئے صالح طبیعت کے لوگوں کو رسول کی دعوت اپنے ہی دل کی صدا معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ. (الروم: ۳۰)

پس تم اپنا رخ دین حنیفی کی طرف کرلو بالکل یکسو ہو کر اور اس دین فطرت کی پیروی کرو جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی فطرت کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

رسول کی اطاعت اس لئے بھی کی جانی چاہیے کہ وہ انسانوں کو ان کی اصل منزل کا سراغ دینے آیا ہے، انسان اس دنیا میں ایک مسافر ہے، اس کی اصل منزل آخرت ہے اور رسول جس کتاب ہدایت کو لے کر آیا ہے اس کی تعلیمات میں ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ:

يٰٓأَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيْهِ فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَ يَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِهِ مَسْرُوْرًا وَ أَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ فَسَوْفَ يَدْعُوْ ثُبُوْرًا وَّ يَصْلٰى

اے انسان! تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف جا رہا ہے اور اس سے لازماً ملے گا تو جس کو اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس کا حساب تو آسان ہوگا اور وہ اپنے لوگوں کے پاس خوش خوش لوٹے گا البتہ وہ جس کا نامۂ اعمال اس

Marfat.com

سَعِيْرًا اِنَّهٗ كَانَ فِیْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ بَلٰىٓ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا۔
(الانشقاق: ۶۔۱۵)

کے پیٹھ پیچھے ہی سے تھما دیا جائے گا تو وہ موت کی دہائی دے گا اور جہنم میں جا پڑے گا وہ دنیا میں اپنے لوگوں میں مگن رہا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ اسے کبھی اپنے رب کی طرف لوٹنا نہیں ہوگا، کیوں نہیں! لوٹنا تو ہے اس کا رب اس کی اچھی طرح نگرانی کر رہا تھا۔ (کیا یہ نگرانی بلاوجہ تھی؟)

یہ ہیں وہ حقیقتیں جن کے پیش نظر رسول کی اطاعت ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (النور: ۵۶)

اور رسول کی اطاعت کرو شاید تم پر رحم کیا جائے۔

بیشتر مقامات پر تو اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کا ذکر اپنی اطاعت کے ساتھ ہی کیا ہے۔ اس سے اطاعت رسول کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہیں تو اس اطاعت سے گریز کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ و الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ۔
(آل عمران: ۳۲)

اے نبی! کہہ دو کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اب اگر یہ اعراض کریں تو یاد رکھیں کہ اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

کہیں اس اطاعت کو لازمۂ ایمان قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً فرمایا:

Marfat.com

أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ.	اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

(الانفال: ۱)

اور کہیں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم اطاعت نہیں کرو گے تو خود بھگتو گے، رسول کی ذمہ داری صرف اس پیغام کو پہنچا دینے کی ہے اور بس۔ فرمایا:

وَ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ.	اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور ڈرو پس اگر تم نے اعراض کیا تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف واضح طور سے پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے اور بس۔

(المائدۃ: ۹۲)

اور متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے خود رسول کی زبانی یہ اعلان کرایا کہ میری اطاعت کرو۔ اسی میں تمہاری کامیابی ہے، فرمایا:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوْنِ.	تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

(آل عمران: ۵۰)

یہی بات سورۃ الشعراء آیات: ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۴۴، ۱۵۰، ۱۶۳، اور ۱۷۹ میں اور الزخرف: ۶۳ اور نوح: ۳ میں بھی ہے۔

ان آیات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اطاعت رسول کی کتنی اہمیت ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

دعوت کے تدریجی مراحل

جس طرح رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے تین بنیادی ارکان ہیں اسی طرح اس کی دعوت کے تین تدریجی مراحل بھی ہیں۔ پہلا مرحلہ انذار کا ہے، دوسرا اعلان عام مع طلب نصرت کا ہے اور تیسرا اتمام حجت اور تکمیل دین کا ہے۔ تمام نبیوں اور رسولوں کی دعوت کے یہی تین مراحل رہے ہیں۔ ان تینوں مراحل کو ایک ہی جگہ سورۂ نوح میں حضرت نوحؑ کی دعوت کے حوالہ سے اکٹھا دیکھا جا سکتا ہے، جہاں تک اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کی دعوت کے تدریجی مراحل کے بیان کا تعلق ہے تو وہ پورے قرآن میں پھیلے ہوئے ہیں۔ سطور ذیل میں ان پر تھوڑی سی گفتگو کی جارہی ہے:

پہلا مرحلہ:

جب کسی قوم کا اخلاقی فساد اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ اس میں خیر وشر کی تمیز باقی نہیں رہ جاتی تو اللہ تعالیٰ اس کے اندر اپنا رسول بھیج کر سب سے پہلے انہیں خیر وشر کی پہچان کراتا ہے۔ ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کر دیتا ہے کہ خیر دنیوی زندگی کے لئے بھی مفید ہے اور اخروی زندگی کے لئے بھی جبکہ شر دنیوی زندگی کے لئے بھی تباہ کن ہے اور اخروی زندگی کے لئے بھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب رسول خاتم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ان کے ذریعہ بھی خیر و

Marfat.com

شر دونوں کی وضاحت فرما دی اور فرمایا: چونکہ ہم نے قوت مشاہدہ، عقل و شعور اور نطق و بیان کی صلاحیت بھی عطا فرما دی ہے اور خیر و شر کے دونوں راستے بھی واضح کر دیے ہیں اس لئے اب خیر و شر میں تمیز نہ کر پانے کی کوئی وجہ نہیں۔ ارشاد ہوا:

أَلَمْ نَجْعَلْ لَّهُ عَيْنَيْنِ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ وَ هَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ. (البلد: ۸۔۱۰)	کیا ہم نے اس (انسان) کو دو آنکھیں نہیں دیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ؟ اور اس کو دونوں راہیں نہیں سجھا دیں۔

ایک دوسری جگہ خیر کی راہ کو اختیار کرنے کا نام شکر گزاری بتایا اور شر کی راہ اختیار کرنے کو ناشکری سے تعبیر کیا۔ فرمایا:

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَّ إِمَّا كَفُوْرًا. (الدھر: ۳)	ہم نے تو اسے راستہ دکھا دیا اب چاہے وہ شکر کرنے والا بنے یا ناشکری کرنے والا بنے۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوَاهَا. (الشمس: ۷۔۸)	اور شاہد ہے نفس اور اس کی اعلیٰ ساخت پس ہم نے اس کو الہام کر دی اس کی بدی اور اس کی نیکی۔

تو گویا اللہ تعالیٰ نے خیر و شر کی وضاحت بھی کر دی اور دونوں میں تمیز کی صلاحیت بھی عطا فرما دی، اس کے باوجود اگر کوئی بدی کی راہ اختیار کرتا ہے تو کرے۔ رسول کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ اس بدی کے انجام سے آگاہ کر دے۔ اسی کا نام انذار ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے انذار دو عذابوں سے کیا ہے، ایک عذاب وہ ہے جو رسول کی تکذیب کے نتیجہ میں دنیا میں آتا ہے اور دوسرا وہ عذاب ہے جو آخرت میں ہوگا۔

Marfat.com

دنیا میں عذاب ان لوگوں پر آتا ہے جو افہام و تفہیم کے باوجود اپنی سرکشی اور تعدی سے باز نہیں آتے اور یہ عذاب اس لئے آتا ہے تاکہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔ جہاں تک آخرت کے عذاب کا تعلق ہے تو وہی اصل عذاب ہے اور جو لوگ اس عذاب کے مستحق قرار پائیں گے ان کی ہمیشہ کی زندگی کلفت و اذیت کی ہوگی۔

دنیوی عذاب سے ڈرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ پہلے لوگوں کو بتا دو کہ الہ واحد کی عبادت کریں اور ہر طرح کے شرک سے اجتناب کریں، قرآن کو کتاب ہدایت مان کر اس کی روشنی میں زندگی گزاریں۔ لیکن اگر وہ ان ہدایات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوں تو انہیں دنیوی عذاب سے ڈراؤ۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا:

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ. (حم السجدة: ۱۳)	پس اگر وہ اعراض کریں تو ان سے کہو کہ میں تم کو اس طرح کے عذاب سے ڈراتا ہوں جس طرح کا عذاب عاد و ثمود پر نازل ہوا۔

عاد پر آنے والے عذاب کا ذکر یوں فرمایا

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ. (حم السجدة: ۱۶)	پس ہم نے سخت منحوس دنوں میں ان پر سخت طوفانی ہوا بھیج دی تاکہ ان کو دنیا کی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے زیادہ رسوا کن ہے اور ان کی کہیں سے بھی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔

اور ثمود کے عذاب کے بارے میں فرمایا:

Marfat.com

فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (حم السجدة:۱۷)

تو ان کو عذاب ذلت کے کڑکے نے آدبوچا ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے۔

اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ہدایت دی کہ پہلے تو تم اپنے قرابت داروں کو ڈراؤ کیوں کہ وہ دعوت زیادہ نتیجہ خیز اور پائیدار ہوتی ہے جس کا آغاز اپنوں سے ہوتا ہے۔فرمایا:

وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ.

اور تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

(الشعراء:۲۱۴)

پھر حکم ہوا کہ اپنے شہر مکہ اور اس کے آس پاس والوں کو ڈراؤ۔فرمایا:

وَ هٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا. (الانعام:۹۲)

یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے بابرکت،مصداق اپنے سے پہلے کی کتاب کی اور تاکہ تم ڈراؤ مکہ والوں اور اسکے آس پاس والوں کو۔

اس کے بعد حکم ہوا کہ تمام بنی اسماعیل کو ڈراؤ۔فرمایا:

وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ. (القصص:۴۶)

لیکن یہ تمہارے رب کا فضل ہے تاکہ تم ایک ایسی قوم کو ڈراؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا تاکہ وہ بھی یاددہانی حاصل کریں۔

اور آخر میں یہ حکم ہوا کہ سارے انسانوں کو ڈراؤ۔فرمایا:

Marfat.com

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ. (الحج: ۴۹)

اے نبی! اعلان کردو کہ اے لوگو! میں تمہارے لئے صرف کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں۔

یہ دعوت کا ایک ناگزیر تدریجی عمل ہے اور یہ حکمت دعوت کے عین مطابق ہے۔

دوسرا مرحلہ:

دعوت کا دوسرا تدریجی مرحلہ اعلان عام مع طلب نصرت الٰہی ہے۔ کافروں اور مشرکوں کی ریشہ دوانیاں جب بہت بڑھ جاتی ہیں اور رسول کے لئے دعوت کا کام مشکل سے مشکل تر ہو جاتا ہے تو اللہ کا رسول اپنے پروردگار سے درخواست کرتا ہے کہ اے اللہ! حالات بہت سخت ہیں، مسائل کا انبار ہے، مخالفتوں کا طوفان ہے، اس لئے اہل ایمان کا امتحان زیادہ سخت نہ کر اور اپنی نصرت وحمایت عطا فرما۔ حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ کے لئے بھی جب حالات انتہائی سخت ہو گئے تو آپ ﷺ نے بھی پروردگار عالم سے دعا فرمائی:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ. (البقرة: ٢٨٦)

اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر بیٹھیں تو ہم سے مواخذہ نہ کر اور اے ہمارے رب! ہمارے اوپر اس طرح کا کوئی بار نہ ڈال جس طرح کا بار تو نے ان لوگوں پر ڈالا جو ہم سے پہلے گزرے ہیں اور اے ہمارے رب! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ لاد جس کے اٹھانے کی ہم میں

Marfat.com

طاقت نہ ہو، اور ہمیں معاف کر،
ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی
ہمارا مولیٰ ہے سو کافروں کے مقابلہ
میں ہماری مدد فرما۔

نبی کریم ﷺ نے جب یہ دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کی تسلی کے لئے پہلے تو یہ فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، ابھی حالات ہر چند کہ ناسازگار ہیں لیکن یقین رکھو کہ سازگاری اسی ناسازگاری کے بطن سے پیدا ہوگی۔ ایک بات تو اصولی طور سے ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ.	اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے پریشانی نہیں چاہتا۔

(البقرۃ:۱۸۵)

اور اب سنو!

سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا.	عنقریب اللہ اس پریشانی کے بعد آسانی پیدا کرے گا۔

(الطلاق:۷)

اور یہ بھی فرمایا:

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا.	تو یقیناً پریشانی کے ساتھ آسانی ہے، ہاں ہاں پریشانی کے ساتھ آسانی ہے۔

(الشرح:۶.۵)

اور یہ بھی وضاحت فرما دی کہ دیکھو کامیابی ایمان اور عمل صالح میں ہی ہے، تاریخ انسانی اس بات پر شاہد عدل ہے۔ البتہ ابھی جو زحمتیں اور کلفتیں ہیں وہ ہماری حکمت اور

Marfat.com

سنت کا حصہ ہیں اس لئے صبر کرو اور اپنا فریضۂ دعوت ادا کرتے رہو۔ فرمایا:

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

زمانہ شاہد ہے کہ انسان خسارہ میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے، حق کی وصیت کی اور صبر کی تلقین کی۔ (العصر)

اور بالآخر آگے چل کر وہ مرحلہ آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور اس کے ساتھیوں کی مدد کی، حق کو غلبہ عطا کیا اور باطل کو نابود کیا۔ دیکھئے غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ بے سروسامان اہل ایمان کے مقابلہ میں ان سے تین گنا زائد مسلح فوجی جوان تھے، لیکن جنگ اہل ایمان ہی نے جیتی۔ اس کا ذکر قرآن نے اس طرح کیا:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ

اور یقیناً اللہ نے تمہاری مدد کی ہے بدر میں جب تم کمزور تھے پس اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکرگزار رہو اور یاد کرو جب کہ تم اہل ایمان سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ چیز کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرو اور دشمن تمہارے اوپر آپہنچیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان کئے ہوئے فرشتوں سے تمہاری مدد

Marfat.com

بِہٖ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ. (آل عمران: ۱۲۶.۱۲۳)

کرے گا اور یہ اللہ نے اس لئے کیا تا کہ تمہارے لئے خوش خبری ہو اور تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں اور مدد تو صرف اللہ ہی کے پاس سے آتی ہے جو غلبہ والا حکمت والا ہے۔

غزوۂ حنین اور دوسرے مواقع کی مدد کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں میں فرمایا:

لَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیۡ مَوَاطِنَ کَثِیۡرَۃٍ وَیَوۡمَ حُنَیۡنٍ اِذۡ أَعۡجَبَتۡکُمۡ کَثۡرَتُکُمۡ فَلَمۡ تُغۡنِ عَنۡکُمۡ شَیۡئًا وَّ ضَاقَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡأَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ثُمَّ وَلَّیۡتُمۡ مُّدۡبِرِیۡنَ ثُمَّ أَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ أَنۡزَلَ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡھَا وَ عَذَّبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ ذٰلِکَ جَزَآءُ الۡکَافِرِیۡنَ. (التوبۃ: ۲۶.۲۵)

اور بے شک اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کی اور حنین کے دن بھی جب تمہاری کثرت نے تم کو ناز میں مبتلا کر دیا تھا لیکن وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگے اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول اور مومنوں پر اپنی سکینت نازل کی اور ایسے لشکر اتارے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور اللہ نے کافروں کو سزا دی اور کافروں کا بدلہ یہی ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے ہمیشہ کی تسلی کے یہ کلمات بھی نازل فرمائے کہ:

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَ یُثَبِّتۡ

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور

Marfat.com

اَقۡدَامَکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَتَعۡسًا لَّهُمۡ وَ اَضَلَّ اَعۡمَالَهُمۡ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ کَرِهُوۡا مَا اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمۡ وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ اَمۡثَالُهَا ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوۡلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ اَنَّ الۡکٰفِرِیۡنَ لَا مَوۡلٰی لَهُمۡ۔ (محمد: ۷۔۱۱)	تمہارے قدموں کو جمادے گا اور جن لوگوں نے انکار کیا ان کے لئے تباہی ہے اور اللہ ان کے اعمال کو ضائع کردے گا ایسا اسلئے ہے کہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے اتاری ہے پس اللہ نے ان کے اعمال رائیگاں کردئے، کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں کہ ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اللہ نے انہیں اکھاڑ پھینکا اور ان کافروں کے سامنے بھی ان کی مثالیں آئی ہیں اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ اہل ایمان کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔

اور یہ وضاحت بھی کردی کہ ہماری راہ میں جو لوگ تکلیفیں اٹھائیں گے ہم نہ صرف یہ کہ ان کی مدد کر کے انہیں دنیا میں غلبہ عطا کریں گے بلکہ آخرت میں بھی ہماری مدد ان کے شامل حال رہے گی۔ فرمایا:

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ الظّٰلِمِیۡنَ مَعۡذِرَتُهُمۡ وَ لَهُمُ اللَّعۡنَةُ	بے شک ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں بھی اور اس دن بھی ان کی مدد کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں

Marfat.com

وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ. (المومن: ۵۱۔۵۲)

گے جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی ان کے لئے لعنت ہوگی اور برا ٹھکانا ہوگا۔

اور خصوصیت کے ساتھ اپنے رسول کی تسلی کے لئے فرمایا:

كِتَابٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنذِرَ بِهِ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ. (الاعراف: ۲)

یہ ایک کتاب ہے جو تمہاری طرف اس لئے اتاری گئی ہے کہ تم اس کے ذریعہ لوگوں کو ڈراؤ اور اپنے دل میں کوئی تنگی نہ پیدا کرو اور یہ تو ان لوگوں کے لئے یاددہانی کا کام کرے گی جو ایمان لانے والے ہیں۔

تیسرا مرحلہ:

دعوت کا تیسرا تدریجی مرحلہ اتمام حجت اور تکمیل دین کا ہے، اس مرحلہ میں رفتار کار میں بھی اضافہ ہوا ہے اور اہل کفر و شرک نے اپنی توانائی کا آخری قطرہ بھی نچوڑ دیا ہے۔ اس مرحلہ میں آ کر اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول سے فرمایا کہ اب تم ان کافروں اور مشرکوں کے سامنے تاریخ کا آئینہ واضح طور سے رکھ دو وہ خود ہی اس میں اپنی تصویر دیکھ لیں۔ مثلاً ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی مکہ کی ابتدائی زندگی اور خانۂ کعبہ کی تعمیر کے اصل مقصد کو ان لوگوں کے سامنے رکھ دیا جو اس وقت خانۂ کعبہ پر قابض تھے۔ لیکن وہ مقصد تعمیر کعبہ کو یکسر فراموش کئے ہوئے تھے۔ فرمایا:

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَ

اور یاد کرو جب کہ ہم نے ابراہیم کے لئے بیت اللہ کی جگہ کو ٹھکانا بنایا اس

Marfat.com

طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ. (الحج: ۲۶)	ہدایت کے ساتھ کہ کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہراؤ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھو۔

گویا اس آیت کے ذریعہ اہل مکہ کو یہ بتایا گیا کہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کے یہاں قیام کا مقصد تو یہ تھا کہ وہ اسے توحید کی تعلیم کا مرکز بنائیں اور اللہ کے آگے جھکنے والوں کے لئے مواقع فراہم کریں اور ماحول سازگار بنائیں لیکن تم ہو کہ نام تو اپنے باپ کا بہت لیتے ہو مگر کام وہ نہیں کرتے جو وہ کرتے تھے ہم تمہارے سامنے ان کی زندگی کا آئینہ رکھ دے رہے ہیں اب آگے تم جانو۔

اس کے بعد بڑی تفصیل سے بتایا کہ مشرکین نے دین ابراہیم میں کیا کیا بدعتیں گھسا دی ہیں جن کی اصلاح بہت ضروری ہے کیوں کہ اگر اب بھی اصلاح نہیں ہوئی تو پھر کبھی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً ایک بدعت تو انہوں نے یہ ایجاد کر لی تھی کہ قربانی کے جانوروں کو اللہ کے نام سے قربان کرنے کے بجائے اپنے اصنام کے نام سے قربان کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں ہدایت یہ دی:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ.	اور ان چند خاص دنوں میں ان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے ہیں۔

(الحج: ۲۸)

اسی حوالہ سے ایک دوسری بدعت انہوں نے یہ ایجاد کر لی تھی کہ وہ قربانی کے گوشت نہ خود کھاتے تھے اور نہ کسی کو کھلاتے تھے ان کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ گوشت دیوتاؤں کے لئے ہیں، وہ خود اس سے لذت اندوز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح کی ہدایت

Marfat.com

یوں فرمائی:

فَکُلُوْا مِنْھَا وَ اَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِیْرَ (الحج: ۲۸)

پس تم خود اس میں سے کھاؤ اور فاقہ کش فقیروں کو بھی کھلاؤ۔

اسی طرح ایک بدعت انہوں نے یہ ایجاد کر لی تھی کہ بعض جانوروں کا گوشت مردوں کے لئے تو حلال مانتے تھے لیکن عورتوں کے لئے اسے حرام قرار دیتے تھے، علاوہ ازیں وہ کہتے تھے کہ فلاں چوپایوں پر سواری حلال ہے اور فلاں پر حرام۔ اس سلسلہ میں ہدایت یہ ہوئی:

وَ اُحِلَّتْ لَکُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ (الحج: ۳۰)

اور تمہارے لئے سارے چوپائے حلال کئے گئے ہیں سوائے ان کے جن کی تفصیل تمہیں بتا دی گئی ہے تو تم بتوں کی گندگی سے اجتناب کرو اور جھوٹ بات سے بچو۔

اسی طرح ایک بدعت انہوں نے یہ گھڑ لی تھی کہ جو جانور ہدی یا نیاز کے لئے نامزد کر دئے گئے ان سے کسی قسم کا تمتع جائز نہیں ہے، نہ ان پر سواری کی جا سکتی ہے، نہ ان کا دودھ استعمال کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی اور قسم کا انتفاع کیا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں یہ ہدایت دی گئی کہ:

لَکُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّھَا اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ۔ (الحج: ۳۳)

اور تمہارے لئے ان (ہدی کے جانوروں میں) ایک خاص وقت تک مختلف قسم کی منفعتیں ہیں پھر ان کو قربانی کے لئے قدیم گھر (خانۂ کعبہ) کی طرف لے جانا ہے۔

Marfat.com

اس طرح کی متعدد بدعات اور خرافات کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ اگر لوگ ان ہدایات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور وہ تمہارے لائے ہوئے اصول کی تکذیب کرتے ہیں تو تم پریشان مت ہو، اتمام حجت تمہارا فرض ہے۔ ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے، پہلے کے رسولوں کے ساتھ بھی ان کی قوم نے وہی سلوک کیا ہے جو آج یہ تمہارے ساتھ کر رہے ہیں۔ فرمایا:

وَ اِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ اِبْرَاهِیْمَ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَ اَصْحَابُ مَدْیَنَ وَ كُذِّبَ مُوْسٰی فَاَمْلَیْتُ لِلْكٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ فَكَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَ هِیَ ظَالِمَةٌ فَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا وَ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِیْدٍ.
(الحج: ۴۲۔۴۵)

اور اے نبی! اگر یہ لوگ تمہاری تکذیب کر رہے ہیں تو کوئی حیرت کی بات نہیں ان سے پہلے قوم نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم، قوم لوط اور مدین کے لوگ بھی تکذیب کر چکے ہیں اور موسیٰ کی بھی تکذیب کی گئی تو میں نے ان کافروں کو ڈھیل دی پھر ان کو دھر لیا تو دیکھو کیسی ہوئی میری پھٹکار اور کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ان کے ظلم کی حالت میں ہم نے ہلاک کر دیا پس وہ اپنی چھتوں پر ڈھئی پڑی ہیں اور کتنے ہی ناکارہ کنوئیں اور پختہ محل ہیں جو ویران پڑے ہیں۔

اتمام حجت کے اس مرحلہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے اظہار و اعلان کے لئے دیگر مخلوقات کائنات کی تسبیح کا حوالہ بھی دیا ہے تا کہ لوگوں کو یہ بتا دیا جائے کہ تمہارا یہ انکار اور انکار پر اصرار تمہاری کس تصویر کو نمایاں کر رہا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ
مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ
صَلَاتَهُ وَ تَسْبِيحَهُ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا
يَفْعَلُونَ.

دیکھتے نہیں کہ اللہ ہی کی تسبیح
کرتے ہیں وہ سب جو آسمانوں
اور زمین میں ہیں اور پرندے بھی
پروں کو پھیلائے ہوئے۔ ہر ایک کو
اپنی نماز اور تسبیح معلوم ہے اور اللہ باخبر
ہے اس چیز سے جو وہ کر رہے ہیں۔ (النور: ۴۱)

اس آیت میں منکرین توحید سے کہا گیا ہے کہ کائنات کی ساری مخلوقات تو اللہ کی عظمت و کبریائی کے گن گاتی ہیں لیکن تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس قدر افہام و تفہیم کے باوجود توحید کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہو؟

بنی اسرائیل حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کے سب سے بڑے منکر تھے حالانکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی دعوت کے ابتدائی دونوں مراحل میں ان کے پیغمبروں اور کتابوں کا حوالہ دے کر انہیں اپنی نبوت و رسالت کا قائل بنانے کی کوشش کی لیکن وہ قائل نہیں ہوئے، ابتدا میں تو وہ خود سامنے نہیں آتے تھے محض کفار و مشرکین کو آنحضرت ﷺ کے خلاف استعمال کرتے تھے لیکن بعد میں خود بھی سامنے آ گئے اور انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ جناب! ہم تو پہلے ہی سے اپنے نبیوں پر ایمان لائے ہوئے ہیں، اب آپ ہم سے کس ایمان کا مطالبہ کر رہے ہیں؟ اتمام حجت کے اس مرحلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول سے فرمایا کہ ذرا ان سے پوچھو کہ کیا نبیوں کو قتل کرنا ایمان کی علامت ہے؟ فرمایا:

وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا
أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ
عَلَيْنَا وَ يَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ
وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ
اس چیز پر ایمان لاؤ جو اللہ نے اتاری
ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اس چیز پر
تو ہم ایمان رکھتے ہی ہیں جو ہم پر

Marfat.com

فَلِمَا تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَاءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (البقرة: ۹۱)

اتاری گئی ہے اس طرح وہ اس کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہی حق ہے اور مطابق ہے ان پیشین گوئیوں کے جو ان کے یہاں پہلے سے موجود ہیں ان سے پوچھو کہ پھر تم اللہ کے نبیوں کو اس سے پہلے کیوں قتل کرتے رہے ہو اگر تم مومن ہو؟

اسی طرح بنی اسرائیل کی بدعہدی کا حوالہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ ذرا ان سے پوچھو کہ وہ کون سا ایمان ہے جو تمہیں بدعہدی سکھاتا ہے؟ فرمایا:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوْا قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهِ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (البقرة: ۹۳)

اور یاد کرو جب کہ ہم نے تم سے عہد لیا تھا اور تمہارے اوپر طور کو اٹھایا اور حکم دیا کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو اور سنو اور مانو تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور نہیں مانا اور ان کے اسی کفر کے سبب ان کے دلوں میں بچھڑے کی پرستش رچ بس گئی ۔ اے نبی! تم ان سے کہو کہ اگر تم مومن ہو تو کیا ہی بری ہے وہ چیز جس کا تمہارا ایمان تم کو حکم دے رہا ہے۔

اور یہود تو اللہ کے رسول کی مخالفت میں اس قدر آگے بڑھ گئے تھے کہ وہ اللہ، اسکے فرشتوں اور اسکے دیگر نبیوں تک کے دشمن بن گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مرحلہ میں

Marfat.com

اپنے رسول سے فرمایا کہ اب تم صاف صاف ان کو بتا دو کہ ایسے حق کے دشمنوں کا اللہ بھی دشمن بن گیا ہے اب یہ اپنی اس دنیوی زندگی کی بھی خیر منائیں اور آخرت میں تو تباہی ان کا مقدر ہے ہی۔ قرآن کے متعدد مقامات پر یہود کی بے راہ روی کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور رسول سے کہا گیا ہے کہ اب انہیں ان کی کمزوریوں سے آگاہ کر کے ان سے کنارہ کشی اختیار کر لو۔ یہ لوگ نہ ایمان لانے والے ہیں اور نہ کوئی بات ہی سمجھنے والے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ	اے نبی! کہہ دو کہ جو جبریل کا
فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ	مخالف ہوا تو وہ جان لے کہ جبریل
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ	نے اس کلام کو تمہارے دل پر اللہ کے
بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا	حکم سے اتارا ہے، ان پیشین گوئیوں
لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ	کے مطابق جو ان کے یہاں پہلے سے
مِيْكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ وَ	موجود ہیں اور یہ ہدایت و بشارت ہے
لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ وَ	اہل ایمان کے لئے جو اللہ، اس کے
مَا يَكْفُرُ بِهَا اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ اَ	فرشتوں، اس کے رسولوں اور جبرئیل و
وَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ	میکائیل کے دشمن ہوئے تو ایسے
مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَمَّا	کافروں کا اللہ بھی دشمن ہے اور ہم نے
جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	تمہارے اوپر نہایت واضح دلیلیں
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ	اتاری ہیں ان کا انکار صرف عہد شکن
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ	ہی کر سکتے ہیں تو ان کا ایک گروہ اسے
وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ	اٹھا پھینکے گا بلکہ ان میں سے اکثر ایمان
وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى	سے عاری ہیں اور جب ان کے پاس
مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا	اللہ کی طرف سے ایک رسول ان پیشین

Marfat.com

كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ
كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ
وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ
هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ
مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ
فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا
يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ
وَمَا هُمْ بِضَارِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا
بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ
وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ
اشْتَرَاهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ
خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ
اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَلَوْ
اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.
(البقرة:۹۷۔۱۰۳)

گویئوں کے مطابق آیا جو ان کے پاس موجود ہیں تو جن کو کتاب دی گئی تھی انہی نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے پھینکا جیسے وہ اس سے آشنا ہی نہیں ہیں اور ان چیزوں کے چکر میں پڑ گئے جو سلیمان کے عہد میں شیاطین پڑھتے پڑھاتے تھے حالانکہ سلیمان نے کوئی کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے ہی کفر کیا۔ یہی لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور یہ اس چیز میں پڑ گئے جو بابل میں دونوں فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتاری گئی تھی۔ حالانکہ یہ کسی کو سکھاتے نہیں تھے جب تک اسکو خبردار نہ کردیں کہ ہم آزمائش کے لئے ہیں تو تم کفر میں نہ پڑ جانا۔ پس یہ لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جس سے میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال سکیں حالانکہ ان کو یہ پتہ تھا کہ جس نے اس چیز کو اختیار کیا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ کیا ہی بری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا، اے کاش وہ اس کو سمجھتے اور اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کا ثواب ان کے لئے بہتر تھا، کاش وہ سمجھتے۔ (ترجمہ)

Marfat.com

اس طرح کے سیکڑوں مقامات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اتمام حجت کا حکم دیا ہے۔ اسی اتمام حجت کے ساتھ دین کی تکمیل بھی کردی گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ سے فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدة: ۳)	آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

اور ایک اہم بشارت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی انتہائی کامیابی کے ساتھ فریضۂ دعوت سے سبکدوشی کا اعلان بھی فرمایا۔ فرمایا:

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا۔ (النصر:)	جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت طلب کرو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میری وفات کی خبر دے دی گئی ہے۔ اب میرا وقت پورا ہو گیا۔ (مسند احمد)

ان تینوں مراحل کے بیان سے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ انذار کا مرحلہ ابلاغ عام اور اتمام حجت سے یکسر خالی ہے۔ اسی طرح ابلاغ عام کے مرحلہ میں انذار اور اتمام حجت نہیں رہا ہے۔ اور اسی طرح اتمام حجت کے مرحلہ میں انذار اور ابلاغ کا پہلو بالکل غائب رہا ہے بلکہ دعوت کے ان تدریجی مراحل کے ذکر سے مقصود یہ دکھانا ہے کہ

Marfat.com

پہلے مرحلہ میں اصل توجہ انذار پر دوسرے مرحلہ میں اصل توجہ دعوت کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے پر اور تیسرے مرحلہ میں زیادہ توجہ اتمام حجت پر مرکوز نظر آتی ہے۔ ہر مرحلہ کے ایام میں دوسرے مراحل کا کام بھی ہوتا رہا تھا لیکن اصل زور اسی کام پر رہا ہے جو اس مرحلہ کا تقاضا تھا۔

سیرتِ رسول ﷺ کے ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھا جائے تو حضرت عائشہؓ کے اس جواب کی معنویت بآسانی سمجھ میں آجائے گی جو انہوں نے حضرت قتادہؓ کے استفسار پر دیا تھا۔

قال قتادة : قلت: یا ام المومنین أنبئینی عن خلق رسول الله ﷺ. قالت: ألست تقرأ القرآن ؟ قلت : بلیٰ! قالت: فان خلق نبی الله ﷺ کان القرآن.

(مسلم وابوداءود)

قتادہ نے کہا کہ میں نے ام المومنین (حضرت عائشہؓ) سے عرض کیا کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے خلق کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! تو فرمایا تو بس اللہ کے نبی کا خلق یہی قرآن تھا۔

اللھم وفقنا لطاعة رسول الله ﷺ کما تحب و ترضیٰ.

☆☆☆

Marfat.com

ادارہ کی چند اہم مطبوعات

بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد	ابن رشد مترجم ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی	1300
تفسیر اور اصول تفسیر	فیصل احمد ندوی	320
تاریخ ارض القرآن	علامہ سید سلیمان ندوی	560
قرآن مجید کی تفاسیریں چودہ سو برس میں		560
شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی قرآنی خدمات	پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی	350
قرآن مجید کے آٹھ منتخب اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ	ڈاکٹر شکیل اوج	360
برصغیر میں مطالعہ قرآن	ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی	300
اسلام یہ ہے (علامہ محمد غزالی)	ترجمہ: ابو مسعود اظہر ندوی	350
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے لیے	غطریف شہباز ندوی	560
سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراضات کا جائزہ	ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی	350
تذکرہ المحدثین (3 جلد)	مولانا ضیا الدین اصلاحی	1600
اسلام اور جدید فکری مسائل	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	460
رہبر تخریج حدیث	ڈاکٹر اقبال احمد محمد اسحٰق	220
تاریخ تحفظ سنت اور خدمات محدثین	ڈاکٹر اقبال احمد محمد اسحٰق	680
فقہ اسلامی (تعارف اور تاریخ)	پروفیسر اختر الواسع	320
دین رحمت	شاہ معین الدین ندوی	360
مختصر تاریخ خلافت اسلامیہ	مولانا عبدالقدوس ہاشمی	360
اسلامی فقہ کے اصول مبادی	ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی	280
معلم لغۃ القرآن (نیا ایڈیشن)	سید اعجاز حیدر	300
تعدیل رجال بخاری	مولانا حبیب الرحمن الاعظمی	340
عصر حاضر کی نفسیاتی الجھنیں اور ان کا اسلامی حل	مولانا سلطان احمد اصلاحی	260

مکتبہ قاسم العلوم

رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 54000

Marfat.com